مشکلات میں اللہ کی مدد کا عظیم سبب

صبرِ جمیل

www.KitaboSunnat.com

امام ابن ابی الدنیا

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد
الشیخ راشد حسن

دار المعرفة
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

❁ عرضِ ناشر ---------- 11

❁ صبر کا معنی ومفہوم ---------- 13

❁ صبر کی حقیقت (اقوال علماء کی روشنی میں) ---------- 14

◆ ۱۔ اللہ تعالیٰ سے شکوہ ---------- 15

◆ ۲۔ آزمائش میں مبتلا شخص کا زبان سے یا بزبان حال شکوہ کرنا ---------- 16

❁ صبر کی نسبت اور خاصیت ---------- 18

❁ صبر کی اقسام ---------- 20

❁ مضبوط اور کمزور ہونے کے اعتبار سے صبر کی تقسیم ---------- 22

فصل...... باریک نکتہ ---------- 24

فصل...... زیادہ اور معمولی مشقت پر صبر کی مثالیں ---------- 25

❁ متعلق کے اعتبار سے صبر کی اقسام ---------- 27

❁ احکام خمسہ کے اعتبار سے صبر کی تقسیم ---------- 31

◆ ۱۔ صبر واجب ---------- 31

◆ ۲۔ صبر مندوب ---------- 31

◆ ۳۔ حرام صبر ---------- 31

◆ ۴۔ صبر مکروہ ---------- 32

◆ ۵۔ صبر مباح ---------- 32

❁ خلاصہ کلام ---------- 33

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

❀ صبر کے درجات ---- 34

❀ اچھا اور بُرا ہونے کے اعتبار سے صبر کی اقسام ---- 39

◆ ا۔صبر مذموم ---- 39

◆ ۲۔صبر محمود ---- 40

❀ معزز اور گھٹیا لوگوں کے صبر میں فرق ---- 41

◆ ا۔معزز شخص کا صبر ---- 41

◆ ۲۔گھٹیا شخص کا صبر ---- 41

❀ صبر کے لیے معاون اسباب ---- 42

◆ ا۔علم ---- 42

◆ ۲۔عمل ---- 42

❀ نافرمانی سے بچانے والے چند اُمور ---- 44

❀ انسان کبھی بھی صبر سے مستغنی نہیں ہوسکتا ---- 47

◆ ا۔خواہشات کے موافق صبر ---- 47

◆ ۲۔خواہشات کے برعکس صبر ---- 49

❀ نفس پر سب سے زیادہ بوجھل صبر ---- 54

❀ صبر کا بیان قرآن کی روشنی میں ---- 57

◆ ا۔صبر کا حکم ---- 57

◆ ۲۔صبر کے منافی چیز سے ممانعت ---- 57

◆ ۳۔کامیابی کو اسی کے ساتھ جوڑا ہو ---- 58

◆ ۴۔صبر کرنے والوں کے اجر کو بڑھانے کی اطلاع دینا ---- 58

◆ ۵۔دین میں امامت کو صبر اور یقین کے ساتھ معلق کرنا ---- 58

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◆ ۶۔ اللہ کی معیت کی وجہ سے کامیابی ان کا مقدر ہے ---------- 59

◆ ۷۔ صبر کرنے والے لیے تین انعام ---------- 59

◆ ۸۔ مدد کا صبر اور تقویٰ سے متعلق ہونا ---------- 60

◆ ۹۔ دشمن کے مکر و فریب کے آگے ڈھال ---------- 60

◆ ۱۰۔ فرشتوں کا سلام کرنا ---------- 60

◆ ۱۱۔ بدلے سے صبر بہتر ---------- 61

◆ ۱۲۔ مغفرت اور اجر کبیر ---------- 61

◆ ۱۳۔ عزم الامور ---------- 61

◆ ۱۴۔ صبر کا بدلہ کلمہ حسنہ ---------- 61

◆ ۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ---------- 62

◆ ۱۶۔ خیر والی خصلتوں کا حصول ---------- 62

◆ ۱۷۔ آیات سے فوائد کے حصول کا ذریعہ ---------- 63

◆ ۱۸۔ صبر پر تعریف الٰہی ---------- 64

◆ ۱۹۔ ایمان لانا صبر کی علامت ---------- 64

◆ ۲۰۔ اصحاب الیمین ---------- 64

◆ ۲۱۔ صبر اور ارکانِ ایمان ---------- 65

❀ صبر کا بیان احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں ---------- 66

◆ ۱۔ پہلے صدمے کے وقت صبر ---------- 66

اس حدیث سے حاصل شدہ اسباق ---------- 67

◆ ۲۔ بینائی سے محرومی پر صبر کا اجر ---------- 68

◆ ۳۔ شدید بیماری پر صبر سے جنت کا حصول ---------- 68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

◆ ۴۔صابرین جلدی جلدی جنت میں جائیں گے ---------- 69
◆ ۵۔جسمانی تکالیف اور مشکلات پر صبر کے بدلے گناہوں کا جھڑنا ---------- 70
◆ ۶۔سابقہ اُمتوں کا تکالیف پر صبر ---------- 72
◆ ۷۔اولاد کی وفات پر صبر ---------- 73
◆ ۸۔مؤمنین کا صبر ---------- 74
◆ ۹۔بیماریاں اور تکالیف گناہوں کا کفارہ ---------- 75
❁ صبر کی فضیلت ---------- 84
◆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف کے اقوال ---------- 84
❁ مصیبت اور موت پر آنسو بہانا ---------- 86
◆ ا۔میت پر رونا ---------- 86
◆ ۲۔نوحہ کرنا ---------- 88
❁ صبر نصف ایمان ہے ---------- 91
❁ صبر اور شکر میں سے افضل کیا ہے؟ ---------- 93
◆ صبر کی شکر پر افضلیت والوں کے دلائل ---------- 93
◆ شکر کی صبر پر افضلیت والوں کے دلائل ---------- 96
◆ فریقین کے دلائل کے بعد ان کے بارے میں فیصلہ ---------- 107
❁ شکر کی حقیقت ---------- 108
◆ احسان کرنے والے کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنا ---------- 108
◆ صبر وشکر کا باہمی تعلق ---------- 109
❁ امیری اور غریبی کی تقسیم ---------- 113
❁ خلاصہ کلام ---------- 119
◆ آخرت کے حصول کے لیے محنت ---------- 121

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❁ امیر شاکر اور غریب صابر میں کون افضل ہے؟ ---------------------------- 122

◆ فقراء کی افضلیت کتاب وسنت کی روشنی میں -------------------------- 123

فصل......پس منظر -- 130

◆ مال جہنم کا داعی ہے اور فقر جنت کا -------------------------------- 133

❁ دنیا کی حقیقت --- 139

◆ دنیا کی پہلی مثال -- 139

◆ دوسری مثال --- 139

◆ تیسری مثال --- 140

◆ امیروں کی افضلیت پر کتاب وسنت کے دلائل ---------------------- 140

❁ صبر اور شکر، اللہ کی صفات میں سے ہیں ---------------------------- 149

◆ صبر اور حلم کے درمیان فرق -------------------------------------- 149

◆ کفار اور مشرک --- 150

❁ صبر کے منافی اور اس کے لیے نقصان دہ چیزیں -------------------------- 153

◆ صبر کے منافی چیزیں -- 153

صبر و استقامت کے پہاڑ

(اسلاف کے سبق آموز واقعات)

❁ تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا صبر عظیم ------------------------------------ 155

❁ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا صبر -- 160

❁ پیتل کی گائے میں ڈال کر جلانے پر بھی صبر کی عظیم مثال -------------------- 161

❁ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا صبر ---------------------------------- 162

❁ بدن کا عضو عضو کٹنے پر بھی حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے کلمہ حق نہ چھوڑا -------------- 163

❁ سیّدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کا بھوک پیاس میں صبر ---------------------- 164

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- حبیب بن نجار رضی اللہ عنہ کی دین پر استقامت ---------- 164
- بئر معونہ والے ستر مجاہدین رضی اللہ عنہم کا کلمہ حق کے لیے جانیں دینا ---------- 167
- سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ کا دُنیا کے بدلے دین حاصل کرنا ---------- 169
- حضرت عاصم اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا صبر ---------- 170
- عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا سارا مال چھن جانے پر بھی صبر ---------- 174
- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا حجاج کے ظلم وستم پر صبر ---------- 176
- امام مالک رحمہ اللہ کی استقامت وصبر ---------- 180
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا صبر ---------- 184

صبر اور اس کی جزا ...... از امام ابن ابی الدنیا

- صبر کی روشنی ---------- 195

صبر وتحمل ...... از فضیلۃ الشیخ صالح المنجد

- مقدمہ ---------- 263
- تعریف کا بیان ---------- 265
  - لغوی تعریف ---------- 265
  - اصطلاحی وفنی تعریف ---------- 266
- صبر وتحمل کا موزوں ترین وقت ---------- 267
- صبر کی قدر ومنزلت ---------- 268
  - ا۔اللہ کی اطاعت وفرماں برداری پر ---------- 268
  - ۲۔معصیت ونافرمانی سے اجتناب پر ---------- 269
  - ۳۔مصائب پر ---------- 269
- صبر کے فوائد وثمرات ---------- 271

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◆ کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ---------- 272

◆ حفاظت فراہم کرنے کا ذریعہ ---------- 272

◆ مغفرت اور اجر عظیم کے حصول کا ذریعہ ---------- 273

◆ جنت تک رسائی کا راستہ ---------- 273

◆ جنت میں فرشتوں کا سلام ---------- 276

◆ جنت میں بیت الحمد بطور جزا ---------- 276

◆ اجر وثواب کی حفاظت کا ذریعہ ---------- 277

◆ ثواب کے حصول کا ذریعہ ---------- 277

◆ اجر وثواب میں مسلسل اضافے کا سبب ---------- 278

◆ دین میں امامت کی خلعت ---------- 279

◆ اللہ کی معیت کا حصول ---------- 279

◆ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کا حصول ---------- 280

◆ دشمنوں کی مکاری اور فریب سے نجات کا ذریعہ ---------- 281

◆ اللہ کی رحمت اور ہدایت کا ذریعہ ---------- 282

◆ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول ---------- 282

◆ اللہ تعالیٰ کی ثنا کا حصول ---------- 283

◆ بذات خود روشنی ہونا ---------- 283

◆ اللہ کی آیات سے مستفید ہونے کا ذریعہ ---------- 283

◆ مطلوب تک رسائی کا ذریعہ ---------- 285

◆ مصیبت پر صبر سے بہترین نعم البدل مل جانا ---------- 286

◆ دنیا میں عزت اور شرف کا ذریعہ ---------- 286

❀ صبر میں زادِراہ والے اسباب و وسائل ---------- 288

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❁ صبر وتحمل کے منافی آفات اور فتنے ---------- 299
◆ ۱۔جلد بازی ---------- 299
◆ ۲۔غیظ وغضب ---------- 300
◆ ۳۔مایوسی ---------- 300
❁ خاتمہ ---------- 301

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔ ہر معاملے میں اپنے محبوب پیغمبر کی راہنمائی فرمائی اور وقت و حالات کے مطابق وحی کے ذریعے سے اس دین متین کو پورا کرتے ہوئے احکام نازل فرمائے۔ یہ وہ احکام تھے جن کی تعمیل اور اسی طرح ممنوعات کو واضح کیا جن سے اجتناب ضروری ہے۔ تقدیر بنائی جو بالاتفاق جاری ہو گی اور نعمت بنائی جس پر انعام کرنے والے کا شکر بجالانا ضروری ہے۔

انسان کے دنیا میں رہتے ہوئے اسے ہر دو حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ بسا اوقات اسے فرماں برداری اور اطاعت پر انعام سے نوازا جاتا ہے تو کبھی نافرمانیوں کی بنا پر آزمائش کے طور پر مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ یہ خوشی اور غم انسانی زندگی کا لازمی جزو ہیں۔ انبیائے کرام سے لے کر، صحابہ کرام، سلف صالحین اور عام لوگوں کے ساتھ بھی یہ چیزیں جڑی ہوئی ہیں، یعنی کوئی بھی انسان ان حالات سے بچا ہوا نہیں۔ بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ ہم زندگی کے ہر لمحہ اور معاملے میں سنت نبویہ کے دامن کو نہ چھوڑیں۔ اسوۂ حسنہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے مطابق زندگی گزاریں۔ تکالیف پر صبر اور انعامات پر شکر کریں۔

جب انسانوں پر کوئی تکلیف یا مصیبت آتی ہے تو وہ ناشکرے ہو جاتے ہیں اور واویلا کرتے ہیں۔ تعلیماتِ اسلام اور اسوۂ رسول کو بھول بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض ان مصائب و مشکلات میں بھی صبر جمیل کا دامن تھامے رکھتے ہیں اور رب ذوالجلال کے محبّ بن جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ مومن جو لوگوں میں مل جاتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے وہ دوسروں سے بہتر ہے۔'' اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو بھی ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ کشادہ اور بہتر ہو۔'' لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ صبر کے دامن کو تھامے رکھے۔ کیونکہ یہ عمل بہت بڑے اجر کا باعث اور اللہ تعالیٰ کا نہایت پسندیدہ ہے۔ جسے اللہ نے قرآن میں ''صبر جمیل'' کہا ہے۔ غرض یہ کہ صبر اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جو انسان کو دوسروں کے آگے گرنے ہی نہیں دیتی۔

یہ کتاب اسی عظیم عمل یعنی ''**صبر جمیل**'' پر لکھی گئی ہے۔ اس میں صبر کی تعریف، فضیلت، اہمیت، اسباب و ذرائع، اقسام اور فوائد کے ساتھ ساتھ صالحین کے اُن واقعات کو بھی بیان کیا گیا ہے جن میں وہ ''صبر جمیل'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ ثابت قدمی بھی ایسی تھی کہ جنتوں کے وارث بن گئے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی سوالات اخذ کر کے ان کے جوابات کو دلائل سے مزین کیا ہے تاکہ قارئین کو مزید آسانی ہو۔

کتاب کا پہلا حصہ الشیخ راشد حسن حفظہ اللہ کی کاوش ہے، دوسرا حصہ امام ابن ابی الدنیا کی جمع کردہ احادیث رسول، اقوالِ صحابہ و تابعین پر مشتمل ہے۔ آخری حصہ فضیلۃ الشیخ صالح المنجد کے رسالہ سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مؤلفین و جملہ معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

آپ کا بھائی

ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کا معنی ومفہوم

صبر کا مفہوم اگرچہ بہت پھیلا ہوا ہے لیکن
صبر کا اصل معنی روکنا اور قید کرنا ہے۔ انسان کا خود کو تکلیف کی حالت میں شکوہ کرنے، اور ہاتھوں سے چہرے کو پیٹنے اور کپڑوں کو پھاڑنے سے روکنے کو ''صبر'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم ﴾ (الکھف : ۲۸)

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔''

صبر کا استعمال عام طور پر تین معنی کے لیے ہوتا ہے:

① روکنا ② سخت

③ ملانا یا جمع کرنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کی حقیقت
(اقوال علماء کی روشنی میں)

حقیقت میں صبر ایسے عمدہ اخلاق کا نام ہے جو انسان کو برے اور قابل اعتراض کاموں سے محفوظ رکھے، اور یہ انسان کے اندر ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے سے انسان اپنے معاملات کی درستگی اور تدبیر کرتا ہے۔

ایک مرتبہ جنید بن محمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ صبر کسے کہتے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا: ''منہ پر سلوٹ لائے بغیر کڑوی چیز کو پی جانا۔''

صبر کی وضاحت کرتے ہوئے ذوالنون رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مخالفت سے خود کو بچانا، آزمائش کے وقت غصے کو پرسکون رہتے ہوئے پی جانا اور غربت کے باوجود بے نیازی کا اظہار کرنا صبر کہلاتا ہے۔''

کہا گیا ہے: ''آزمائشوں میں مہذب اور باادب رہنا اور بغیر شکوہ کے آزمائش کی بھٹیوں میں بے نیاز ہونا ''صبر'' ہے۔''

- ابوعثمان رحمہ اللہ کا قول ہے: ''صابر وہ ہے جو زیادہ تکالیف اور مصائب کا خود کو عادی بنالے۔''
- جواص کا فرمان ہے: ''کتاب وسنت پر ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے۔''
- رویم کا قول ہے: ''صبر شکوہ کو چھوڑنے کا نام ہے۔''
- ابومحمد جریری کا قول ہے: ''نعمت اور آزمائش دونوں میں دل یکجا طور پر پرسکون رہے۔''

میں کہتا ہوں: یہ وہ صبر نہیں ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، کیونکہ انسان طبعی طور پر دونوں حالتوں میں یکجا نہیں ہوسکتا۔ مقصود یہ ہے کہ بے صبری (بے قراری) کا مظاہرہ نہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے، انسان دونوں حالتوں میں برابر نہیں رہ سکتا، جب کہ عافیت کا دامن صبر سے زیادہ کشادہ ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ کی مشہور دعا میں موجود ہے:

((إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنَّ عَافِيَتَكَ أَوْسَعُ لِي مِنْ ذُنُوبِي))

''اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں،سوائے اس بات کے کہ تیری عافیت (درگزر) میرے لیے زیادہ کشادہ ہے۔''

مذکورہ قول اس فرمان نبوی کے مخالف نہیں ہے۔

((وَمَا أَعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ .))

''کسی کو کوئی ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ کشادہ ہو،صبر کا دامن اس وقت سب سے زیادہ کشادہ ہوگا جب انسان پر آزمائش آچکی ہو ورنہ عفو و درگزر کا دامن سب سے زیادہ کشادہ ہے۔''

- ابوعلی دقاق کہتے ہیں: ''صبر یہ ہے کہ کوئی تقدیر پر اعتراض نہ کرے، البتہ جس سے تقدیر پر اعتراض نہ آئے تو ایسا شکوہ صبر کے منافی نہیں ہے۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ﴾ [ص : ٤٤]

''بے شک ہم نے اسے صابر پایا۔''

حالانکہ دوسری جگہ ایوب علیہ السلام کا شکوہ موجود ہے:

﴿ مَسَّنِيَ الضُّرُّ ﴾ [الانبياء : ٨٣]

اے اللہ'' مجھے تکلیف پہنچی ہے''

البتہ بغیر شکوہ کے تکلیف کا اظہار کرنے کی دو اقسام ہیں:

ا۔اللہ تعالیٰ سے شکوہ:

یہ صبر کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ﴾ [یوسف : ۸۶]

''میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں۔''

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ﴾ [یوسف : ۱۸] ''سو (میرا کام) اچھا صبر ہے۔''

ایوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ مَسَّنِيَ الضُّرُّ ﴾ [الانبیاء : ۸۳] ''مجھے تکلیف پہنچی ہے۔''

حالانکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صابر قرار دیا ہے اور صبر کرنے والوں کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا ہے:

((أَللّٰهُمَّ أَشْكُوْ إِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِي وَ قِلَّةَ حِيلَتِي))

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

((أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَ إِلَيْكَ المشتكى))

''اے اللہ! تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تجھ ہی سے شکوہ کرتا ہوں۔''

۲۔ آزمائش میں مبتلا شخص کا زبان سے یا بزبان حال شکوہ کرنا:

یعنی زبان سے کلمات کے ذریعے شکوہ کرے یا اپنی کیفیت اور حالت سے واضح کرے کہ وہ شکوہ کر رہا ہے، یہ صبر کا متضاد اور اس کی ضد ہے، بلکہ صبر کو ختم کر دینے والا ہے۔

صبر اور جزع (بے قراری) دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اسی لیے یہ ایک دوسرے کے مقابلے میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں جہنمیوں کا قول ہے:

﴿ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ ﴾

[ابراھیم : ۲۱]

''ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔''

نفس انسان کی سواری ہے جس پر سوار ہو کر وہ جنت یا جہنم میں داخل ہوگا، اور صبر اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی مہار ہے۔ اگر سواری کی مہار نہ ہوتو سواری بے قابو ہو جاتی ہے اور جس طرف چاہے چلی جاتی ہے۔ جیسا کہ حجاج بن یوسف نے خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ "اپنے نفسوں کی تربیت کرو کیوں کہ یہ ہر برائی کا زینہ ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس کے لیے لگام بنائی اور اس لگام کے ذریعے سے اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں لگاتا ہے، صبر کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے صبر کرے (یعنی ان سے بچے)۔"

نفس میں دو قوتیں ہوتی ہیں:

① پیش قدمی کی قوت ② دفاع کی قوت

پہلی قوت کو ان امور پر خرچ کرنا چاہیے جو اسے فائدہ دیں اور دوسری قوت کو نقصان دینے والی چیزوں سے دفاع پر خرچ کرنا چاہیے۔

بعض میں پیش قدمی کی (نیکیوں پر) طاقت زیادہ ہوتی ہے اور وہ اس پر زیادہ ثابت قدم ہوتے ہیں اور مشکل سے مشکل نیکی پر عمل کرتے ہیں، لیکن ان میں ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرنے کی طاقت کم ہوتی ہے اور اس پر صبر نہیں کر پاتے، بعض میں مخالفت سے بچنے اور اس پر صبر کرنے کی طاقت زیادہ ہوتی ہے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن میں دونوں پر صبر کرنے کی قوت نہیں ہوتی۔ ان میں سے بہترین وہ ہے جو ان دونوں پر صبر کرے۔ بہت سے لوگ قیام اللیل (رات کو نماز کے لیے کھڑے ہونا) کا بہت اہتمام کرتے ہیں، چاہے سردی ہو یا گرمی اور بعض روزوں کی مشقت پر بڑا صبر کرتے ہیں مگر غیر محرم کو دیکھنے میں صبر نہیں کر پاتے، بہت سے لوگ غیر محرم کو دیکھنے اور ان کی تصویریں وغیرہ دیکھنے پر صبر کرتے ہیں۔

بعض لوگ صبر کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "انسان خواہشات اور شہوت کی طرف دعوت دینے والی چیزوں کے مقابلے میں عقل اور دین کی راہ نمائی پر ثابت قدم رہے۔" اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا مزاج اس چیز کی دعوت دیتا ہے جو اسے پسند ہے جبکہ عقل اور دین اس سے منع کرتے ہیں، انسان کو چاہیے کہ اس باہمی کش مکش اور جنگ کے مقابلے میں عقل اور دین کو مزاج پر ترجیح دے جس کا محل انسان کا دل ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر کی نسبت اور خاصیت

اگر حرام اور بدکاری کے ارتکاب سے بچنے پر صبر ہو تو اسے ''عفت'' کہتے ہیں اور اس کی ضد کو ''زنا اور بدکاری'' کہتے ہیں۔

اگر ایسی چیز کے اظہار سے صبر ہو جس کا ظاہر کرنا غلط ہوتا ہے تو اسے ''راز دانی'' کہتے ہیں اور اس کی مخالفت کو راز کا اظہار کرنا، تہمت، بے حیائی، گالی اور جھوٹ کہتے ہیں۔

- اگر صبر فضول خرچی کے مقابلے میں ہو تو اسے ''زہد'' اور اس کی ضد کو ''حرص'' کہتے ہیں۔
- اگر غصے کے اسباب کی موجودگی میں صبر کیا جائے تو اسے ''حلم'' (بردباری) اور اس کی ضد کو ''تسرع'' جلد بازی کہا جاتا ہے۔
- اگر جلد بازی کے سبب کی موجودگی میں صبر کیا جائے تو اسے ''وقار'' کہتے ہیں اور اس کے متضاد کو ''طیش'' کہتے ہیں۔
- اگر بھاگنے اور فرار ہونے کے اسباب کی موجودگی میں صبر کیا جائے تو اسے ''شجاعت (بہادری) اور اس کی ضد کو ''بزدلی'' کہتے ہیں۔
- اگر انتقام کے اسباب کی موجودگی میں صبر کیا جائے تو اسے ''عفو و درگزر'' کہتے ہیں اور اس کے متضاد کو انتقام اور ''سزا'' کہتے ہیں۔
- اگر مال خرچ کرنے سے رک جانے کے اسباب کی موجودگی میں خرچ کیا جائے تو اسے ''سخاوت'' کہتے ہیں اور اس کی ضد کو ''بخل اور کنجوسی'' کہتے ہیں۔
- اگر روزے کی حالت میں کھانے پینے کے اسباب کی موجودگی میں کھانے پینے سے صبر کرتا ہے تو اسے ''صوم'' (روزہ) کہتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

❁ اگر سستی اور بے بسی کے اسباب کی موجودگی میں صبر کرتا ہے تو اسے عقل مندی اور دانش مندی کہتے ہیں۔

یہ صبر کے خاص نام ہیں، اپنے متعلق کے اعتبار سے سب کا عمومی نام ''صبر'' ہے، ابتدا سے انتہا تک دین کے تمام مقامات کا تعلق صبر سے ہے

❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کی اقسام

صبر کی دو اقسام ہیں: ① بدنی ② نفسیاتی

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو اقسام ہیں: ① اختیاری ② اضطراری

صبر بدنی اختیاری :......اپنے اختیار اور ارادے سے اپنے بدن کو مشکل اعمال کرنے کا پابند کرنا۔

صبر بدنی اضطراری :......مار کی تکلیف پر صبر کرنا یا بیماری، زخموں، سردی اور گرمی وغیرہ پر صبر کرنا۔

صبر نفسیاتی اختیاری :......شرعی اور عقلی طور پر جو اعمال درست نہیں ہیں ان سے صبر کرنا، یعنی بچنا۔

صبر نفسیاتی اضطراری :......محبوب کے وعدہ کر کے نہ آنے پر غصہ آنے پر صبر کرنا۔

دو قسموں میں انسان اور جانور سب شریک ہیں، اور وہ یہ ہیں:

① صبر بدنی اضطراری ② صبر نفسیاتی اضطراری۔

ان دونوں چیزوں میں جانوروں کا صبر بسا اوقات انسانوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

جبکہ صبر بدنی اختیاری اور صبر نفسیاتی اختیاری میں انسان جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے، اور بہت سارے لوگوں میں صرف وہی صبر پایا جاتا ہے جس میں جانور انسان کے ساتھ شریک ہیں اور وہ صبر جو انسان کے ساتھ خاص ہے وہ ان میں نہیں پایا جاتا، اس کو صابر کہا جاتا ہے مگر حقیقت میں وہ صابروں میں سے نہیں ہے۔ اگر کہا جائے کہ کیا جن اور انسان اس صبر میں شریک ہیں؟ تو اس کا جواب اثبات میں دیا جائے گا کیونکہ مکلّف ہونے کے لیے یہ لازم ہے اور امر ونہی کی اطاعت کا اسی سے تعلق ہے، جنات بھی اوامر ونواہی سے صبر پر اسی طرح مکلّف ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس طرح انسان ہیں۔

اگر کہا جائے، کیا جن انسان کی طرح مکلّف ہیں یا کسی اور طرح؟ تو جواب دیا جائے گا جو چیزیں نفس کو لازم ہیں مثلاً محبت ونفرت، ایمان وتصدیق اور دوستی و دشمنی ان میں جن و انس دونوں برابر ہیں اور جو بدن کو لازم ہیں جیسے غسل جنابت، اعضاء کو وضو میں دھونا اور استنجاء کرنا، ختنہ کرنا اور حیض سے غسل کرنا، ان میں ہمارے اور ان کے درمیان مساوات نہیں ہے بلکہ جو ان کی تخلیق کے مناسب ہے وہ اس کے مکلّف ہیں۔

سوال:......کیا فرشتے صبر کرنے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں؟

جواب:......فرشتے خواہشات کے ساتھ نہیں آزمائے گئے، جو ان کی عقلوں میں بگاڑ پیدا کرے بلکہ وہ عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ تصور ہی موجود نہیں ہے کہ شہوت اور خواہش کے مقابلے میں وہ دین اور عقل کے مطابق فیصلہ کریں، اگر ان کے لیے کوئی صبر ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ اس پر ڈٹے ہیں جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں۔ انسان کا صبر اگر اس کی خواہشات پر غالب آجائے تو وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے اور اگر خواہشات صبر پر غالب آجائیں تو وہ شیطانوں سے مل جاتا ہے۔ اگر اس کے کھانے پینے اور شہوت کا مزاج صبر پر غالب آجائے تو وہ جانوروں سے مل جاتا ہے۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو عقل عنایت کی اور خواہشات نہیں دیں، جانوروں کو خواہشات دیں مگر عقل نہیں دی اور جب انسان کو پیدا کیا تو دونوں چیزوں یعنی عقل اور خواہشات کے ساتھ پیدا فرمایا۔''

جس کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے وہ جانوروں سے مل جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنیادی طور پر کمزور پیدا کیا ہے اور خوراک کی خواہش کو اس کے ساتھ جوڑا ہے۔ جس کا وہ محتاج ہے تو بھوک پر اس کا صبر کرنا جانوروں کے صبر کی طرح ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مضبوط اور کمزور ہونے کے اعتبار سے صبر کی تقسیم

دین کے سبب کی بہ نسبت خواہش کے سبب صبر کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: ...... دین کی طرف دعوت دینے والی چیز کا غلبہ ہوتا ہے جو خواہشات کو فرار ہونے پر مجبور کر دیتا ہے، یہ درجہ مسلسل صبر کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اس مرتبے پر پہنچنے والے دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہوتے ہیں، انھی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ [حم السجدہ: ۳۰] ''بیشک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے'' انھیں کے بارے میں موت کے وقت فرشتے کہتے ہیں:

﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۞ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾ [حم السجدة: ۳۰-۳۱]

''اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔ ہم تمھارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔''

یہی وہ لوگ ہیں جو صبر کرنے والوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ بھی حاصل کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں اس طرح جہاد کرتے ہیں جیسا کہ کرنے کا حق ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف انھی لوگوں کو ہدایت کے لیے چنا ہے۔

دوسری حالت: ......خواہشات غالب ہوں اور دین پر آمادہ کرنے والی چیز بالکل معدوم ہو۔ بندہ شیطان اور اس کے حواریوں کا تابع دار ہو اور شیاطین اس سے جو چاہے کام لیں۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

① ''بندہ شیطان کا لشکری اور اس کا مطیع ہو۔'' یہ کمزوری اور بے بسی کی حالت ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

④ ''شیطان بندے کا لشکری ہو۔'' یہ بڑے گناہ گار بدعتی کا حال ہے۔

جیسا کہ شاعر کا شعر ہے:

وَكُنْتُ إِمْرَأً مِنْ جُنْدِ إِبْلِيسَ فَارْتَقَى
بِيَ الْمَجَالُ حَتّٰى صَارَ إِبْلِيسُ مِنْ جُنْدِيْ

''میں ابلیس کا لشکری تھا، پھر میں نے ترقی کی حتیٰ کہ ابلیس میرا لشکری ہو گیا''

اس حالت میں ابلیس اور اس کے حواری اس کے مطیع اور مددگار ہو جاتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کی بدبختی ان پر غالب آ گئی اور انھوں نے آخرت کو دنیا کے بدلے فروخت کر دیا، یہ اس حالت میں اس وجہ سے گئے کیونکہ یہ صبر سے عاری تھے۔''

ایسے لوگوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَلْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَ تَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ)) [1]

''بے بس وہ ہے جس نے خود کو خواہشات کے پیچھے لگا لیا اور اللہ سے امیدیں وابستہ کر لیں۔''

ان لوگوں کی مختلف اقسام ہیں، بعض وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہوتے ہیں، لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے والے ہوتے ہیں اور دین کے اندر خامی کی تلاش میں رہتے ہیں، تا کہ لوگوں کو دین سے روک سکیں، کچھ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو پس پشت ڈالنے والے ہوتے ہیں اور صرف خواہشات کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں۔ بعض منافقین دورخے ہوتے ہیں، کچھ عشق مزاج اور ناچ گانے میں مشغول ہونے والے ہوتے ہیں اور کچھ کو جب سمجھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں، ہمیں توبہ کا بڑا شوق ہے مگر ہمیں امید نہیں ہے کہ ہماری توبہ قبول ہوگی۔ بعض کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نماز اور روزے کا محتاج نہیں ہے اور مجھے امید نہیں ہے کہ میں اپنے عمل کی وجہ سے نجات پاؤں گا، اللہ بڑا معاف اور درگزر

---

[1] ترمذي: ٢٤٥٩، ابن ماجه، احمد۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا ہے۔ کچھ کہتے ہیں جب موت کا وقت آئے گا تو پھر ہم توبہ کر لیں گے، یہ لوگ اپنی عقلیں حق کے بجائے صرف بہانے بنانے پر لگاتے ہیں تاکہ اپنے من پسند کام کر سکیں، ان کی عقل شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جیسے کوئی کافر کی قید میں ہو تو وہ اسے چاہے خنزیر کھلائے، اس سے شراب بنوائے یا صلیب اٹھوائے۔

فصل:...... باریک نکتہ

یہاں ایک بڑا باریک نکتہ ہے جسے سمجھنا انتہائی ضروری ہے، جب شیطان کے جال میں جکڑا ہوا شخص اس اللہ کے غلبے اور تسلط کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا، اسے عزت اور شرف و منزلت کی بلندیوں تک پہنچایا اور وہ اللہ کے غلبے کو اس کے سب سے بڑے دشمن کے ہاتھ میں دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس سے جو چاہے کام لیتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص خود کو اپنے بدترین دشمن کے ہاتھ میں دے دے اور وہ اسے سخت عذاب پہنچائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝﴾ [النحل : ۹۸۔۱۰۰]

”پس جب تو قرآن پڑھے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شریک بنانے والے ہیں۔“

تیسری حالت:...... یہ کہ سخت مقابلہ ہو اور جنگ کبھی ادھر ہو اور کبھی ادھر، کبھی نیکیاں زیادہ ہوں اور کبھی برائیاں۔ ان تینوں حالتوں میں قیامت کے دن نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی، بعض جنت میں جائیں گے اور جہنم میں نہیں، بعض جہنم میں جائیں اور جنت میں نہیں، بعض پہلے جہنم میں جائیں گے پھر اس سے نکل کر جنت میں جائیں گے۔ لوگوں کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہی حالت صحت اور بیماری میں ہے، جس کے جسم کی قوت مدافعت اس کی بیماری پر غالب آجاتی ہے تو وہ صحت مند رہتا ہے، جس کی بیماری اس کی قوت مدافعت پر غالب آجاتی ہے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں کہ کبھی بیماری ان پر غالب آجاتی ہے اور کبھی صحت غالب آجاتی ہے، اور وہ بیمار اور تندرست ہوتے رہتے ہیں۔

فصل:...... زیادہ اور معمولی مشقت پر صبر کی مثالیں

بعض لوگ بہت زیادہ مشقت پر صبر کرتے ہیں اور بعض معمولی مشقت پر۔

پہلے کی مثال: ......کوئی شخص کسی طاقت ور سے کشتی کرے اور مقابلہ کر کے بمشکل جیت پائے۔

دوسرے کی مثال: ...... جو کسی کمزور سے مقابلہ کرے اور بغیر مشقت کے مقابلہ جیت جائے۔

اسی طرح رحمان اور شیطان کے لشکروں کے درمیان جنگ ہوتی ہے، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو شیطان اور اس کے حواریوں کو چت کر دیتے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک انسان نے ایک جن سے کشتی کی، انسان نے جن کو پچھاڑ دیا، اس جن نے کہا میں تو تجھے کمزور سمجھ رہا تھا تو اس نے کہا میں انسانوں میں سے طاقت ور شخص ہوں۔'' لوگوں نے کہا: کیا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے؟''

بعض صحابہ کہا کرتے تھے: ''مومن بندہ شیطان کو اس طرح کمزور کرتا ہے جس طرح تم اونٹ کو سفر میں کمزور کرتے ہو۔''

ابن ابی الدنیا نے سلف میں سے کسی کا قول نقل کیا ہے: ''ایک شیطان دوسرے شیطان سے ملا اور پوچھا! ارے تو تو بہت کمزور اور لاغر دکھائی دے رہا ہے۔ اس نے کہا: میں ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہا ہوں کہ جب وہ کھاتا ہے تو ''بسم اللہ'' پڑھتا ہے، میں اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نہیں کھا پاتا، اگر وہ پیتا ہے تو اللہ کا نام لے کر پیتا ہے، میں اس کے ساتھ نہیں پی سکتا، اگر گھر میں داخل ہوتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے اور مجھے باہر ہی رات گزارنی پڑتی ہے۔'' دوسرے نے کہا: میرے تو مزے ہیں، میں ایسے شخص کے ساتھ رہ رہا ہوں جو کھاتے اور پیتے ہوئے ''بسم اللہ'' نہیں پڑھتا، اور میں اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہوں اور جب وہ اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو ''بسم اللہ'' نہیں پڑھتا اور میں بھی چلا جاتا ہوں۔'' جب خود کو صبر کا عادی بنائے گا تو اس کا دشمن اس سے ڈرے گا اور جس کا صبر کمزور ہوگا شیطان اس سے امیدیں وابستہ کرے گا۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے ہدف میں بھی کامیاب ہو جائے۔

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

متعلق کے اعتبار سے صبر کی اقسام

صبر کی اپنے متعلق کے اعتبار سے تین اقسام ہیں:

① احکامات اور اطاعت پر صبر حتیٰ کہ انھیں ادا کر دے۔

② ممنوعہ چیزوں اور مخالفت پر صبر حتیٰ کہ کسی کا ارتکاب نہ کرے۔

③ اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر صبر حتیٰ کہ اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صبر کی یہی تین اقسام بیان کی ہیں۔ اس کلام کا تعلق روحانیت سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بندے کے لیے دو طرح کے احکامات ہیں:

① دینی شرعی ② کونی قدری

دینی شرعی کا تعلق اس کے حکم سے ہے اور کونی قدری کا تعلق اس کی تخلیق سے۔

دینی شرعی مقصود کے اعتبار سے یہ دو قسم کی ہے:

۱۔ مقصود اگر محبوب ہے تو اس کا کرنا یا تو واجب ہوگا یا پسندیدہ اور یہ صبر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۲۔ اگر ناپسندیدہ ہے تو اس کا کرنا یا تو حرام ہوگا یا مکروہ، اس کا تعلق بھی صبر سے ہے۔

کونی قدری:...... وہ مشکلات اور مصائب جو انسان کی تقدیر میں لکھے گئے ہیں ان پر صبر کرنا اور ان پر راضی ہونا ضروری ہے۔ اور دین کی بنیاد ان تین قاعدوں پر ہے:

① حکم کی تعمیل کرنا ② ممنوعہ چیزوں کو چھوڑنا

③ تقدیر پر صبر کرنا

جب تک انسان مکلّف ہے، تو ان تین چیزوں پر عمل اس کے لیے ضروری ہے اور ان پر عمل صبر کے بغیر ممکن نہیں، جیسا کہ دانہ اپنی بالی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی وجہ سے لقمان علیہ السلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے انھی تین چیزوں کے بارے میں اپنے بیٹوں کو نصیحت کی :

﴿ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ﴾ [لقمان : ١٧]

''اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ اس چیز کو جوڑتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ یہ اصول دین کے ظاہر اور باطن میں سے ہر ایک کو شامل ہے۔ بندے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ، اس کی اطاعت وفرماں برداری، اسی پر بھروسہ اور اسی سے محبت، اس کے لیے عاجزی وانکساری کرنے اور اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے اور گناہوں سے توبہ کرنے کے ساتھ اس چیز کو جوڑتے اور ملاتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان اسباب کو جوڑنے کے ساتھ ساتھ ہم اپنے اور رسول کے درمیان تعلق کو بھی جوڑیں۔ رسول پر ایمان لانے، اس کی تصدیق کرنے، اس کے ہر فیصلے کو قبول کرنے اور اس پر راضی ہونے کے ساتھ اس کے سامنے اپنے سر تسلیم خم کرنے اور اس کی محبت کو اپنی اولاد، والدین اور تمام لوگوں کی محبت پر ترجیح دینے کے ساتھ اللہ کے حکم کو بھی ملائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ والدین اور قریبی رشتہ داروں سے نیکی کر کے اللہ کے اس حکم کو جوڑیں جس کا اس نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح والدین سے نیکی کر کے اور اپنی بیویوں کے حقوق دے کر اللہ کے حکم کو جوڑیں۔ اور اپنے پڑوسیوں، دوستوں، غلاموں اور تمام لوگوں کو ان کے حقوق دے کر اس چیز کو جوڑیں جس کا اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ پھر وضاحت کی کہ اس تعلق کو جوڑنے کے لیے اللہ کا اور آخرت کے دن کا خوف ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو ایک ہی رسی پر یکجا کیا اور اسی پر تمام چیزوں کا دارومدار ہے اور وہ رسی صبر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ ﴾ [الرعد : ٢٢]

''اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا۔''

صرف صبر کافی نہیں ہے جب تک کہ اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ پھر اس کے بعد اس چیز کا حکم دیا جو صبر پر آمادہ کرنے والی ہے ﴿ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ [الرعد : ٢٢] ''اور نماز قائم کی۔'' یہ دونوں چیزیں یعنی صبر اور نماز دنیا و آخرت دونوں کے مقاصد میں اس کی مددگار ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

[البقرہ : ١٥٣]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا چھپ کر اور ظاہری طور پر صدقہ کرنے اور پھر برائی کا بدلہ اچھائی سے دینے کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا::

﴿ وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ ﴾ [القصص : ٥٤]

''اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو ہٹاتے ہیں۔''

پھر برائی کو نیکی سے ٹالنے کی وضاحت فرمائی:

﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ﴾ [هود : ١١٤]

''بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''برائی کے بعد نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔''[1]

مقصود یہ ہے کہ یہ آیتیں اسلام اور ایمان کے تمام مقامات (حکم کی اطاعت، ممنوعہ چیز سے اجتناب اور تقدیر پر صبر کرنا) کو شامل ہیں۔

[1] ترمذی : ١٩٨٧، احمد : ٦٠٨٤٧ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان تین اصولوں کو ثابت کیا ہے، فرمایا:

﴿ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا ﴾ [آل عمران : ۱۲۵]

''کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ ﴾ [یوسف : ۹۰]

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے۔''

مذکورہ تمام آیات میں تقویٰ کو صبر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور تقویٰ کی حقیقت حکم کی تعمیل اور ممنوعہ چیز سے بچنا ہے اور اگر صبر کو شامل کریں تو تینوں اصول ثابت ہوں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

احکام خمسہ کے اعتبار سے صبر کی تقسیم

اس اعتبار سے اس کی پانچ اقسام ہیں:

① واجب: جس پر صبر کرنا لازمی ہو۔

② مندوب: جس پر صبر کرنا پسندیدہ ہو۔

③ حرام: جس پر صبر کرنا حرام ہو۔

④ مکروہ: جس پر صبر کرنا ناپسندیدہ ہو۔

⑤ مباح: جس پر صبر کرنا جائز ہو۔

۱۔صبر واجب:

اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔حرام چیزوں پر صبر ۲۔واجبات کی ادائیگی پر صبر

۳۔آفاقی مصائب پر صبر، جس میں انسان بے بس ہوتا ہے، مرض وغیرہ۔

۲۔صبر مندوب:

ناپسندیدہ چیزوں پر عمل کرنے سے خود کو بچانے پر صبر کرنا اور پسندیدہ چیزوں پر عمل پر ڈٹے رہنا اور مجرم کی زیادتی پر صبر کرنا۔

۳۔حرام صبر:

اس کی دو اقسام ہیں:

① کھانے پینے سے پرہیز کرنا حتیٰ کہ مر جائے۔

② اسی طرح جب بھوک حد سے زیادہ لگی ہو، اس کے باوجود مردار اور خون کھانے سے اجتناب کرنا حتیٰ کہ موت واقع ہو جائے۔امام طاؤس اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص بھوک کی وجہ سے مردار کھانے اور خون پینے پر مجبور ہو جائے، اس کے باوجود وہ نہ کھائے اور اس کی وجہ سے مر جائے تو ایسا شخص جہنم میں جائے گا۔''

صبر حرام میں یہ بھی ہے کہ انسان خودکشی کے لیے اپنے آپ کو درندے کے سامنے پیش کر دے یا وہ اپنا دفاع نہ کرے، اسی طرح وہ سانپ کے سامنے اپنا دفاع نہ کرے یا کافر کے سامنے خود کو پیش کر دے تو یہ حرام ہے۔ مگر فتنے یا مسلمانوں کے خلاف لڑائی سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیل دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ جیسا کہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نبی ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! بنی آدم میں سے بہتر بننا (یعنی ہابیل کی طرح) مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے اچھے کا واقعہ بیان کیا اور اس کی تعریف کی۔ یہ کافر کے قتل کے خلاف ہے۔ اس کے خلاف دفاع لازم ہے کیونکہ جہاد مقصود اپنا اور مسلمانوں کا دفاع ہے۔

۴۔ صبر مکروہ:

اس کی چند مثالیں ہیں:

① کھانے پینے اور ہم بستری سے پرہیز کرے حتیٰ کہ اس کے جسم کو نقصان ہو۔

② زوجہ کے خاص حقوق پورا کرنے سے پرہیز کرے جب اس کو اس کی حاجت ہو حالانکہ ان کا پورا کرنا اس کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

③ ناپسندیدہ چیزوں پر ڈٹے رہنا۔

④ مستحب فعل سے پرہیز کرنا۔

۵۔ صبر مباح:

جس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہوں اس پر صبر کرنا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام:

- واجب پر صبر کرنا واجب ہے۔
- واجب سے پرہیز کرنا حرام ہے۔
- حرام سے اجتناب واجب ہے۔
- حرام پر صبر حرام ہے۔
- مستحب پر صبر مستحب ہے۔
- مستحب سے پرہیز مکروہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر کے درجات

صبر کی دو اقسام ہیں، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے:

① اضطراری ② اختیاری

پہلی قسم:......اختیاری صبر اضطراری صبر سے کامل ہے، کیونکہ اضطراری میں انسان کے ساتھ جانور وغیرہ بھی شریک ہیں۔ اسی وجہ سے یوسف علیہ السلام کا عزیز کی بیوی کی اطاعت اور فرماں برداری سے اجتناب اور پھر قید و بند کی صعوبتوں پر صبر کرنا ان کے بھائیوں کے صبر سے اعلیٰ و عمدہ ہے جب کہ ان کو باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنے کی وجہ سے جو تکلیفیں آئی تھی اس پر جو انھوں نے صبر کیا تھا۔

دوسری قسم:......اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت، بلندی، بادشاہت اور حکومت کے عطا کرنے پر صبر، جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ، نوح، اور خاتم الانبیاء علیہم السلام نے اللہ کی طرف دعوت دینے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے پر صبر کیا۔ اسی وجہ سے انھیں اولوالعزم کا نام دیا گیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرح صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [الأحقاف: ۳۵]

"پس صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسولوں نے صبر کیا۔"

اولوالعزم پیغمبر درج ذیل ہیں: نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم السلام۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی مشابہت سے منع فرما دیا کیونکہ وہ اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر نہ کر سکے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝٤٨﴾

[القلم: ٤٨]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''پس اپنے رب کے فیصلے تک صبر کر اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو، جب اس نے پکارا، اس حال میں کہ وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔''

مقصود اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو کیونکہ اس کا تعلق شفاعت سے ہے، جیسا کہ انبیاء کرام قیامت کے دن لوگوں کو اپنے سے بہتر اور زیادہ صبر کرنے والے کی طرف بھیجیں گے۔

سوال:......صبر کی تینوں اقسام (حکم کی اطاعت، حرام سے اجتناب اور تقدیر پر صبر) میں سے کون سی قسم افضل ہے؟

جواب:......امر و نہی پر اطاعت تقدیر پر ایمان لانے سے افضل ہے کیونکہ تقدیر پر صبر میں نیک و فاجر اور مومن و کافر سب شریک ہوتے ہیں۔ تقدیر پر صبر سب کی مجبوری ہوتا ہے۔ البتہ احکامات کی پابندی اور ممنوعات سے بچنے پر رسل کے متبعین کا صبر سب سے عظیم صبر ہے، ہر صبر اپنی جگہ افضل ہے، حرام کے ارتکاب سے صبر اپنی جگہ اور اطاعت پر صبر اپنی جگہ افضل ہیں۔

سوال:......ان دونوں قسموں احکام کی تعمیل اور حرام سے اجتناب میں سے افضل کون سا صبر ہے؟

جواب:......اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ''ممنوعہ چیزوں سے پرہیز پر صبر کرنا افضل ہے'' کیونکہ یہ زیادہ مشقت والا اور دشوار ہے جبکہ نیکی کے کام نیک اور گناہ گار سب کرتے ہیں اور ممنوعہ چیزوں سے پرہیز صرف سچے لوگ کرتے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرنا خواہشات کے مخالف ہوتا ہے جو کہ انسان کے لیے زیادہ دشوار ہے اور یہی سب سے افضل ہے۔

بعض کا قول ہے: ''محبوب اور مرغوب چیز کا چھوڑنا افضل ہے۔''

ان کی دلیل یہ ہے کہ بندے نے اپنی خواہش پر محبوب کی خواہش کو ترجیح دی ہے۔ جبکہ محبوب کے کام کی متابعت سے یہ چیز ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان کا یہ قول بھی ہے: نیکیوں پر عمل کرنے پر ڈٹے رہنا کوئی انوکھی بات نہیں، کیونکہ نیکیوں میں اکثر چیزیں وہ ہوتی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو انسان کو پسند اور مرغوب ہوتی ہیں۔ جیسے انصاف کرنا، احسان کرنا، اخلاق اور نیکی کرنا وغیرہ، بلکہ انوکھی بات تو یہ ہے کہ کوئی ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرے اور دنیا کی محبوب چیز پر آخرت کی محبوب چیز کو ترجیح دے حالانکہ انسانی نفس میں دنیا کی محبت بھری ہوئی ہے اور وہ اپنے مزاج کے خلاف اس پر صبر کرتا ہے۔

اسی طرح ان کی دلیل ہے کہ ممنوعہ چیزوں کی طرف دعوت دینے والی چار چیزیں ہیں:

① انسانی نفس ② شیطان

③ خواہشات ④ دنیا

انسان کسی چیز کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا ہے جب تک ان چار چیزوں سے جنگ نہ کرے اور یہ سب سے مشکل کام ہے اور ان کی یہ دلیل بھی ہے کہ اسی وجہ سے ممنوعہ چیزوں کا سدباب کیا گیا ہے، جبکہ احکام کی تعمیل کو نبی ﷺ نے حسب استطاعت متعلق کیا ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کر دوں تو اس سے پرہیز کرو۔'' اس سے معلوم ہوا ممنوعہ چیزوں کا دروازہ احکامات کی تعمیل کے مقابلے میں تنگ ہے۔ اسی وجہ سے ممنوعہ چیز میں سے کسی کی اجازت نہیں دی گئی اور حدود بھی ممنوعہ چیزوں کی ادائیگی پر ہیں جبکہ حکم کی تعمیل کی کوتاہی پر کوئی حد نہیں ہے۔ مامورات میں سے سب سے بڑا حکم نماز ہے اس کے تارک پر حد کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس پر حد ہے یا نہیں۔

یہ ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ممنوعہ چیزوں سے اجتناب پر صبر کرنا حکم کی تعمیل پر ڈٹے رہنے سے بہتر ہے۔

دوسری جماعت کے دلائل:...... حکم کی تعمیل پر صبر کرنا ممنوعہ چیزوں سے پرہیز پر صبر کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو نیکی کرنا برائی سے بچنے سے زیادہ محبوب ہے اور دو محبوب چیزوں میں سے زیادہ محبوب پر صبر کرنا افضل ہے۔

پہلی وجہ:...... حکم کی تعمیل مقصود ہوتی ہے۔ اللہ کی معرفت، توحید، اس کی عبادت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی طرف رجوع کرنا، اسی پر بھروسہ کرنا، عمل میں اخلاص پیدا کرنا، اس سے محبت کرنا اور اس کی خدمت میں مصروف رہنا، مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ اور ممنوعہ چیزوں سے اس لیے منع فرمایا کیونکہ وہ چیزیں اس مقصد سے دور رکھتی ہیں اور اس کے کمال کو فوت کرتی ہیں اسی وجہ سے ممنوعہ چیزوں کے درجات ہیں کہ وہ ان چیزوں کے درمیان جتنی بڑی رکاوٹ بنیں گے ممانعت اتنی ہی سخت ہوگی۔ اگر جوا اور شراب اللہ کے ذکر، نماز اور آپس کی محبت کے درمیان رکاوٹ نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ حرام نہ فرماتے۔ اسی طرح اگر بندے اور اس کی عقل کے درمیان رکاوٹ نہ بنتی کہ جس کے ذریعے سے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عبادت کرتا ہے تو یہ حرام نہ ہوتی اور اس طرح جتنی چیزیں بھی حرام ہیں وہ اسی وجہ سے حرام ہیں کیونکہ وہ اللہ کے محبوب کاموں اور اس کی رضا مندی حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔

دوسری وجہ: ......احکامات کا تعلق اللہ کی معرفت، توحید، عبادت، ذکر وشکر محبت و توکل، اس کی طرف رجوع کرنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات، اسماء اور صفات کے ساتھ ہے اور ممنوعہ چیزوں کے مقابلے میں یہ عظیم فرق ہے۔

تیسری وجہ: ......حکم کی تعمیل کے کام کی ممنوعہ چیزوں کے چھوڑنے کے مقابلے میں زیادہ ضرورت اور محتاجی ہے، کیونکہ اللہ کی معرفت، توحید اور عبادت وغیرہ کی محتاجی انسان کو اپنی ذات کی محتاجی سے زیادہ ضروری ہے اور نفس کی محتاجی غذا کی محتاجی سے زیادہ ہے جس کے ذریعے سے وہ زندہ رہتا ہے۔

چوتھی وجہ: ......ممنوعہ چیزوں کا چھوڑنے کا تعلق غیرت سے ہے اور حکم کی تعمیل کا تعلق قوت اور غذا سے ہے کہ جس کے بغیر انسان کی زندگی کا تصور محال ہے، انسان غیرت کے بغیر تو جی سکتا ہے لیکن طاقت اور غذا کے بغیر نہیں۔ یہی مثال حکم کی تعمیل اور ممنوعہ چیز سے پرہیز کی ہے۔

پانچویں وجہ: ...... گناہوں کا تعلق انھی دو اصولوں کے ساتھ ہے، حکم کی تعمیل میں کوتاہی یا ممنوعہ حکم کی نافرمانی، اگر کوئی انسان قیامت کے دن تمام گناہوں کے ساتھ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایمان کے معمولی ذرے کے ساتھ بھی آئے گا تو اسے ہمیشہ کی جہنم سے نجات مل جائے گی لیکن اگر اس نے تمام گناہوں سے تو اجتناب کیا ہو مگر ایمان کے احکام میں سے کسی کی تعمیل نہیں کی تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے اور اس کو جہنم سے کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی۔

چھٹی وجہ:...... تمام گناہ توبہ سے ختم ہو جاتے ہیں جبکہ شرک اور شرک سے وفات کے علاوہ کسی گناہ سے تمام نیکیاں ختم نہیں ہوتی۔

ساتویں وجہ:...... آدم علیہ السلام کا گناہ ممنوعہ چیز سے نہ بچنا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر آدم علیہ السلام چن لیا توبہ قبول کی اور ہدایت دی جبکہ ابلیس نے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کی، جسے تمام جہانوں کے لیے عبرت بنا دیا گیا۔

آٹھویں وجہ:...... اگر تمام ممنوعہ چیزوں سے اجتناب کرے تو اسے ثواب نہیں ملے گا جب تک کہ وہ حکم کی تعمیل کو سامنے نہ رکھے اور اگر انسان تمام ممنوعہ چیزوں سے بچے تو اسے ثواب نہیں ملے گا جب تک کہ وہ ایمان لانے کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔

نوویں وجہ:...... حکم کی تعمیل پر دس گنا سے لے کر سات سو یا اس سے بھی زیادہ اجر ملتا ہے، جب کہ گناہ پر صرف ایک گنا، اور وہ بھی توبہ و استغفار اور نیکیوں سے ختم ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ نافرمانی نہ ہو۔

دسویں وجہ:...... ایک ممنوعہ چیز کا ارتکاب لاکھوں نیکیاں ختم کر دیتا ہے جبکہ ایک نیکی لاکھوں گناہوں کو ختم نہیں کر پاتی۔

گیارھویں وجہ:...... اگر کوئی شخص بتوں کو سجدہ کرنے سے پرہیز کرتا ہے تو اس سے کمال حاصل نہیں ہوگا جب تک وہ اللہ کو سجدہ نہ کرے، اسی طرح اگر کوئی شخص رسول کی تکذیب اور دشمنی چھوڑ دے تو وہ مومن نہیں ہوگا جب تک وہ تصدیق نہ کرے۔ کمال ماموریں ہے، اگر کوئی رسول کے بارے میں کہے کہ نہ میں تصدیق کرتا ہوں نہ تکذیب تو وہ مومن نہیں ہوگا۔

البتہ یہ ثابت ہوگیا کہ حکم کی تعمیل پر صبر، صبر کی تمام اقسام سے افضل ہے۔

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اچھا اور بُرا ہونے کے اعتبار سے صبر کی اقسام

اچھا اور برا ہونے کے اعتبار سے صبر کی دو اقسام ہیں:

① صبر مذموم ② صبر ممدوح

ا۔صبر مذموم:

اللہ پر ایمان لانے، اس کی توحید کا انکار کرنے، اس سے محبت کرنے اور دل کے اس کی جانب میلان کرنے سے پرہیز کرنے پر صبر کرنا مذموم (قابل مذمت) ہے۔ یہ صبر کی بدترین قسم ہے جو انسان کے کمال کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور اس کی پیدائش کے مقصد کو نابود کر دیتا ہے، اس سے بڑھ کر برا صبر نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اپنے اس محبوب کی ملاقات سے اپنے آپ کو روکے جس کے بغیر اس کی زندگی محال ہے۔اور ان نعمتوں سے خود کو روکے جو اللہ تعالیٰ نے خاص اس کی مہمانی کے لیے تیار کر رکھی ہیں ایسی نعمتوں سے روکے جنھیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان سے سنا ہے اور نہ ہی ان کا وہم وگمان بھی کسی کے دل میں آیا ہو۔

ان نعمتوں سے زہد سب سے بڑی بے رغبتی ہے، جیسا کہ ایک آدمی نے کسی زاہد سے کہا، میں نے تجھ سے بڑا زاہد کوئی نہیں دیکھا تو اس نے جواب دیا، مجھ سے بڑا زاہد تو تو ہے، میں نے دنیا سے بے رغبتی کی ہے جو مٹ جانے والی ہے لیکن تو آخرت (جنت، اللہ کے دیدار اور جنت کی نعمتوں) سے بے رغبت ہے۔ جیسا کہ یحییٰ بن معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: ''محبت کرنے والوں کا صبر مجھے زاہدوں کے صبر سے زیادہ محبوب ہے۔''

ایک آدمی امام شبلی کے پاس آیا اور کہا، کون سا صبر سب سے زیادہ مشقت والا ہے،...... ''صبر فی اللّٰہ'' ؟ اس نے کہا......نہیں، پھر سوال کیا ''صبر اللّٰہ'' ؟ اس نے کہا......نہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر سوال کیا...... صبر "مع اللّٰہ" کہا......نہیں، اس نے کہا...... پھر کون سا ہے؟ شبلی نے کہا...... "صبر عن اللّٰہ" اور اس کی انتہائی تکلیف دہ چیخ نکلی حتیٰ کہ قریب تھا کہ اس کی روح اس دنیائے فانی سے کوچ کر جاتی۔

۲۔ صبر محمود:

اس کی دو اقسام ہیں:

① صبر للہ (اللہ کے لیے صبر کرنا) ② صبر باللہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ [النحل : ۱۲۷]

نیز فرمایا:

﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ﴾ [الطور : ٤٨]

علماء نے ان کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا "صبر للّٰہ" زیادہ کامل ہے کیونکہ اللہ کے لیے صبر مقصود ہے اور "صبر باللّٰہ" وسیلہ ہے، اور مقصود وسیلے سے افضل ہوتا ہے۔

دوسری جماعت نے کہا "صبر باللّٰہ" افضل ہے کیونکہ صبر للہ اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک صبر باللہ نہ ہو۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ [النحل : ۱۲۷]

یہ جملہ خبر یہ ہے نہ کہ انشائیہ، اور یہ دونوں صبروں پر مشتمل ہے۔ اللہ سے مدد مانگنا اور معیت خاصہ جس پر "باء" مصاحبت دلالت کرتی ہے۔ جیسے حدیث قدسی ہے:

((فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی))

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معزز اور گھٹیا لوگوں کے صبر میں فرق

ا۔معزز شخص کا صبر:

ہر شخص لازمی طور پر صبر کرتا ہے یا تو اپنے اختیار سے یا مجبوراً معزز شخص اپنے اختیار سے اور یہ جانتے ہوئے صبر کرتا ہے کہ صبر کا انجام اچھا ہے اور اس کے صبر پر اس کی تعریف ہوگی اور بے صبری پر مذمت ہوگی۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ بے صبری سے اس کی چیز اسے واپس نہیں ملے گی۔ وہ اس کو کسی صورت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے اور بے صبری کا نقصان صبر کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

عقل مندوں کا قول ہے: ''عقل مند آدمی مصیبت کے وقت وہ کام کرتا ہے جس کام کو بے وقوف شخص ایک مہینے بعد کرتا ہے۔''

۲۔گھٹیا شخص کا صبر:

وہ مجبوری میں بے صبری کرتا ہے اور آہ و بکا کرتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا میرا اس میں کوئی فائدہ ہے یہ اس طرح صبر کرنا ہے جس طرح وہ شخص صبر کرتا ہے جسے پٹائی کرنے کے لیے باندھا ہوا ہو اور وہ صبر کرتا ہے۔ معزز شخص اللہ کی اطاعت میں صبر کرتا ہے اور گھٹیا شخص شیطان کی اطاعت میں بے صبری کرتا ہے۔ گھٹیا شخص اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ کی اطاعت پر بہت کم صبر کرتا ہے۔ شیطان کی اطاعت میں کثرت سے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ اپنے نفس کی خواہش اور اللہ کے دشمن کی رضا کے لیے مال خرچ کرتا ہے مشقت برداشت کرتا ہے۔ اللہ کے تقدس کے بارے میں کوئی زبان درازی کرے تو صبر کرتا ہے لیکن اپنی عزت کا معاملہ ہو تو صبر نہیں کرتا۔ یہ گھٹیا ترین آدمی ہے جو اللہ کے ہاں معزز نہیں ہے۔ جب معزز لوگوں کو قیامت کے دن بلایا جائے گا تو یہ شخص ان کے ساتھ نہیں ہوگا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کے لیے معاون اسباب

جب اللہ تعالیٰ نے صبر کا حکم دیا ہے تو اس نے کچھ اسباب بھی بنائے ہیں جو صبر کے لیے معاون ثابت ہوتے ہیں اور صبر تک پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اللہ جس چیز کا بھی حکم دیتا اس پر مدد بھی فرماتا ہے اور ایسے اسباب بناتا ہے جو اس حکم کی تعمیل میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ نے جو بھی بیماری بنائی ہے اس کے لیے دوا بھی بنائی اور اس کے استعمال پر شفاء کی ضمانت بھی ہے۔ اگرچہ صبر کرنا نفس کے لیے دشوار ہے مگر اس کو حاصل کرنا ممکن ہے، اور یہ دو چیزوں سے مرکب ہے:

① علم ② عمل

ان دونوں ہی سے تمام دوائیں بنائی گئی ہیں۔ دلوں اور جسم کو راحت پہنچانے کے لیے ایک جز علمی ہے اور دوسرا جز عملی ہے۔ یہ دوائی اور ٹانک ان دونوں اجزا ہی سے مرکب ہے۔

ا۔ علم:

البتہ علمی جز میں چیز کا جاننا کہ حکم کی اطاعت میں کیا خیر، فائدہ، لذت اور کمال ہے اور ممنوعہ چیز میں کیا نقصانات ہے اس چیز کو جاننا ضروری ہے۔ جب ان دونوں علموں کو جان لے گا جس طرح کہ جاننے کا حق ہے۔ تو ان دونوں کی طرف سچی عزیمت، بلند ہمتی، انسانی، اور مروۃ انسانی جب ان دونوں اجزا کو ملائے گا تو اسے صبر حاصل ہو جائے گا اور مشقت معمولی محسوس ہوگی اور کڑواہٹ کو نگل لے گا اس کی تکلیف لذت سے بدل جائے گی۔ پہلے بات گزر چکی ہے کہ صبر عقل اور دین خواہشات اور نفس پرستی سے تصادم اور جنگ کا نام ہے، اور ہر ایک دوسرے پر غالب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ عمل:

جب زنا کا داعی قوی ہو اور اتنا غالب ہو کہ انسان اپنی شرم گاہ پر اختیار نہ رکھتا ہو یا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر تو اختیار رکھتا ہو لیکن اس کا دل نہ رکھتا ہو یا ہر وقت سوچ اور خیالات اسے ستاتے ہوں تو اسے چاہیے کہ ان چیزوں کے دنیا و آخرت میں فوائد اور نقصانات کے بارے میں سوچنا شروع کرے۔ جب وہ اس کے علاج کا اور اس بیماری سے مقابلے کا ارادہ کر لے تو اسے کچھ چیزوں کے ذریعے کمزور کرے جو درج ذیل ہیں:

① دیکھے کہ شہوت کی قوت کا تعلق کس سے ہے اگر وہ اس کا تعلق غذاء سے پائے جو اسے شہوت پر ابھارنے والی ہو تو خوراک کو کم کر کے اس مادے کو کمزور کرے۔ اگر وہ اس کے ذریعے سے نہیں کچل سکا تو روزہ رکھے، یہ شہوت کو کمزور کرے گا اور اس کی شدت کا خاتمہ کرے گا جب افطار معتدل ہو۔

② اس کی طلب پر ابھارنے والی چیز سے پرہیز کرے جو کہ غیر محرم اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا ہے، مستدرک حاکم میں حدیث ہے: ''نظر شیطان کا زہریلا تیر ہے جس سے ابلیس لوگوں کا شکار کرتا ہے، اس کی ڈھال نظریں جھکانے یا نشانے کی جگہ سے ہٹ جانے کے سوا کچھ بھی نہیں، یہ تیر تصویروں کے کمان سے چلاتا ہے اگر وہ اپنے راستے پر نہ کھڑا ہو تو تیر کا نشانہ خطا ہو جاتا ہے، اور اگر وہ اپنے دل کو ہدف بنا لے گا تو ممکن ہے یہ زہریلا تیر اپنا کام کر جائے۔''

③ حرام چیز کے متبادل جو جائز چیز ہے نفس کو اس کا عادی بنانا۔ بے شک ہر وہ چیز جسے طبعی طور پر انسان پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال قرار دیا ہے وہ حرام چیز سے بے نیاز کرتی ہے۔ یہ دوا اکثر لوگوں کے حق میں نفع بخش ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے اس کی طرف راہ نمائی فرمائی۔ دوسری دوا ایسے ہے جیسے گوشت کو کتنے سے اور جو کو جانوروں سے چھپانے کے مشابہ ہے تا کہ ان کو دیکھ کر وہ بے قابو نہ ہو جائیں۔

④ دنیاوی نقصانات دیکھنا۔ کیونکہ اگر جنت اور جہنم کا تصور نہ بھی ہو تو دنیاوی نقصانات بھی ان چیزوں سے روک دیتے ہیں۔

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی سے بچانے والے چند اُمور

① اللہ کی جلالت وعظمت: اگر انسان اللہ جل جلالہ کی جلالت اور عظمت دل میں لے آئے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ نافرمانی پر کبھی آمادہ نہیں ہوسکتا۔

② اللہ کی محبت کو دل میں جگہ دے اور اس محبت کی وجہ سے نافرمانی کو چھوڑ دے۔ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع وفرمان بردار ہوتا ہے، کسی چیز کو چھوڑنا سب سے بہتر وہ ہوتا ہے جو محبت کی وجہ سے چھوڑا جائے، جیسا کہ سب سے افضل اطاعت محبت میں اطاعت کرنے والوں کی اطاعت ہے۔

محبت میں برائی کو چھوڑنا اور اطاعت کرنا اسے ڈر کی وجہ سے چھوڑنے اور اطاعت کرنے سے افضل ہے اور ان کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔

③ نعمت اور احسانات کو یاد کرے۔ معزز لوگ اچھائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ یہ گھٹیا لوگوں کا طریقہ ہے۔

④ ناراضگی اور انتقام کو یاد کرے۔ جب انسان سرکشی کرتا ہے تو اللہ ناراض ہوتا ہے اور اگر اللہ ناراض ہوگیا تو اس کمزور بندے کو اس کے عذاب سے کون سی چیز بچا سکتی ہے؟

⑤ ان انعامات کی محرومی کو یاد کرے جن سے وہ نافرمانی کی صورت میں محروم رہ جائے گا، اور شرعی طور پر یا عرف میں اس جرم کی وجہ سے جو برے الفاظ کہے جائیں گے انھیں یاد کرے اور کیسے چند لمحوں کی لذت کی وجہ سے ہمیشہ حوروں کی لذت سے محروم ہو جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور چھتری کی طرح سایہ کئے ہوئے ہوتا ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔''

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ ''زانی جلتے تنور کے اندر ننگے ہوں گے کیونکہ انھوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان کے لباس کو اتار دیا۔“

⑥ اللہ کی معیت خاص طور پر اسے حاصل ہوگی:

﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّٰبِرِينَ ﴾ [البقرہ : ۱۵۳]

”بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

﴿ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ [العنکبوت : ٦٩]

”اور بلاشبہ اللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

یہ اللہ کا ساتھ دنیا و آخرت میں ہر چیز سے بہتر اور نفع بخش ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ کے اچانک پکڑ کرنے کا تصور دل میں بٹھائے کہ میں غفلت میں پڑا رہا اور اللہ نے اچانک پکڑ کر لی اور میری جدائی کا وقت قریب آ گیا۔ کتنا مشکل وقت ہوگا، کتنی حسرتیں اور ارمان دلوں میں رہ جائیں گے اور کہیں جہنم کا شکار نہ ہو جاؤں۔

⑧ برے خیالات سے اپنے آپ کو روکے رکھے۔ جب دل میں آئیں تو فوراً جھٹک دے اور انھیں دل میں جگہ نہ دے کیونکہ یہی خیالات خواہشات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، پھر مضبوط ہو کر سوچ اور فکر بن جاتے ہیں۔ پھر ارادہ اور بالآخر عزم کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

⑨ ان تعلقات کو ختم کرنا جو خواہشات کی موافقت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بالکل خواہش پیدا نہ ہو بلکہ خواہشات کو اس طرف پھیر دے جو اس کے لیے نفع بخش ہوں اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہو۔ بے شک یہ چیز برائی کو نیکی میں استعمال کرنے کے لیے قوت مدافعت پیدا کرتی ہے، علم اگر اللہ کے لیے نہیں ہوگا تو وہ نفس اور خواہش کے لیے ہوگا، عمل اگر اللہ کے لیے نہیں ہوگا تو ریا اور نفاق کے لیے ہوگا، مال اگر اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرے گا تو شیطان کی اطاعت میں خرچ کرے گا اور طاقت اگر اللہ کے لیے خرچ نہیں کرے گا تو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کرے گا۔

⑩ اللہ کی آیات میں غور و فکر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سوچ و بچار کا حکم دیا ہے۔ جب یہ چیزیں اس کے دل پر غالب ہو جائیں گی تو وہ شیطان کی چالوں پر غالب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آ جائے گا، کتنی گھٹیا بات ہے کہ انسان اسے اپنے اوپر غلبہ دے جو ہمیشہ رحمان، اس کی کتاب، اس کے رسول اور اس کے صحابہ سے ہمیشہ مقابلہ کرنے والا ہے۔

⑪ دنیا کے بارے میں غور وفکر کرنا۔ اس کے زوال اور فنا ہونے کے بارے میں غور وفکر اور قیامت والے دن میں غور وفکر جب حسرت بڑھ جائے گی جب اسے پتہ چلے گا کہ وہ ساری زندگی کیا جمع کرتا رہا۔

⑫ انسان کو جاننا چاہیے کہ اسے دو مخالف چیزیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ ایک چیز رفیق اعلیٰ اور علیین میں رہنے والے جنتیوں کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری چیز جہنم کی نچلی گہرائیوں کی طرف کھینچتی ہے، جب وہ جاذب اعلیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو بلندیوں کی طرف چڑھتا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ اپنی اعلیٰ جگہ پر جو اس کے لائق ہے پہنچ جاتا ہے اور جب نیچے کھینچنے والی چیز کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے درجات گرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ جہنم میں جو اس کے لائق ٹھکانا ہے اس تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص جاننا چاہتا ہے کہ اس کی روح کہاں ہے تو اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کی روح دنیا میں کن لوگوں کے ساتھ ہے...... اعلیٰ لوگوں کے ساتھ یا گھٹیا لوگوں کے ساتھ...... اگر اس کا جسم دنیا میں اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ہے تو مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ انسان کے مزاج میں ہے کہ وہ جن لوگوں کو پسند کرتا ہے ان کے ساتھ رہتا ہے، نفوس اعلیٰ اور اعمال کی بلندی کی طرف سفر کرتے ہیں اور گھٹیا نفوس پستی کی طرف سفر کرتے ہیں۔

⑬ انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو باقی رہنے کے لیے پیدا کیا ہے جس پر فناء نہیں ہے اور عزت کے لیے پیدا کیا جہاں ذلت نہیں ہے اور ایسے امن کے لیے کہ جس میں خوف نہ ہو اور بے نیازی کے لیے جس میں غربت کا نشان نہ ہو۔ وہ عزت جس کے مقابلے میں فنا ہے اور وہ امن جس کے مقابلے میں خوف ہے، یہ ختم اور فنا ہو جانے والی ہیں۔ اکثر لوگوں نے اسی میں دھوکا کھایا ہے اور اسی دنیا کے مال و متاع کے لیے جو فنا ہو جانے والے ہیں اپنی تمام تر توانائیاں اسی میں صرف کی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسان کبھی بھی صبر سے مستغنی نہیں ہوسکتا

بے شک اللہ تعالیٰ نے احکامات واضح کیے ہیں جن کی تعمیل ضروری ہے، ممنوعات واضح کیں جن سے اجتناب لازم ہے، تقدیر بنائی جو بالاتفاق جاری ہوگی اور نعمت بنائی جس پر انعام کرنے والے کا شکر بجا لانا ضروری ہے۔ جب یہ معاملہ ہے تو انسان صبر سے کبھی بھی بری الذمہ نہیں ہوسکتا، موت تک انسان کے لیے صبر کرنا لازم ہے، انسان دنیا میں جو کچھ کرتا ہے وہ دو قسموں پر مشتمل ہے:

① خواہشات کے موافق ② خواہشات کے برعکس

دونوں صورتوں میں صبر کرنا لازم ہے۔

ا۔خواہشات کے موافق صبر:

جیسے صحت، سلامتی، عزت اور مال وغیرہ پر صبر۔ اس میں انسان صبر کا کئی وجوہات کی بنا پر زیادہ محتاج ہے۔

ا۔ ان چیزوں کی طرف زیادہ جھکاؤ نہ کرے، ان سے دھوکا نہ کھائے اور ان چیزوں کی وجہ سے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا نہ ہو کیونکہ یہ ایسی صفت ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

۲۔ ان چیزوں کے حصول کے لیے منہمک اور مشغول نہ ہو جائے اور نہ ہی ان کے حصول کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کرنے والا ہو جائے۔ ورنہ عزت سے ذلت کی طرف لوٹ جائے گا جیسا کہ اگر کوئی شخص کھانے پینے اور جماع میں مبالغہ کرتا ہے تو نتیجتاً اسے ان چیزوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

۳۔ ان نعمتوں کو حقوق اللہ کی ادائیگی میں صرف کرے اور ان کا ضیاع نہ کرے ورنہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ان نعمتوں کو چھین لے گا۔

۴۔ ان نعمتوں کو حرام کاموں میں صرف نہ کرے اور نہ ہی اپنی خواہشات کے حصول میں صرف کرے، ورنہ یہ حرام کاری میں واقع ہو جائے گا۔ آسانیوں اور فراخیوں میں اعلیٰ مقام لوگوں کے علاوہ کوئی صبر نہیں کر پاتا۔ سلف میں سے کسی کا قول ہے کہ مصیبتوں کے وقت مومن اور کافر دونوں ہی صبر کرتے ہیں اور عافیت اور فراخی میں صرف اعلیٰ مومن ہی صبر کر پاتے ہیں۔ جیسا کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''ہم تکالیف سے آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا اور جب ہم آسانیوں اور فراخیوں سے آزمائے گئے تو ہم صبر نہ کر پائے۔'' اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اموال بیویوں اور اولاد کے فتنے سے بندوں کو ڈرایا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ ﴾

[المنافقون : ۹]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ۚ ﴾

[التغابن : ۱۴]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک تمھاری بیویوں اور تمھارے بچوں میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، سو ان سے ہوشیار رہو۔''

بعض لوگوں نے اس دشمنی کا مطلب نفرت اور عداوت والی دشمنی سمجھا ہے جو کہ مراد نہیں ہے بلکہ اس دشمنی سے مراد والد کی محبت جو اسے ہجرت جہاد اور حصول علم سے روکتی ہے اور نیکی کے کاموں سے روکتی ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے اس آیت ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا شان نزول یہ بیان فرمایا کہ ''مکہ میں کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو ان کی بیویوں اور اولادوں نے اس سے منع کر دیا اور جب وہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ لوگ دین کی دولت سے مالا مال ہو چکے ہیں اور ہم محروم ہیں تو انھوں نے ارادہ کیا کہ اپنے بیوی بچوں کو سزا دیں تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔''

اکثر اوقات انسان اپنے بیوی بچوں کی وجہ سے اپنا بہت سا نقصان کر لیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

''اولاد بخیل اور کنجوس بنا دیتی ہے۔'' [1]

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سرخ رنگ کی قمیصیں زیب تن کئے لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور انھیں اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا کہ اللہ کا فرمان سچا ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن : ١٥]

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں۔''

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں سے کمال لطف اور شفقت کی مثال ہے اور اپنی امت کو تعلیم ہے کہ بچوں سے شفقت اور نرمی کا سلوک کیا جائے۔

۲۔ خواہشات کے برعکس صبر:

یہ بھی دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ بندے کے اختیار میں ہوگا، جیسے اطاعت و نافرمانی یا شروع میں تو اختیار میں ہوگا مگر اس میں داخل ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا یا شروع ہی سے اختیار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ وہ صبر جو انسان کے اختیار میں ہو: ......اس میں وہ تمام افعال آ جائیں گے جن کے کرنے کو اطاعت یا نافرمانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ البتہ بندہ اطاعت پر صبر کرنے کا

[1] ابن ماجه : ٣٦٦٦، احمد : ١٧١١٢ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

محتاج ہے کیونکہ انسانی مزاج بہت سی عبادات سے جی چراتا ہے۔ جیسا کہ نماز کو لے لیں...... مزاج میں سستی، آرام پسندی خصوصاً جب دل میں زنگ اور سستی ہو اور خواہشات کی طرف اس کا میلان زیادہ ہو تو ان چیزوں کی وجہ سے اکثر لوگ نمازوں سے غفلت کرتے ہیں یا اگر پڑھتے بھی ہیں تو غائب دماغ سے، اور حقیقت میں اس سے جی چرانے والے ہوتے ہیں جیسے کوئی بدبودار مردے کے پاس بیٹھا ہو تو وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ہے کہ مزاج میں جو کنجوسی اور بخیلی ہے وہ اس کی ادائیگی سے روکتی ہے، اور اسی طرح حج اور جہاد کا معاملہ ہے۔ یہاں انسان صبر کے لیے تین چیزوں کا محتاج ہے۔

پہلی حالت: ...... ابتدا سے پہلے نیت کی درستگی کا، اخلاص کا، ریاکاری کے داعی سے بچنے کا اور حکم کی پوری پوری تعمیل کرنے کے عزم کا محتاج ہے۔

دوسری حالت: ...... عمل کرنے کی حالت میں صبر کرنا انسان پر لازم ہے۔ افراط و تفریط کے داعی سے اجتناب کرے، نیت کی درستگی اور معبود کی عبادت میں دل کے حاضری کا اہتمام کرے اور اللہ تعالیٰ کو کسی حال میں نہ بھلائے، یہ مخلص لوگوں کی عبادت ہے جو اللہ کی عبادت میں اس کا مکمل حق ادا کرتے ہیں۔

تیسری حالت: ...... عمل سے فارغ ہونے کے بعد صبر کرنا۔ اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: ...... انسان خود کو ایسے اعمال سے بچائے جو اس کی نیکی کو ضائع کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ ﴾

[البقرہ : ٢٦٤]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو۔“

شان صرف اطاعت میں نہیں بلکہ نیکیوں کی حفاظت میں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دوسری صورت: ......نیکی کو بار بار دیکھنے، تعجب کرنے اور دل میں تکبر کے پیدا ہونے سے بچائے، کیونکہ یہ بہت ساری ظاہری برائیوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

تیسری صورت : ......نیکی کے اظہار سے پرہیز کرے۔ جب بندہ چھپ کر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو راز والے رجسٹر میں لکھواتے ہیں اور اگر اظہار کرتا ہے تو ظاہری رجسٹر میں لکھوا دیتے ہیں۔

۲۔ وہ صبر جو انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور انسان کے پاس اس مصیبت کو ٹالنے کا کوئی چارہ نہیں ہے، مثلاً کوئی عزیز فوت ہو جائے یا مال چوری ہو جائے یا کوئی بیمار ہو جائے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

① جس مصیبت میں کسی آدمی کا دخل نہیں ہوتا۔

② جس مصیبت میں کسی آدمی کا دخل ہوتا ہے۔ جیسے گالی یا جھگڑا وغیرہ۔

پہلی قسم کے چار مقامات ہیں:

پہلا مقام: ...... جب انسان بے بس ہوتا ہے۔ یہ شکوہ اور ناراضگی کا مقام ہے۔ یہاں شکوہ اور ناراضگی کا اظہار بے دین، کم عقل اور بے مروت انسان ہی کرتے ہیں اور یہ دونوں مصیبتوں میں سے زیادہ بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا مقام:......اللہ کے لیے یا انسانی مروت کے لیے صبر کرنا۔

تیسرا مقام: ......رضامندی کا اظہار کرنا۔ یہ صبر زیادہ اعلیٰ ہے اور اس کے واجب ہونے میں اختلاف ہے جبکہ صبر کے واجب ہونے پر اتفاق ہے۔

چوتھا مقام: ......شکر کرنا۔ یہ رضامندی کے مقام سے بھی اعلیٰ مقام ہے، اس میں چار اور شامل کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ عفو و درگزر کرنا

۲۔ انتقام اور دل کی تسلی کے ارادے سے خود کو محفوظ رکھنا۔

۳۔ تقدیر کو سامنے رکھنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ آپ کو تکلیف پہنچانے میں یہ ظالم ہے مگر تقدیر میں ایسے ہی لکھا تھا اور اس کی تکلیف پہنچانا ایسے ہے جیسے سردی اور گرمی ہوتی ہے جن سے بچنے کا کوئی حیلہ نہیں ہے۔

۴۔ برائی کا اچھائی سے بدلہ دینا۔ اس کے اتنے فوائد ہیں جنھیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اگر انسان ان مقامات کو کھو دے تو اپنے لئے گھٹیا مقامات سے راضی نہ ہو۔

۵۔ کسی کام کا جب ارتکاب کیا تو اسے اختیار تھا مگر بعد میں ''مجبور ہو گیا۔ جیسے عشق ابتدا میں اختیار میں ہوتا ہے اور بعد میں مجبوری بن جاتا ہے۔ جیسے بیماری کے اسباب کوئی چینی زیادہ استعمال کرتا ہے اختیار سے اور پھر شوگر کا مریض ہو جاتا ہے۔ یہاں شیطان کی ایک چال ہے جس کا ذکر کرتے چلیں کہ...... حرام چیز بطور دوا کے استعمال کرنا، جیسے شراب وغیرہ کے ساتھ دوائی تیار کرنے کی بہت سے فقہاء نے اجازت دی ہے مگر یہ بہت بڑی جہالت ہے یقیناً یہ دواء بیماری ختم نہیں کرتی بلکہ بڑھاتی ہے، کتنے ہی ہیں جو ایسی دوا کے استعمال کی وجہ سے دنیا و آخرت دونوں کو تباہ کر کے ہلاک ہوئے، حالانکہ اس کی نفع بخش دوا صبر اور تقویٰ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّهُۥ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝٩٠ ﴾

[یوسف : ۹۰]

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے تو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

تقویٰ دین کی دواؤں میں سے ایک دوا ہے جس سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

سوال :...... کیا اس قسم کے صبر کرنے والے کسی نافرمان کو اس کا اجر ملے گا یا سزا جب کہ اس کے اختیار میں نہیں؟

جواب :...... جب اللہ کے لیے صبر کرے گا اور اپنے کیئے پر شرمندہ ہو گا تو اسے صبر پر اجر ملے گا کیونکہ یہ نفس سے جہاد ہے اور نیک عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے۔ البتہ اس کے جرم کی وجہ سے اسے سزا ملے گی، جیسا کہ اگر کوئی نشئی نشے کی حالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں حرام کاری کا ارتکاب کرے تو اسے سزا ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حرام کاموں پر اسی طرح سزا دیتا ہے جیسے نیکی پر اجر۔ اسی وجہ سے جو شخص بدعت اور گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے تو ان کا گناہ بھی اس کے سر ہوتا ہے کیونکہ اس کے پیروکاروں نے اس کے فعل کی پیروی کی، جیسا کہ بنی آدم میں جس نے سب سے پہلے قتل کیا تھا اس کے کاندھوں پر ہر قتل کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ لِيَحْمِلُوٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ ﴾ [النحل : ٢٥]

''تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے بھی جنھیں وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ ﴾ [العنکبوت : ١٣]

''اور یقیناً وہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کئی اور بوجھ بھی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نفس پر سب سے زیادہ بوجھل صبر

صبر کی مشقت فعل کے داعی کے قوی اور معمولی ہونے کے موافق ہوتی ہے۔ جب فعل میں دونوں چیزیں شامل ہو جائیں تو صبر کرنے والے کے لیے صبر اتنا ہی زیادہ دشوار ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں چیزیں نہ ہوں تو صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے اور اگر ایک چیز پائی جائے اور دوسری نہ پائی جائے تو ایک اعتبار سے صبر آسان اور دوسرے اعتبار سے مشکل ہو جاتا ہے۔

جیسے کسی شخص کے لیے قتل، چوری یا شراب نوشی کا کوئی داعی نہ ہو تو یہ اس پر صبر کرنا بہت آسان ہوگا اور جس کے لئے اس کا داعی موجود ہو تو فعل کا ارتکاب اس کے لیے آسان ہوگا تو اس کے لئے صبر کرنا انتہائی مشکل ہوگا۔ اسی وجہ سے بادشاہ کا ظلم سے باز رہنے کا، نوجوان کا بدکاری سے بچنے اور مال دار کا لذتوں اور خواہشات سے بچنے کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سات لوگوں کو ان کے کمال صبر اور مشقت اٹھانے کی وجہ سے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ کیونکہ امام کا اپنی تقسیم میں انصاف کرنا اور اپنی رضامندی اور ناراضگی کے باوجود صبر کرنا بڑا دشوار اور مشکل ہے۔ اسی طرح نوجوان کا اپنی خواہشات کا گلا دبا کر اللہ کی عبادت پر ڈٹ جانا اور آدمی کا مسجد کے لزوم پر صبر کرنا، صدقہ کرنے والے کا صدقہ کو پوشیدہ رکھنا، بدکاری کی طرف دعوت ملنے والے شخص کا جبکہ دعوت دینے والی عمدہ حسب ونسب اور حسن کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو، صبر کرنا اور دو ملنے والوں کے ملنے اور جدائی کا صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے ہونا اور لوگوں پر اظہار کئے بغیر تنہائی میں اللہ کے خوف سے آنسو بہانا انتہائی دشوار اور مشقت والا صبر ہے۔

اسی لیے شادی شدہ زانی، جھوٹے بادشاہ، متکبر فقیر کی سزا اللہ کے ہاں انتہائی سخت ہے کیونکہ ان کے پاس حرام کاری سے بچنے کے لیے متبادل سہولت موجود تھی اور ان کے پاس ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاموں کے لیے داعی کمزور تھا، اس کے باوجود انھوں نے ان کاموں کا ارتکاب کیا جو کہ ان کی سرکشی پر دلالت کرتا ہے۔

ایسے ہی زبان اور شرم گاہ کی نافرمانی سے پرہیز پر صبر کرنا صبر کی سب سے زیادہ مشکل اور دشوار صورتوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ اس کے داعی کی شدت زیادہ ہے اور اس کام کا ارتکاب انتہائی آسان ہے، زبان کی نافرمانی انسان کے لیے حلوے کی مانند ہے۔ جیسے چغلی، غیبت، جھوٹ، لوگوں کے واقعات بیان کرنا، جو شخص اچھا نہیں لگتا اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اور جو اچھا لگتا ہے اس کی تعریف میں زبان کو تر رکھنا، اس میں داعی مضبوط اور کام انتہائی آسان ہوتا ہے اس لیے یہ صبر سب سے مشکل ہے، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''اپنی زبان کو کنٹرول کرو! معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا......! کیا جو ہم بولتے ہیں اس پر بھی ہمارا مواخذہ کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: زبانوں کی کرتوت ہی کی وجہ سے تو لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ [1]

خصوصاً جب زبان کا گناہ انسان کی عادت بن جائے تو اس پر صبر انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ آدمی بڑا نمازی، پرہیز گار، راتوں میں قیام کرنے والا ہو گا لیکن ایک لمحے میں دیکھو گے کہ کسی کی غیبت اور چغلی میں مصروف ہو گا اور کسی پر تہمت اور عزت کے بارے میں زبان درازی کرتا نظر آئے گا، خصوصاً نیک لوگوں (علماء اور بسا اوقات جہالت میں اللہ) کے بارے میں ایسی باتیں کرتا نظر آئے گا جنھیں وہ جانتا نہیں۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص حرام کاری سے بڑا پرہیز کرتا نظر آئے گا، شراب کے ایک قطرے اور ذرا برابر نجاست سے بچتا ہو گا لیکن زنا کرنے کی پرواہ نہیں کرتا......! جیسا کہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے زنا کرنے لگا تو اسے کہنے لگا اپنا چہرا مجھ سے چھپا لے اجنبی کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی مچھر مارنے کے بارے میں فتویٰ مانگا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما

[1] ترمذی : ۳۹۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

"دیکھو!" "یہ مچھر مارنے کا پوچھتا ہے حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں۔"

میرے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا...... احرام کی حالت میں کچھ لوگ میرے پاس آئے جو ڈکیتی اور قتل و غارت میں مشہور تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ احرام کی حالت میں کھٹمل کو مارا جا سکتا ہے......؟ میں نے کہا: کتنے تعجب کی بات ہے، تم قتل و غارت گری کرتے ہو جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور مجھ سے احرام میں کھٹمل کو مارنے کا سوال کرتے ہو۔

مقصود یہ ہے کہ معصیت کی اقسام میں صبر کا شدید اور دشوار ہونا نافرمانی کے داعی کے قوی اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ صبر تین ہیں:

① مصیبت پر صبر

② اطاعت پر صبر

③ نافرمانی سے پرہیز پر صبر

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر کا بیان قرآن کی روشنی میں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نوے جگہ پر صبر کا ذکر کیا ہے۔''

ہم ان اقسام کا ذکر کریں گے جن میں صبر کا ذکر کیا گیا ہے، اس کی کئی اقسام ہیں:

ا۔ صبر کا حکم:

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ﴾ [النحل : ١٢٧]

''اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کے ساتھ۔''

﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ﴾ [الطور : ٤٨]

''اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر۔''

۲۔ صبر کے منافی چیز سے ممانعت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ﴾ [الاحقاف : ٣٥]

''اور ان کے لیے جلدی کا مطالبہ نہ کر۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا ﴾ [آل عمران : ١٣٩]

''اور نہ کمزور بنو اور نہ غم کرو۔''

اور فرمایا:

﴿ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ ﴾ [القلم : ٤٨]

''اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کامیابی کو اسی کے ساتھ جوڑا ہو:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۲۰۰]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

کامیابی کو یہاں اس مجموعے سے جوڑ دیا ہے۔

۴۔ صبر کرنے والوں کے اجر کو بڑھانے کی اطلاع دینا:

فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا ﴾ [القصص : ٥٤]

''یہ لوگ ہیں جنھیں ان کا اجر دوہرا دیا جائے گا۔''

اور فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [الزمر : ١٠]

''صرف صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر کسی شمار کے بغیر دیا جائے گا۔''

سلیمان بن قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''ہر عمل کا ثواب پہچان لیا جائے گا سوائے صبر کے۔ کیونکہ ان کو بے حساب اجر ملے گا کہ جس طرح بہتا دریا!''

۵۔ دین میں امامت کو صبر اور یقین کے ساتھ معلق کرنا:

فرمایا:

﴿ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴾ [السجدة : ٢٤]

''اور ہم نے ان میں سے کئی پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے، جب انھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین کیا کرتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر اور یقین ہی کے ذریعے انھوں نے امامت کا رتبہ پایا۔

٦۔اللہ کی معیت کی وجہ سے کامیابی ان کا مقدر ہے:

فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ [البقرہ : ١٥٣]

”بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

ابو علی دقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صبر کرنے والے دونوں جہانوں میں عزت پا کر کامیاب ہو گئے، کیونکہ انھوں نے اللہ کی معیت (ساتھ) حاصل کر لی۔“

٧۔صبر کرنے والے لیے تین انعام:

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے تین چیزوں (نماز، رحمت اور ہدایت) کو یکجا کیا ہے جن کو کسی اور کے لیے یکجا نہیں کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرہ : ١٥٥-١٥٧]

”اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔“

بعض اسلاف کا قول ہے کہ ایک شخص سے کسی نے مصیبت پر تعزیت کی۔ وہ کہنے لگا میں کیوں نہ صبر کروں...... جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے صبر کرنے پر تین چیزوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو دنیا کی ہر خصلت اور اس کی ہر چیز سے بڑھ کر نفیس اور قیمتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صبر کو مدد اور وعدہ بنایا ہے اور اس کے ذریعے سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے:

﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ﴾ [البقرہ : ٤٥]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔“

جو صبر نہیں کرے گا، اسے مدد بھی حاصل نہیں ہوگی۔

۸۔ مدد کا صبر اور تقویٰ سے متعلق ہونا:

اللہ تعالیٰ نے مدد کو صبر اور تقویٰ سے متعلق کیا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ بَلٰٓی ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ ﴾ [آل عمران : ۱۲۵]

”کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو اور وہ اپنے اسی جوش میں تم پر آ پڑیں تو تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا، جو خاص نشان والے ہوں گے۔“

اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”جان لو مدد صبر کے ساتھ ہے۔“ [1]

۹۔ دشمن کے مکروفریب کے آگے ڈھال:

اللہ تعالیٰ نے صبر اور تقویٰ دشمن کے مکروفریب کے مقابلے کی ڈھال قرار دیا ہے اور اس ڈھال کی انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا ؕ ﴾ [آل عمران : ۱۲۰]

”اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

۱۰۔ فرشتوں کا سلام کرنا:

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ فرشتے جنت میں صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کی وجہ سے سلام کریں گے۔

﴿ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ﴾

[الرعد : ۲۳-۲٤]

---

[1] مسند احمد : ۲۸۰۰.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔ سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔“

۱۱۔ بدلے سے صبر بہتر:

اللہ تعالیٰ نے بدلے کی اجازت دی مگر بعد میں قسم اور تاکید کے ساتھ کہا کہ صبر کرنا زیادہ بہتر ہے:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝۱۲۶ ﴾ [النحل : ۱۲۶]

”اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمھیں تکلیف دی گئی ہے اور بلاشبہ اگر تم صبر کرو تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔“

۱۲۔ مغفرت اور اجر کبیر:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مغفرت اور اجر کبیر کو صبر اور نیک اعمال کا نتیجہ قرار دیا:

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱ ﴾ [هود : ۱۱]

”مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“

۱۳۔ عزم الامور:

اللہ تعالیٰ نے مصائب پر صبر کو عزم الامور قرار دیا:

﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۴۳ ﴾ [الشورى : ۴۳]

”اور بلاشبہ جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔“

۱۴۔ صبر کا بدلہ کلمہ حسنہ:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے کلمہ حسنہ قرار دیا اور وضاحت کی کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کلمہ حسنہ کو صبر کے ذریعے پایا: فرمایا:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ ﴾

[الاعراف : ۱۳۷]

''تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا۔''

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو صبر کے ساتھ سے معلق کیا۔ اور اپنی محبت کو صبر کرنے والوں کے لیے بنایا:

﴿ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶ ﴾

[آل عمران : ۱۴۶]

''اور کتنے ہی نبی ہیں جن کے ہمراہ بہت سے رب والوں نے جنگ کی، تو نہ انھوں نے اس مصیبت کی وجہ سے ہمت ہاری جو انھیں اللہ کی راہ میں پہنچی اور نہ وہ کمزور پڑے اور نہ انھوں نے عاجزی دکھائی اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

۱۶۔ خیر والی خصلتوں کا حصول:

اللہ تعالیٰ نے خیر کی خصلتوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ خیر کی خصلتیں صرف صبر کرنے والوں کو ہی ملتی ہیں۔ یہ مفہوم کتاب اللہ میں دو جگہ بیان ہوا ہے۔ قارون کے قصبے میں جب لوگوں نے اس کا لاؤ لشکر دیکھ کر آرزو کی کاش! ہم کو اس سے دگنا دیا جاتا، تو اہل علم نے ان سے کہا:

﴿ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝۸۰ ﴾ [القصص : ۸۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''افسوس تم پر! اللہ کا ثواب اس شخص کے لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کرنے والے ہیں۔''

اسی مفہوم کی آیت موجود ہے:

﴿ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ﴾ [حٰم السجدہ : ۳۵]

''اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کریں۔''

۱۷۔ آیات سے فوائد کے حصول کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہماری آیتوں سے فائدہ صرف صبر و شکر کرنے والے ہی حاصل کرتے ہیں:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ﴾

[ابراھیم : ۵]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا، بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ﴾ [لقمان : ۳۱]

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک کشتیاں سمندر میں اللہ کی نعمت سے چلتی ہیں، تاکہ وہ تمھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر بڑے صابر، بڑے شاکر کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔صبر پر تعریف الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی صبر کرنے پر تعریف کی:

﴿ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴾ [صٓ : ٤٤]

”بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا، اچھا بندہ تھا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے صبر نہ کرنے والا اچھا نہیں ہوتا بلکہ برا ہوتا ہے۔

۱۹۔ایمان لانا صبر کی علامت:

اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر عام حکم لگایا ہے جو ایمان نہیں لایا وہ حق والا اور صبر والا نہیں ہے، کہ وہ خسارہ پانے والا ہے۔ یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ ان کے علاوہ کوئی چیز فائدہ دینے والی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ [العصر : ۳-۱]

”زمانے کی قسم! بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر تمام لوگ اس سورت پر غور وفکر کر لیں تو یہ سورت ان کے لیے کافی ہو جائے گی۔“

۲۰۔اصحاب الیمین:

اللہ تعالیٰ نے اصحاب الیمین (دائیں ہاتھ والوں) کو خصوصاً بیان کیا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ صبر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

﴿ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴾ [البلد : ۱۸-۱۷]

”پھر (یہ کہ) ہو وہ ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔‘‘

یعنی اصحاب الیمین صبر کرنے والے اور ترس کھانے والے ہیں۔

۲۱۔ صبر اور ارکانِ ایمان:

اللہ تعالیٰ نے صبر کو ارکان اسلام اور ارکان ایمان میں سے ہر ایک کے ساتھ ذکر کیا ہے:

﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ [البقرہ : ٤٥]

’’اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔‘‘

اور فرمایا:

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ [ھود : ١١]

’’مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے۔‘‘

مزید ارشاد ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ ﴾ [یوسف : ٩٠]

’’بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے۔‘‘

ان کے علاوہ دیگر آیات بھی اسی مفہوم کی موجود ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صبر کا بیان احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

۱۔ پہلے صدمے کے وقت صبر:

آپ ﷺ کے فرمان کا معنی یہ ہے کہ جو مصیبت اچانک آتی ہے، وہ انتہائی ہولناک ہوتی ہے اور دل کو دہلا کر رکھ دیتی ہے، پہلے صدمے کے وقت صبر کرنا اس کی شدت کو توڑ دیتا ہے اور صدمہ پر صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ یہ عورت جب آپ ﷺ کے پاس آئی تب وہ جان چکی تھی کہ صبر کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس کا بعد میں صبر کرنا بے بس اور مجبور کے صبر کرنے کی مانند تھا، جب وہ آئی گویا بتانا یہ چاہتی تھی کہ میں صبر کرتی ہوں، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''صبر پہلے صدمے کے وقت ہے۔''

ایک اور اسی طرح کا واقعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر کھڑی رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ کی بندی......! اللہ سے ڈر جا اور صبر کر۔'' وہ کہنے لگی، اللہ کے بندے میں برباد ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر جا اور صبر کر۔'' کہنے لگی، اللہ کے بندے اگر تجھے وہ مصیبت پہنچی ہے تو تو مجھے معذور قرار دیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی اللہ سے ڈر اور صبر کر، کہنے لگی، تو نے بول دیا ہے اب میرے پاس سے چلے جاؤ، آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے تو ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہا تجھے معلوم ہے ابھی جو تیرے پاس سے گیا وہ کون تھا......؟ اس نے کہا نہیں، اس شخص نے کہا وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ وہ حواس باختہ ہوگئی اور اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور اسی حالت میں جلدی جلدی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا، میں صبر کرتی ہوں، میں صبر کرتی ہوں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبر پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے، صبر پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے۔'' (صحيح بخاری ، صحيح مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے حاصل شدہ اسباق:

ابو عبید رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی وضاحت یہ کی ہے کہ ہر مصیبت کے دونوں جانب صبر ہے لیکن قابل تعریف صبر وہ ہے جو مصیبت کے عروج اور شدت کے وقت صبر کیا جائے۔ میں کہتا ہوں اس حدیث میں بہت سے علمی نکات ہیں:

① مصیبت کے وقت صبر واجب ہے، بے شک یہ تقویٰ میں سے ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

② مصیبت کی شدت اور سخت صدمے کے وقت بھی ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔

③ ''امر بالمعروف'' اور ''نهى عن المنكر'' کا تکرار کرنا حتیٰ کہ اللہ کے ہاں معذرت ثابت ہو جائے۔

④ مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل ضرور عطا فرماتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔ جو شخص کسی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھے:

((إِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ إِنَّـا إِلَيْـهِ رَاجِعُونَ، أَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِيْ مُصِيْبَتِي وَ أَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا))

تو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بہتر ضرور عطا فرماتے ہیں۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھائی۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا دیکھتی ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونے کا انجام کیا ہوتا ہے...... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دنیا کے خاوندوں میں سے سب سے بہترین خاوند عطا کر دیا۔ [1]

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کسی کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کرتا ہے......، کیا تم

[1] مسلم: ۹۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فلاں کے بیٹے کو فوت کر دیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کے دل کا میوہ تم نے لے لیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں، تو پوچھتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس نے تیری حمد بیان کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں، جنت میں اس کے لیے ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔“ 1

۲۔ بینائی سے محرومی پر صبر کا اجر:

صحیح بخاری میں ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب میں بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں سے آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے بدلے میں اسے جنت عطا کرتا ہوں۔ ان دو پیاری چیزوں سے مراد آنکھیں ہیں۔“ 2

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب میں بندے سے اس کی دو محبوب چیزیں لے لیتا ہوں تو اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔“ 3

صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب میں دنیا میں کسی بندے کی دو پیاری چیزیں لے لیتا ہوں اور وہ اس پر اجر کی امید رکھتا ہے تو اس کے لیے جنت پکی ہے۔“

۳۔ شدید بیماری پر صبر سے جنت کا حصول:

اسی طرح صحیح بخاری میں ایک اور حدیث ہے۔ عطاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا جنتی عورت دیکھنی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، انھوں نے کہا: یہ کالی سی عورت، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی اور کہا تھا کہ مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور میرا

---

1 مسلم: ٤١٥.   2 بخاري: ٥٦٥٣، احمد: ١٢٠٥٩.

3 ترمذی: ٢٤٠٠، ٢٤٠١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ستر کھل جاتا ہے، میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو چاہے تو صبر کر، بدلے میں تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے تندرستی کی دعا کر دوں۔ اس نے کہا، میں صبر کروں گی مگر یہ دعا کیجئے کہ میرا ستر نہ کھلے، آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی۔'' [1]

ایک حدیث میں ہے:

''جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے کہ دیکھو......! یہ عبادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے۔ جب وہ آتے ہیں تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی حمد بیان کرتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کو خبر دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اور فرماتا ہے: مجھ پر لازم ہے کہ اگر میں نے اسے فوت کیا تو جنت میں اسے داخل کروں گا اور اس کے گوشت کو اس سے اچھے گوشت سے، اس کے خون کو اس سے اچھے خون سے بدل دوں گا اور اس کے گناہوں کو مٹا دوں گا۔'' [2]

۴۔ صابرین جلدی جلدی جنت میں جائیں گے:

صحیفہ عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ صبر کرنے والے کہاں ہیں......؟ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوں گے، وہ جلدی جلدی جنت میں چلے جائیں گے فرشتے ان سے پوچھیں گے تم تو بہت جلدی جنت میں داخل ہو گئے ہو، کون ہو تم؟ وہ کہیں گے ہم فضل والے ہیں، وہ پوچھیں گے تمھارا کیا فضل تھا؟ وہ کہیں گے جب ہم پر ظلم کیا جاتا، ہم صبر کرتے تھے، جب ہمیں تکلیف پہنچائی جاتی تھی ہم درگزر کرتے تھے اور جب ہم سے جاہلوں والا سلوک کیا جاتا تو ہم حوصلے اور بردباری سے کام لیتے تھے، کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے

[1] بخاري : ٥٦٥٢، مسلم : ٢٥٧٦. [2] مالك : ٢/ ٩٤٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے یہ کتنا ہی عمدہ اجر ہے۔‘‘ ❶

۵۔ جسمانی تکالیف اور مشکلات پر صبر کے بدلے گناہوں کا جھڑنا:

صحیحین میں حدیث ہے، نبی ﷺ نے مال تقسیم کیا تو کسی نے کہا کہ اس تقسیم میں انصاف نہیں ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انھیں اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں مگر انھوں نے صبر کیا۔‘‘ ❷

اسی طرح ایک اور حدیث ہے:

’’مسلمان کو جو کوئی تھکاوٹ، تکلیف، پریشانی اور غم پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں گناہوں کو مٹاتا ہے حتیٰ کہ کانٹا چبھنے پر بھی گناہوں کو مٹاتا ہے‘‘ ❸

صحیح مسلم میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

’’مسلمان کو ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک درجہ کو بلند کرتا ہے اور برائی کو مٹا دیتا ہے۔‘‘ ❹

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

’’مومن اور مومنہ ہمیشہ جسمانی، مالی یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ اللہ سے ملے گا تو ایک گناہ بھی اس کا باقی نہیں رہے گا۔‘‘ ❺

نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ آزمائشیں کن لوگوں پر آتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’انبیاء پر پھر نیک لوگوں پر پھر دوسروں سے اچھے لوگوں پر، انسان پر آزمائش اس کے دین کے مطابق آتی ہیں۔ اگر اس کا دین مضبوط ہوتا ہے تو آزمائشیں

---

❶ مسند احمد: ٤/٦١٤.
❷ بخاري: ٣١٥٠، مسلم: ٢٥٧٢
❸ ترمذی: ٣١٠١.
❹ مسلم: ٤٣١٠.
❺ ترمذی: ٢٣٩٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ آتی ہیں اور اگر دین میں کمزوری ہوتی ہے تو آزمائشیں بھی کم آتی ہیں۔ مومن ہمیشہ آزمائشوں کی بھٹی میں انگاروں کی طرح سلگتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ دنیا میں چلتا ہے اور اس پر ایک بھی گناہ نہیں ہوتا۔'' ❶

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخار سے تپ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: پھر تو آپ کا اجر بھی دوگنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی بھی مسلمان کو بیماری یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس طرح جھاڑتے ہیں جس طرح درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں۔'' ❷

اسی طرح صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔ ❸

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ بے شک آدمی کا اللہ کے ہاں بڑا مقام لکھا جا چکا ہوتا ہے مگر اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ جن کے ذریعے سے وہ اس درجے کو حاصل کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ اس مقام کو حاصل کرنے کے قابل ہو جائے۔ ❹

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جب مومن بیمار ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح بھٹی لوہے سے میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ ❺

---

❶ ترمذی ۲۳۹۸، ابن ماجه : ۴۰۲۳.

❷ بخاري : ۵۶۶۰، مسلم : ۲۵۷۱.

❸ بخاري : ۵۶۴۶، مسلم : ۲۵۷۰.

❹ ابو داؤد : ۳۰۹۰، احمد : ۲۱۸۳۳.

❺ الطبرانی فی الاوسط : ۵۳۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٦۔ سابقہ اُمتوں کا تکالیف پر صبر:

سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے لیٹے تھے ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم سے پہلے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انھیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر انھیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ لیا جاتا، اس کے باوجود وہ دین سے پیچھے نہ ہٹتے۔ اللہ کی قسم! اللہ اس حکم کو ضرور پورا کرے گا حتیٰ کہ سوار، صنعاء سے حضر موت کا سفر کرے گا، اسے اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے کے علاوہ کسی اور کا ڈر نہیں ہوگا مگر تم جلدی کر رہے ہو۔“ [1]

بعض اہل علم کے خباب رضی اللہ عنہ کے قول ((شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”حر الرمضاء فلم یشکینا)) کی تاویل کی ہے کہ ان کی پیشانیوں اور ہاتھوں کو کفار عذاب دیا کرتے تھے انھوں نے ان کے شکوہ کو دور نہیں کیا یہ تفسیر زیادہ مناسب ہے، اس کے مقابلے میں جس نے اس کو سجدے پر محمول کیا ہے۔ اور نمازی کے لیے سجدے میں پیشانی کو زمین پر لگانے کو واجب قرار دیا ہے اس کی تین وجوہات ہیں:

① لفظ میں اس کی دلیل موجود نہیں ہے۔

② انھوں نے خبر دی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک زمین پر سجدے کی طاقت نہیں رکھتا تھا وہ چٹائی بچھاتا تھا اور اس پر سجدہ کرتا تھا اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تھی، اسے جانتے تھے اور اس کا اقرار کیا تھا۔

③ حجاز کی گرمی کی اتنی شدت ہوتی ہے کہ کوئی شخص زمین پر پیشانی اور ہتھیلیاں نہیں ٹکا سکتا کیونکہ وہ ان کو جھلسا کر رکھ دے گی، جس کی وجہ سے نماز میں اطمینان متاثر ہوتا ہے اور

---

[1] بخاري : ٣٦١٢، ابو داود : ٢٦٤٩، احمد : ٢٠٥٥٣

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نماز کا خشوع جاتا رہتا ہے اور شریعت اس طرح کی چیز نہیں لاتی۔ خباب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور پچھلی حدیث ملا کر ان کے قول فلم یشکنا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی شکایت کا ازالہ نہ کرنے اور ان کو خبر دینے کہ پچھلے لوگوں نے کتنی استقامت کا مظاہرہ کیا ہے، کو فلم یشك سے تعبیر کیا ہے۔

۷۔ اولاد کی وفات پر صبر:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) نے پیغام بھجوایا کہ میرا بیٹا موت و حیات کی کشمکش میں ہے اس لیے آپ تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ ہی کی چیز تھی جسے اس نے واپس لے لیا اور ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کے پاس وقت مقرر ہے، اس لیے صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔''

پھر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے قسم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کھڑے ہوئے اور وہاں پہنچے۔ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دیا گیا جو تکلیف کی وجہ سے تڑپ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ رحمت پیار ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی پر جب زندگی اور موت کی کشمکش کا وقت آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سینے سے لگا لیا۔ ام ایمن رونے لگیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ام ایمن روتی ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہیں وہ کہنے لگی: میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس پر شفقت کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ مومن ہر حالت میں خیر پر ہوتا ہے

[1] بخاري: ١٢٨٤، احمد: ٢٦٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موت کے سکرات میں بھی اللہ کی حمد بیان کرتا ہے۔'' 1

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار ہوا اور اسی بیماری میں فوت ہو گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور پوچھا کہ بچے کی طبیعت کیسی ہے؟ بیوی نے کہا: وہ سکون میں ہے، ابوطلحہ نے سمجھا وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ پھر انھوں نے اس کے ساتھ رات گزاری، صبح غسل کرنے کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جب نکلنے لگے تو ان کی بیوی نے بیٹے کی موت کی اطلاع دی، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور انھیں اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شاید کہ اللہ تعالیٰ تمھاری رات میں برکت پیدا فرما دے۔''

ابن عیینہ کہتے ہیں، انصاری شخص نے مجھے بتایا کہ اس کے نو بچے تھے، سارے قرآن کے حافظ اور قاری تھے۔ 2

۸۔ مؤمنین کا صبر:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

''گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں، وہ انبیاء میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے، جسے اس کی قوم نے مار مار کر خون آلود کر دیا تھا۔ وہ خون کو صاف کرتے اور یہ دعا فرماتے تھے، اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے یہ نہیں جانتے۔ اس دعا میں درگزر، ان کا عذر بیان اور انھیں میری قوم کہہ کر ان کے لیے شفقت کا اظہار، بھی موجود ہے۔'' 3

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ مومن جو لوگوں میں مل جل جاتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے وہ دوسروں سے بہتر ہے'' 4

---

1 نسائی: ۱۸۴۳، مسند احمد: ۲۶۹۹.

2 بخاري: ۱۳۰۱، مسلم: ۲۱۴۴.

3 بخاري: ۳۴۷۷، مسلم: ۱۷۹۲.

4 ترمذی: ۵۵۰۷، ابن ماجه: ۴۰۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کسی کو بھی ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ کشادہ اور بہتر ہو۔'' ❶

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب میں کسی بندے کو جسمانی، مالی یا اولاد کی تکلیف میں آزماتا ہوں اور وہ اچھی طرح صبر کرتا ہے تو مجھے شرم آتی ہے کہ میں ایسے بندے کے لیے قیامت کے دن ترازو قائم کروں یا اس کے رجسٹر کو کھولوں۔'' ❷

ترمذی میں ہے:

''اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند کر لیتا ہے تو اسے آزماتا ہے، جو راضی ہو جاتا ہے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اللہ سے ناراض ہو جاتا ہے۔'' ❸

ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔'' ❹

۹۔ بیماریاں اور تکالیف گناہوں کا کفارہ:

صحیح مسلم میں ہے: ''نبی ﷺ ایک عورت کے پاس آئے جو کپکپا رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا، اس نے کہا بخار، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ ڈالے، آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو گالی نہ دو یہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔'' ❺

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''جس نے ایک رات بخار میں گزاری، اس پر صبر کیا اور اللہ سے راضی ہوگیا تو وہ گناہوں سے اس طرح نکلے گا جیسے اس کی ماں نے جب

❶ بخاري : ١٤٦٩، مسلم : ١٠٥٣.

❷ الجامع الصغير : ٦٠٤٣، فيض القدير للمناوى : ٤٨٧/٤.

❸ ترمذی : ٢٣٩٦، ابن ماجه : ٤٠٣١ .

❹ ابن ابی الدنیا : ٢٤٤.

❺ مسلم : ٣٥٧٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسے جنم دیا تھا تو وہ گناہوں سے پاک تھا۔“

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک رات بخار تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہر عمل پر اللہ تعالیٰ مہر لگاتا ہے، جب مومن بندہ بیمار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: ”اے اللہ! تو نے فلاں بندے کو عمل سے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے عملوں پر مہر لگا دو جس طرح یہ صحت کے وقت عمل کرتا تھا، حتیٰ کہ یہ صحت مند ہو جائے یا مر جائے۔“ [2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب مسلمان بیمار ہوتا ہے تو دائیں جانب والے فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی نیکیاں اسی طرح لکھو جس طرح یہ صحت کی حالت میں عمل کرتا تھا اور بائیں جانب والے فرشتے کو کہا جاتا ہے میرے بندے سے درگزر کر، جب تک وہ میری پکڑ میں ہے۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کھڑا تھا جو حسرت کرنے لگا کہ کاش! میں ہمیشہ صاحب الفراش رہوں۔ [3]

ہلال بن بساق فرماتے ہیں کہ ”ہم عمار بن یاسر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے تکلیف کا ذکر کیا تو ایک دیہاتی نے کہا: میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہم میں سے نہیں ہے۔ بے شک مسلمان تکلیف کے ساتھ آزمایا جاتا ہے اور اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ جبکہ کافر یا فاجر آزمایا نہیں جاتا ہے۔ اونٹ کی طرح اگر کھلا ہو تو اسے پتہ نہیں ہوتا کہ اسے کیوں کھولا گیا ہے...... اور اگر بندھا ہو تو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیوں باندھا گیا ہے......“ [4]

ابو معمر سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جب کوئی بات ہمیں ناگوار گزرتی تو ہم خاموش رہتے، حتیٰ کہ وہ خود ہی اس کی وضاحت فرما دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا:

---

[1] ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات : ۸۳.

[2] مسند احمد : ۱۶۸۶۵. [3] المعجم الکبیر للطبرانی : ۳۱۱/۲.

[4] ابن ابی الدینا فی المرض والکفارات : ۱۴.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''بیماری کا اجر نہیں لکھا جاتا۔'' ہم پر یہ بات گراں گزری حتیٰ کہ آپ نے خود وضاحت فرمائی:
''مگر گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔'' ہمیں ان کی یہ بات بہت پسند آئی۔ ❶

یہ واقعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کمال علمی اور فقاہت کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ اجر یا تو اختیاری عمل پر ملتا ہے۔ جس طرح کہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں اور وادی طے کرنے والوں کے لیے فرمایا کہ ان کے لیے اجر لکھا جاتا ہے۔ یا جو اس کا نتیجہ ہو، اللہ کے راستے میں پیاس، تکلیف اور بھوک کا پہنچنے اور کفار کو اس پر غصہ آنے پر بھی ان کے لیے اجر لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ توبہ میں موجود ہے۔

ثواب کا تعلق ان دو ہی چیزوں سے ہے۔ اختیاری عمل ہو یا جو اس کا نتیجہ ہو، البتہ بیماریاں اور تکالیف گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تمھیں مصیبت پہنچتی ہے تمھارے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''اس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے۔'' ❷

اطاعت درجات کو بلند کرتی ہے اور مصائب گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے آزمائشوں میں ڈال دیتے ہیں۔'' ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔'' ❹

یزید بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''بندے کو اللہ تعالیٰ بیمار کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی جس کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے مقابلے میں کفارہ بنائے۔ تو اس بندے کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ اپنے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکال دیتا ہے۔

---

❶ ابن ابی الدنیا : ١٥.　❷ مسند احمد : ١٦٩٢

❸ بخاري : ٥٦٤٥_ مسند احمد : ٧١٩٤.

❹ بخاري : ١٧، مسلم : ١٠٣٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ اسے صحت دے دیتا ہے تو وہ پاکیزہ ہو کر نکلتا ہے اور اگر روح قبض کر لے تو پاکیزہ حالت میں اللہ کے پاس جاتا ہے۔“ ❶

”پہلے لوگ بیماری پر ایسے خوش ہوتے تھے جیسے تم صحت پر خوش ہوتے ہو۔“ ❷

کچھ عورتیں نبی ﷺ کی عیادت کے لیے آئیں۔ آپ ﷺ کو شدید بخار تھا اور ان کے منہ میں پانی ٹپکایا جا رہا تھا ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ آزمائش اللہ کے نبیوں پر آتی ہے پھر ان کے بعد جو زیادہ نیک ہوتے ہیں۔“ ❸

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول! ان بیماریوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔“ ابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ کم ہو؟ فرمایا: ”اگرچہ کانٹا ہی پاؤں میں لگے یا اس سے بھی کم۔“ اس شخص نے دعا کی اے اللہ! مجھ سے بخار کبھی ختم نہ ہو اس کو بخار ہوا اور وہ تپنے لگا۔ نہ تو وہ حج کر سکا نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ ہی فرض نماز باجماعت ادا کر سکتا تھا، جو شخص بھی اسے چھوتا تو بخار کی شدت پاتا، حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ ❹

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمھیں مصیبتوں کے ذریعے آزماتا ہے جس طرح تم سونے کو آگ میں ڈال کر آزمائے ہو۔ بعض وہ ہوتے ہیں جو خالص سونے کی طرح نکلتے ہیں، یہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، کچھ وہ ہوتے ہیں جو کھوٹ والے سونے کی طرح نکلتے ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں دین کے بارے میں شک ہوتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو سیاہ سونے کی طرح نکلتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو فتنوں میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں۔ ❺

---

❶ ابن ابی الدنیا : ١٧.
❷ ابن ابی الدنیا : ٥.
❸ نسائی فی الکبری تحفة الاشراف : ٤٧٤/١٢ .
❹ مسند احمد : ١٠٧٩٩.
❺ مستدرك حاکم : ٣١٤/٤، الطبرانی فی الکبیر: ٧٦٩٨ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حسن بصری سے مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک رات کی بیماری سے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ عمدہ حدیث ہے، محدثین ایک رات کی بیماری سے تمام گناہوں کو مٹائے جانے کی امید رکھتے تھے۔'' [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار آدمی کے پاس آئے اور اسے کہا کہ یہ دعا کرو: ''اے اللہ میں تجھ سے جلدی صحت مندی کی دعا کرتا ہوں اور تکلیف پر صبر کرنے کی اور دنیا سے تیری رحمت کی طرف نکلنے کی دعا کرتا ہوں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بخار سے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''(بخار) یہ میری آگ ہے، میں اسے دنیا میں بندے پر اس لیے مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت کے حصے کی آگ اسے دنیا میں ہی مل جائے۔'' [2]

امام مجاہد تفسیر بیان کرتے ہیں: ''بخار ہر مومن کے حصے کی آگ ہے پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾ [مریم : ۷۱]

''ہر ایک جہنم پر وارد ہوتا ہے۔''

یہ امام مجاہد کی جہنم میں داخلے کی وہ تفسیر نہیں ہے جو قرآن میں ہے کیونکہ قرآن کی آیت کا سیاق اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخار کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے تا کہ جہنم پر ورود آسان ہو جائے اور وہ جلدی جلدی نجات پا جائے۔ (واللہ اعلم)

بخار جہنم کی بھٹی میں سے ہے اور ہر مومن کے لیے آگ کا حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن جب اپنی بیماری سے نکلتا ہے تو اس برف کی طرح شفاف ہوتا ہے جو آسمان سے نازل ہو۔'' [3]

---

[1] ابن ابی الدنیا : ۲۳-۲۹. [2] ترمذی : ۲۰۸۸، ابن ماجہ : ۳۴۷۰، احمد : ۹۳۸۴.

[3] ابن ابی الدنیا ۲۷، ترمذی : ۲۰۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب مومن بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے بندے کو اپنی زنجیروں میں سے ایک زنجیر میں جکڑا ہے، اگر میں نے اسے موت دے دی تو میں اسے معاف فرما دوں گا اور اگر صحت دی تو وہ گناہوں سے پاک ہوگا۔''❶

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اللہ تعالیٰ جب بندے کو کسی آزمائش کے ذریعے آزماتا ہے تو اس آزمائش کو گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے جب تک کہ وہ اس مصیبت کو غیر اللہ کے پاس پیش نہ کرے یا غیر اللہ سے اسے ختم کرنے کی فریاد نہ کرے۔❷

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو دمشق کے کچھ لوگ عیادت کے لیے آئے پوچھا: ابو اسحاق کیسی طبیعت ہے؟ جواب دیا: بہترین جسم کے ساتھ ہوں جس کے گناہ معاف ہو چکے، اگر اللہ چاہے تو اسے معاف کر دے چاہے تو عذاب دے اور اگر اللہ چاہے تو نیا جسم عطا کر دے کہ جس پر کوئی گناہ نہ ہو۔❸

سعد بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک شخص کی عیادت کے لیے آئے، انھوں نے فرمایا: ''آدمی آزمایا جاتا ہے اور وہ آزمائش اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور باقی پر مواخذہ کیا جاتا ہے۔ کافر بھی آزمایا جاتا ہے جبکہ کافر کی مثال اونٹ کی طرح ہے اگر کھولا جائے تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کیوں کھولا گیا ہے اور اگر باندھا جائے تو اسے پتہ نہیں ہوتا کہ مجھے کیوں باندھا گیا۔''❹

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کی عیادت کی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑا اور کہا میں سات سال سے بیمار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بھائی صبر کرو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاؤ گے جس طرح داخل ہوئے تھے۔ مرض کے لمحات گناہوں کے لمحات کو مٹا دیتے ہیں۔''❺

---

❶ مستدرك حاكم ٤/ ٣١٣۔ الطبراني في الكبير : ٧٧٠١.
❷ ابن ابي الدنيا : ٤٣
❸ ابن ابي الدنيا : ٤٦.
❹ ابن ابي الدنيا : ٤٥.
❺ ابن ابي الدنيا : ٣٤

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بیمار ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اور کہا: ''اے ام سلیم تو آگ لوہے اور میل کو جانتی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''اے ام سلیم تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوگی جیسے آگ لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔'' ❶

کچھ صحابہ ایک مریض کی زیارت کے لیے آئے اور آکر کہا، ہم تجھ سے ملاقات کرنے، تمھاری عیادت کرنے اور خوش خبری دینے کے لیے آئے ہیں۔ اس نے کہا یہ تینوں چیزیں ایک ساتھ کیسے؟ انھوں نے کہا: ہم آپ سے ملاقات کے لیے نکلے تھے، راستے میں معلوم ہوا آپ بیمار ہیں تو عیادت کے لیے چل دیے اور خوش خبری اس چیز کی جسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جب بندے کا اللہ کے پاس وہ مقام ہوتا ہے کہ وہ عمل کے ذریعے اس مقام کو حاصل نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کو جسمانی، مالی یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس مقام کا اہل بن جائے۔'' ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جب مسلمان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں جو ان سے جدا نہیں ہوتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو اچھائیوں (صحت یا موت) میں سے کسی ایک کا فیصلہ نہیں فرما دیتے۔ جب عیادت کرنے والے اس سے سوال کرتے ہیں کہ کیسی طبیعت ہے تو وہ کہتا ہے اللہ کے فضل سے ٹھیک ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں تیرے لیے خوش خبری ہے اس خون سے بہتر خون کی اور اس صحت سے بہتر صحت کی۔ اگر وہ کہتا ہے کہ بڑی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہوں تو فرشتے کہتے ہیں تجھے اس خون سے بدتر خون کی پیشین گوئی ہے اور ایسی تکلیف کی جو اس سے بھی زیادہ ہوگی۔'' ❸

حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کہنے ''ہائے میرا سر کا درد'' اور سعد رضی اللہ عنہ کا کہنا ''مجھے شدید درد ہے'' اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ''ہائے میرا سر'' اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اطلاع

---

❶ ابن ابی الدنیا : ۳۳.

❷ ابو داود : ۳۰۹۰۔ مسند احمد : ۲۱۸۳۳.

❸ ابن ابی الدنیا : ۴۵ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دینے کے طور پر یہ بات کی تھی نہ کہ شکوہ کے طور پر۔ جب مریض اللہ کی حمد بیان کرے پھر اپنی بیماری کی اطلاع دے تو یہ شکوہ نہیں ہوگا، اور اگر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے شکوہ ہوگا۔ زبان کے الفاظ پر کبھی اجر ملتا ہے اور کبھی مؤاخذہ ہوتا ہے۔

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم ربیعہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کرنے کے لیے گئے، انھوں نے فرمایا: ''جو میرے جیسی حالت میں ہوتا ہے اس کا دل آخرت کی فکر سے بھرا ہوتا ہے، اور دنیا کی حیثیت اس کے سامنے مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتا۔''[1]

''مریض کی دعا رد نہیں ہوتی جب تک افاقہ نہ ہو جائے۔''[2]

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مسکرائے کیوں تھے؟ آپ نے فرمایا: ''مومن کی بیماری پر بے بسی دیکھ کر، اگر اسے پتہ چل جائے کہ بیماری کے کیا فوائد ہیں تو وہ پسند کرے کہ موت تک بیمار رہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسکرائے اور سر آسمان کی طرف اٹھایا میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے اور سر آسمان کی طرف کیوں اٹھایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دو فرشتوں پر تعجب ہوا جو مومن بندے کو نماز کی جگہ پر تلاش کرنے آئے، اسے وہاں نہ پا کر اللہ کے حضور عرض کیا اے اللہ! فلاں مومن بندے کا ہم روزانہ یہ اجر لکھتے تھے۔ اب تیری رسیوں میں سے کسی رسی نے اسے جکڑ لیا ہے تو ہم اس کا عمل نہیں لکھ پائے، اللہ نے فرمایا: میرے بندے کے اعمال اتنے ہی لکھ دو جتنے وہ کرتا ہے، جتنا میں نے اسے روکا ہے اتنا اس کا اجر مجھ پر ہی ہے، اس کے لیے اس کا اجر ہے جو وہ عمل کرتا تھا۔''[3]

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ابن ابی الدنیا : ٥١   [2] ابن ابی الدنیا : ٧٠ .

[3] ابن ابی الدنیا : ٢٥ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''ہم سے دور چلا جا، تو مومن نہیں ہے۔''[1]

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی تعریفیں کرنے لگے، کسی نے کہا پھر آپ نے طلاق کیوں دی؟ انھوں نے کہا میں نے کسی شک یا اس میں پائی جانے والی برائی نہیں بلکہ اس وجہ سے طلاق دی ہے وہ کبھی میرے پاس بیمار نہیں ہوئی۔''[2]

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ بندے کے حق میں جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اگر اس کو فراخی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے، اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے مومن کی ہر حالت بہتر ہے، اگر فراخی پہنچتی ہے شکر کرتا ہے، اگر تنگی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور وہ اس کے لیے بہتر ہوتی ہے۔''[3]

❁❁❁❁

[1] ابو داود: ۳۰۸۹۔ [2] ابن ابی الدنیا: ۲۰۶۔

[3] مسلم: ۲۹۹۹، احمد: ۱۸۴۵۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کی فضیلت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف کے اقوال:

ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، لوگوں نے عیادت کی اور پوچھا کہ طبیب نہ بلوادیں؟ ''انھوں نے کہا مجھے طبیب نے دیکھ لیا ہے اور اس نے کہا: ((إِنِّــيْ فَعَّالٌ لِمَا أُرِيْدُ)) میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''ہم نے زندگی کی سب سے بہترین چیز صبر کو پایا ہے۔''[1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''صبر کا ایمان میں وہ درجہ ہے جو جسم میں سر کا ہے، اگر سر کاٹ دیا جائے تو جسم بے کار ہو جاتا ہے۔'' پھر بلند آواز میں فرمایا: ''جس کے پاس صبر نہیں اس کے پاس ایمان بھی نہیں۔''

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''صبر خیر کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جو اللہ اپنے محبوب بندوں کو ہی یہ عطا فرماتا ہے۔''

میمون بن مہران رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ''صبر کے علاوہ کسی نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو خیر کو انتہا تک پہنچانے والی ہو۔''

سلیمان بن مہران کا قول ہے: صبر کے علاوہ ہر نیکی کا اجر معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠ ﴾ [الزمر : ١٠]

کچھ نیک لوگ جیب میں ایک پرچی رکھتے تھے جس پر یہ آیت لکھی ہوئی ہوتی تھی:

﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ﴾ [الطور : ٤٨]

---

[1] رواہ احمد فی الزھد : ١٦١٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''اگر صبر اور شکر دو اونٹ ہوتے تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہو جاؤں۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لقمان علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ بہتر ہے......؟ انھوں نے جواب دیا: ''صبر، جس کے بعد ایذاء کو پیچھے نہ لگایا جائے۔''

پھر سوال کیا لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے......؟ جواب دیا: ''جو اس چیز پر راضی ہو جائے جو اسے دی جائے۔'' پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون سا ہے......؟ جواب دیا: ''جو لوگوں کے علم سے سیکھے۔'' مال اور علم کے خزانوں میں سب سے بہتر خزانہ کونسا ہے وہ مومن عالم اگر وہ اپنے پاس بھلائی کو تلاش کرے تو پائے اگر اپنے پاس نا پائے تو اپنے آپ کو روک لے۔

عبید بن عمیر فرماتے ہیں:

''بے صبری یہ نہیں ہے کہ آنکھوں سے آنسو بہیں اور دل غم زدہ ہو بلکہ بے صبری یہ ہے کہ زبان سے برے الفاظ نکالے جائیں اور بدگمانی کی جائے۔''

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مصیبت اور موت پر آنسو بہانا

ا۔میت پر رونا:

امام احمد اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب ہے یہ موت سے پہلے اور اس کے بعد جائز ہے، امام شافعی اور ان کے بہت سے مقلدین نے موت کے بعد رونے کو ناپسند کیا ہے اور موت سے پہلے رونے کو جائز قرار دیا ہے۔اور انھوں نے جابر بن عتیک کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے آئے جب دیکھا کہ وہ مغلوب ہو گئے ہیں تو عورتیں رونے لگیں۔ابن عتیک خاموش کروانے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''چھوڑ دو ان کو، جب کسی کی موت واقع ہو جائے تو کوئی بھی نہ روئے۔''

اسی طرح صحیحین میں اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ،عبدالرحمان بن عوف،سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم آئے۔ جب داخل ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ پر غشی طاری تھی، پوچھا، کیا فوت ہو گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے، باقی لوگ بھی آپ کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہنے اور دل غم زدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔'' پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے کہا:''مگر اس کی وجہ (عذاب) سے دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔''[1]

صحیحین میں ہی ایک اور حدیث ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بیٹی کی میت پر آنسو بہنے لگے، سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا:

---

[1] بخاري : ١٣٠٤، مسلم : ٩٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”یہ شفقت ہے، اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔“

آپ ﷺ کی بیٹی رقیہ کی وفات پر عورتیں رونے لگیں۔ عمر رضی اللہ عنہ لاٹھی کے ساتھ انھیں مارنے لگے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ان کو رونے دو مگر شیطان کی آواز سے بچیں۔“ (یعنی بلند آواز سے رونے سے بچیں)۔ پھر آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی:

”جو آنکھ اور دل سے ہو وہ اللہ کی طرف سے اور شفقت کی وجہ سے ہے اور جو زبان اور ہاتھ سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔“ ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے رونے سے جانا اور میں کمرے میں موجود تھی۔

اسی طرح حدیث ہے کہ آپ ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا جس پر رویا جا رہا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ رونے والی عورتوں کو ڈانٹنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے ابن خطاب انھیں چھوڑ دو بے شک نفس کو تکلیف پہنچتی ہے اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور وعدہ قریب ہے۔“ ❷

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم کی موت کے وقت آپ ﷺ رو پڑے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کیا آپ اس سے منع نہیں فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا:

”نہیں مگر میں تمھیں دو بے ہودہ آوازوں سے روکتا تھا ایک آواز جو چہرے کو نوچتے ہوئے اور گریبان پھاڑتے ہوئے نکالی جائے اور دوسری شیطان کی آواز۔“ ❸

نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور رو پڑے اور باقی جو کھڑے تھے ان کو

---

❶ مسند احمد: ۳۰۹۳۔ ❷ نسائی: ۱۸۵۹۔

❸ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے: ۱۰۰۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بھی رلا دیا۔ ❶

اسی طرح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا اور ان کے چہرے پر آپ ﷺ کے آنسو گرے۔ ❷

آپ ﷺ نے جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی اطلاع دی تب آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ❸

یہ بارہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ رونا مکروہ نہیں ہے اور جن حدیثوں میں رونے سے منع کیا گیا ہے انھیں نوچنے اور پیٹنے پر محمول کیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں ہے: ''انھیں چھوڑو، رونے دو جب تک کہ وہ بلند آواز سے نہ ہو۔''

۲۔ نوحہ کرنا:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے حرام ہونے کے بارے میں نص موجود ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نوحہ کرنا نافرمانی ہے۔ امام شافعی وغیرہ نے بھی نوحہ کرنا حرام قرار دیا ہے۔ ابن عبدالبر نے علماء کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ نوحہ حرام ہے اور درست بات بھی یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''رخسار پیٹنے والا، گریبان پھاڑنے والا اور جاہلیت کا سا واویلہ کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔''

اسی طرح آپ نے فرمایا:

''بلند آواز سے رونے والی، سر منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی ہم میں سے نہیں ہے۔'' ❹

اسی طرح ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ عورتوں سے اس بات پر بیعت لیتے تھے کہ وہ نوحہ نہ کریں گی۔ ❺

---

❶ مسلم : ۹۷٦. ❷ ترمذی : ۹۸۹.
❸ بخاري : ۳٦۳۰. ❹ مسلم : ۱۰٤.
❺ بخاري : ۱۳۰٦، مسلم : ۹۳٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس پر نوحہ کئے جانے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' [1]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں چار چیزیں جاہلیت والی ہیں جنھیں وہ کبھی نہیں چھوڑیں گے:

① حسب ونسب پر فخر کرنا

② نسب میں طعنہ زنی کرنا

③ ستاروں سے بارش طلب کرنا

④ نوحہ کرنا۔'' [2]

صحیح مسلم میں ہے کہ نوحہ کرنے والی اگر توبہ نہ کرے تو اسے گندھک کی شلوار اور خارش والی قمیص پہنائی جائے گی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے عورتوں سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! جو عورتیں جاہلیت میں ہمارے ساتھ نوحہ کرتی تھیں کیا ان کا بدلہ دے دیں؟ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ [3]

مسند احمد میں ہے کہ زندہ کے نوحہ کرنے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ جب نوحہ کرنے والیاں کہتی ہیں کہ وہ ہمارا بازو تھا، ہمارا مددگار تھا اور پہاڑ تھا تو میت کو کھینچا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے، کیا تو بازو ہے، مددگار ہے پہاڑ ہے؟ [4]

یہ چیزیں کیسے نہ حرام ہوں جب کہ یہ چیزیں رب سے ناراضگی کے اظہار اور صبر کے منافی چیزوں پر مشتمل ہے، رخسار پیٹ کر اور سر منڈوا کر خود کو تکلیف دینے اور ہلاکت و تباہی کی بددعا پر مشتمل ہیں۔ البتہ معمولی کلمہ جب تصدیق کے لیے ہو، نہ کہ نوحہ اور اظہار ناراضی

---

[1] بخاري : ١٢٩٢، مسلم : ٩٢٧١ .

[2] مسلم : ٩٣٤ـ مسند احمد : ٢٢٣٩٦.

[3] نسائي : ١٨٥٢، مسند احمد : ١٢٦٢٠.

[4] ابن ماجه : ١٥٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تو یہ حرام نہیں ہے اور صبر واجب کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اپنی کنپٹیوں پر ہاتھ رکھ کر ہائے نبی ہائے خلیل ہائے مصطفیٰ کہا۔ [1]

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے میرے ابو کی تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد آپ کے والد کو تکلیف نہیں ہوگی۔ ہائے میرا ابو جس نے اللہ کی اطاعت کی ہائے میرا ابو جنت الفردوس میں جس کا ٹھکانا ہے ہائے میرا ابو جبرائیل کو اس کی موت کی خبر دیتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنے پر تیرا دل کیسے تیار ہوا؟

اقوال اور ان جیسے اقوال میں تقدیر پر ظلم کی نسبت کرنا نہیں ہے اور نا ہی رب سے ناراضگی کا اظہار ہے بلکہ یہ صرف رونے ہی کی طرح ہے۔

میت پر رونے کی وجہ سے اس کو عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ میت کو عذاب اس وقت دیا جاتا ہے جب مرنے والا اِس کی وصیت کرے یا نوحہ کو پسند کرنے والا ہو یا اس کی قوم کا طریقہ ہو اور وہ اس سے منع نہ کرتا ہو تو اسے عذاب دیا جاتا ہے ورنہ نہیں۔ مذکورہ احادیث میں سے کوئی حدیث بھی قرآن کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی شرعی قاعدے کے مخالف ہے۔ واللہ اعلم

❀❀❀❀

---

[1] مسند احمد : ۲۳۵۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر نصف ایمان ہے

ایمان کے دو حصے ہیں:

(۱) صبر (۲) شکر

اکثر علماء کا قول ہے کہ صبر نصف ایمان ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایمان کے دو حصے ہیں: ایک صبر اور دوسرا شکر۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صبر و شکر کو اکٹھا ذکر کیا ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ﴾ [ابراهيم : ٥]

''یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔''

ایک اعتبار سے ایمان قول و فعل اور نیت کے مجموعے کا نام ہے اور یہ دو چیزوں کی طرف لوٹتا ہے اطاعت کرنا یا نافرمانی کرنا۔ دین صرف انھی دو چیزوں پر مشتمل ہے، اسی لیے صبر کو نصف ایمان قرار دیا جاتا ہے۔

دوسرے اعتبار سے ایمان دو چیزوں پر مشتمل ہے: (یقین اور صبر) ان دونوں چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے:

﴿ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۫ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ ﴾ [السجدة : ٢٤]

''اور ہم نے ان میں سے کئی پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے، جب انھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین کیا کرتے تھے۔''

یعنی صبر اور یقین ہی کی وجہ سے امام بنایا اور یقین ہی کی وجہ سے حکم اور ممانعت کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ امر و نہی کی حقیقت ثواب اور عذاب ہے، اور صبر کے ذریعے ہی حکم کی تعمیل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے اور انسان ممنوعہ چیز سے خود کو بچاتا ہے۔ لہٰذا صبر نصف ایمان ہوا اور نصف شکر۔

تیسرے اعتبار سے ایمان قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے۔ قول دل کا اور زبان کا اور دل اور جسم کے اعضاء کے عمل کا نام ہے۔ وضاحت یہ ہے کہ جو دل سے اللہ کو جان لے لیکن زبان سے اقرار نہ کرے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قوم فرعون کے بارے میں ہے کہ انھیں موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا یقین تھا مگر اس کے باوجود وہ مومن نہیں تھے۔ اسی طرح جس نے زبان سے اقرار کیا لیکن دل سے تسلیم نہ کیا وہ بھی مومن نہیں قرار دیا گیا، جیسے منافقین۔ اسی طرح ایسا شخص جس نے دل سے معرفت حاصل کر لی اور زبان سے اقرار کیا مگر اس کے باوجود مومن نہیں ہوا حتی کہ اس کا عمل، محبت، نفرت، دوستی اور دشمنی اسلام کے مطابق نہ ہو، اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت، اس کے اولیاء سے محبت اور اس کے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھے۔ جب وہ یہ سب کر لے تو اس کے ایمان کے کامل ہونے کے لیے احکامات کی اطاعت ضروری ہے۔ یہ چاروں اسلام کے ارکان ہیں جن کا مرجع علم و عمل ہے اور عمل میں نفس کو روکنا شامل ہے اور یہ صبر کے بغیر ممکن نہیں تو ایمان کے دو حصے ہوئے ایک صبر اور دوسرا جو صبر سے پیدا ہونے والا ہے، یعنی علم و عمل۔

چوتھا اعتبار نفس میں دو قوتیں ہوتی ہیں:

① پیش قدمی کی طاقت

② دفاع کی طاقت

نفس ان دونوں قوتوں کے درمیان متردد رہتا ہے۔ دین میں بھی دو ہی چیزیں ہیں اطاعت کے لیے پیش قدمی اور نافرمانی سے دفاع اور یہ صبر کے بغیر ممکن نہیں۔

❀❀❀❀

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر اور شکر میں سے افضل کیا ہے؟

اس کے متعلق امام ابن جوزی رحمہ اللہ کے تین اقوال ہیں:

① صبر افضل ہے

② شکر افضل ہے

③ دونوں برابر ہیں

جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''اگر صبر اور شکر دونوں اونٹ ہوتے تو میں پرواہ نہیں کرتا کہ جس پر چاہتا سوار ہو جاتا۔''

یہاں ہم ہر فریق کے دلائل اور ان پر ہونے والے اعتراض کی وضاحت کریں گے۔

صبر کی شکر پر افضلیت والوں کے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے صبر اور اہل صبر کی تعریف کی ہے، اس کا حکم دیا ہے اور دنیا و آخرت کی بھلائی کو صبر سے معلق کیا ہے۔ قرآن میں اس کا نوے (۹۰) جگہ ذکر ہوا ہے۔ پیچھے صبر کی فضیلت اور ان احادیث کا ذکر کیا گیا ہے جو دلالت کرتی ہیں کہ صبر شکر سے افضل ہے اور اس کی فضیلت کے بارے میں آپ ﷺ کی یہ حدیث کہ ''کھانا کھا کر شکر کرنے والا روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی طرح ہے'' یہاں شاکر کو صابر سے تشبیہ دی گئی ہے، اور مسلمہ بات ہے کہ جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے وہ دوسرے سے اعلیٰ ہوتی ہے جیسے شراب پینے والا بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔

صبر کے بارے میں قرآن و حدیث کی نصوص شکر کے مقابلے میں زیادہ آئی ہیں۔

جیسے نماز اور جہاد افضل ہیں اور ان کے بارے میں نصوص بھی زیادہ آئی ہیں، اور صبر کا تعلق دین کے ہر مسئلے سے ہے اسی وجہ سے فرمایا: ''ایمان میں صبر کا وہ درجہ ہے جو جسم میں سر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' اسی طرح شکر پر اللہ تعالیٰ نے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے جبکہ صبر پر بغیر حساب دینے کا وعدہ ہے۔

صحیحین میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''روزہ میرے لیے ہے اور اس کی میں ہی جزا دوں گا۔'' [1]

یہ اسی وجہ سے ہے کہ اس میں نفس کا صبر ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کیونکہ اس نے میرے لیے اپنا کھانا، پینا اور اپنی خواہشات کو چھوڑا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ سے سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے جواب میں روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا اس کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ [2]

خواہشات سے خود کو روکنا ہی روزے کی حقیقت ہے اسی وجہ سے رمضان کے مہینے کو صبر کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ صبر کی فضیلت کے لیے یہ آیت ہی کافی ہے:

﴿ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴾

[المؤمنون : ۱۱۱]

''بے شک میں نے انھیں آج اس کے بدلے جو انھوں نے صبر کیا، یہ جزا دی ہے کہ بے شک وہی کامیاب ہیں۔''

ان کی کامیابی کو صبر کا بدلہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح صبر کے کرنے والوں نے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کر لی کیونکہ انھوں نے اللہ کا ساتھ حاصل کر لیا۔

صبر کرنے والوں نے ان تین چیزوں کو اکٹھا کیا ہے جو دنیا اور اس پر موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہیں۔ اللہ کی صلوٰۃ، رحمت اور ہدایت کو، جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴾

[البقرۃ : ۱۵۷]

---

[1] بخاری : ۹۲۷، مسلم : ۱۱۵۱.

[2] نسائی : ۲۲۲۲، مسند احمد : ۲۱٦٤٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

’’یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ صبر عزم الامور میں سے ہے، اور نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا آپ بھی اسی طرح صبر کریں۔ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

یہ دلیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا اور کم مال لینا زیادہ مال لینے سے افضل ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے دو آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو خزانے کے پاس سے گزرے، ایک نے اس کی طرف رخ نہ کیا اور سیدھا نکل گیا اور دوسرے نے اسے لے لیا اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا، ان میں سے کون افضل ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ’’جو سیدھا گزر گیا اور خزانے کی طرف نظر بھر کے بھی نہیں دیکھا وہ افضل ہے۔‘‘

اسی طرح یہ دلیل بھی ہے کہ آپ ﷺ پر خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں، آپ نے اس سے نہیں لیا بلکہ ایک دن بھوکے رہے اور دوسرے دن سیر ہو کر کھایا، اگر اس میں سے لے لیتے تو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے لیکن انھوں نے صبر والے مقام کو ترجیح دی جو دلالت کرتا ہے کہ یہ بہتر ہے۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کمال انسانی تین چیزوں پر مشتمل ہے:

(۱) علم: جس سے معرفت حاصل کی جائے۔

(۲) عمل: جسے کیا جائے۔

(۳) حالت جو علم اور عمل کے نتیجے میں پیدا ہو۔

سب سے افضل علم و عمل اور حالت اللہ تعالیٰ کو جاننا ہے، اس کے اسماء و صفات اور افعال کو جاننا، اس کی رضا مندی پر عمل کرنا، اسی کی طرف دل کو لے جانا، اس سے محبت اور اس کا خوف اور امید رکھنا ہر اس چیز سے افضل ہے جو اس طرح نہیں ہے۔ اسی طرح حکم کی اطاعت اور برائی سے اجتناب پر صبر کرنا مقصود مطلوب ہے، لہٰذا یہ زیادہ افضل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شکر کی صبر پر افضلیت والوں کے دلائل:

بلا شبہ تم نے زیادتی کی تم نے اس کو دوسرے پر افضل قرار دیا ہے جو دوسرے سے افضل نہیں ہے۔تم نے وسیلے کو مقصود پر فضیلت دی ہے اور جو خود مطلوب نہیں ہے اس کو مطلوب پر فضیلت دی ہے اور کامل عمل کو اکمل اور افضل عمل پر فضیلت دی ہے۔تم نے شکر کے مرتبے کو جانا ہی نہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے مقصد کے ساتھ اس کو جوڑا ہے اور صبر اس کا خادم اور وسیلہ ہے۔

﴿ فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ [البقرة : ١٥٢]

''سوتم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شکر کو ایمان کے ساتھ جوڑا ہے اور وضاحت فرمائی ہے کہ اگر تم شکر کرو گے اور ایمان لاؤ گے تو مجھے عذاب دینے سے کیا غرض ہے:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ﴾ [النساء : ١٤٧]

''اللہ تمھیں عذاب دینے سے کیا کرے گا، اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں کے لیے اپنے احسان کو خاص کیا ہے:

﴿ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوٓا أَهَٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَآ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّٰكِرِينَ ﴾ [الانعام : ٥٣]

''اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کی بعض کے ساتھ آزمائش کی ہے، تاکہ وہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان میں سے احسان فرمایا ہے؟ کیا اللہ شکر کرنے والوں کو زیادہ جاننے والا نہیں؟''

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو شکر کرنے والے اور کفر کرنے والے دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور اللہ کو ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو کفر کا ارتکاب کریں اور شکر کرنے والے اللہ کے نزدیک پسندیدہ لوگ ہیں۔جیسا کہ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ ﴾ [الدھر: ۳]

’’بلاشبہ ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، خواہ وہ شکر کرنے والا بنے خواہ ناشکرا۔‘‘

اسی مفہوم کی قرآن مجید میں کئی آیات ہیں۔

’’شاکر‘‘ اسے کہتے ہیں جو اللہ کی نعمت ایمان پر ڈٹا رہا اور اس کے پاؤں میں فتنوں کے طوفان اور آندھیوں کی وجہ سے لغزش نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں سے زائد انعام دینے کا وعدہ فرمایا اور زائد کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ فرمایا:

﴿ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران : ۱٤٤]

’’اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔‘‘

جب اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے شکر کے مقام کو پہچان لیا تو اس بدبخت نے لوگوں کو اس سے روکنے کا ہدف بنایا۔

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف : ۱۷]

’’پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں سے اور ان کی بائیں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کائنات ارض میں پہلا رسول بھیجا اس کی صفت شکر کرنے والا بیان فرمائی، فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ ﴾ [الاسراء: ۳]

’’بے شک وہ بہت شکر گزار بندہ تھا۔‘‘

نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب تمام مخلوق کو غرق کر دیا تو تمام لوگ انھی کی اولاد میں سے تھے ان کی صفت ’’شکور‘‘ اس لیے بیان کی کہ لوگوں کو بتایا کہ تمھارا باپ شکر کرنے والا تھا تم بھی شکر کرنے والے بنو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا جو شکر کرنے والا ہے وہ عبادت کرنے والا ہے اور جو شکر کرنے والا نہیں وہ عبادت کرنے والا نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ ﴾ [البقرة: ١٧٢]

''اور اللہ کا شکر کرو، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت اور ہم کلام ہونے جیسی نعمت پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا:

﴿ يٰمُوْسٰۤى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ١ۖٞ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۝ ﴾ [الاعراف: ١٤٤]

''اے موسیٰ! بے شک میں نے تجھے اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں پر چن لیا ہے، پس لے لے جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کے عقل مند ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنا اور پھر والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ١ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ١ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۝ ﴾ [لقمان: ١٤]

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کی رضا مندی اس کا شکر ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے:

﴿ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ١ؕ ﴾ [الزمر: ٧]

''اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمھارے لیے پسند کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے شکر کی وجہ سے ان کی تعریف فرمائی:

﴿ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا١ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝ۙ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ﴾ [النحل: ١٢٠۔ ١٢١]

”بے شک ابراہیم ایک امت تھا، اللہ کا فرماں بردار، ایک اللہ کی طرف ہو جانے والا اور وہ مشرکوں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا۔“

اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ رسولوں کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرنے والے بن جاؤ۔ فرمایا:

﴿ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ ﴾ [البقرة: ١٥١۔ ١٥٢]

”جس طرح ہم نے تم میں ایک رسول تمھی سے بھیجا ہے، جو تم پر ہماری آیات پڑھتا اور تمھیں پاک کرتا اور تمھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے بھیجے جانے کا مقصد بیان کر کے فرمایا کہ میرا شکر ادا کرو۔ یعنی شکر خود مقصود ہے جبکہ صبر شکر کے لیے وسیلہ ہے۔

صحیحین میں حدیث ہے کہ ایک رات آپ ﷺ نے بہت دیر قیام فرمایا کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اتنا قیام کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں؟ جو آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“ [1]

نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا نہ بھولنا:

---

[1] بخاري: ٤٨٣٦، مسلم: ٢٨١٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّی عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .)) ❶

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ چار چیزیں ہیں جسے وہ عطا کی گئیں اسے دنیا وآخرت کی بھلائی عطا کی گئی:

((قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا وَ زَوْجَةً لَا تَبْغِيهِ خَوْفًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا فِيْ مَالِهَا .)) ❷

① شکر کرنے والا دل ② ذکر کرنے والی زبان

③ صبر کرنے والا جسم ④ بیوی جس سے خیانت کا خوف نہ ہو۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "بندے پر اللہ تعالیٰ جو بھی نعمت کرتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کی طرف سے اس کا شکر لکھ دیتا ہے اور بندے میں جب گناہ پر شرمندگی دیکھتا ہے تو توبہ سے پہلے ہی اسے معاف کر دیتا ہے اور جب بندہ نیا کپڑا پہنتے ہوئے "الحمدللّٰہ" پڑھتا ہے تو کپڑے اس کے ٹخنے تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔" ❸

بندہ جب لقمہ کھاتا ہے اور "الحمدللّٰہ" کہتا ہے اور جب پانی کا گھونٹ پیتا ہے اور "الحمدللّٰہ" کہتا ہے تو اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ ❹

اللہ کی رضا مندی یہ سب سے بڑی جزا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ﴾ [التوبة : ٧٢]

"اور اللہ کی طرف سے تھوڑی سی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔"

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نعمت کے ذریعے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا

---

❶ ابوداود : ١٥٢٢، النسائی : ١٣٠٣، مسند احمد : ٢١٦١٤

❷ ابن ابی الدنیا فی کتاب للشکر : ٣٤۔

❸ ابن ابی الدنیا فی الکتاب الشکر : ٤٧، والحاکم ١/ ٥١٤.

❹ مسلم : ٢٧٣٤، ترمذی : ١٨١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر وہ شکر نہیں کرتا تو اس نعمت کو عذاب سے بدل دیتا ہے۔ اسی وجہ سے علماء شکر کو ''محافظ'' بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ اللہ کی موجودہ نعمتوں کی حفاظت کرتا ہے اور شکر کا دوسرا نام جالب (کھینچنے والا) ہے۔ کیونکہ یہ ان نعمتوں کو جو ہمیں نہیں ملی ہوتیں انھیں کھینچتا ہے۔''

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمدان کے ایک آدمی سے کہا: ''نعمت شکر کے ساتھ بندھی ہوئی ہوتی ہے اور شکر مزید نعمت کے ساتھ جکڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی زنجیر سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور اللہ کی مزید نعمت کی زنجیر اس وقت تک نہیں ٹوٹے گی جب تک بندہ شکر کی زنجیر کو نہ توڑے۔''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ''اللہ کی نعمتیں اللہ کے شکر کے ساتھ جکڑی ہوئی ہیں اور کہا جاتا تھا کہ شکر نعمتوں کی زنجیر ہے۔''

مطوف فرماتے ہیں: ''مجھے عافیت پر شکر کرنا مصیبت پر صبر کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نعمتوں کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ ان کا تذکرہ کرنا ہی شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کو نعمت کے بیان کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ﴾ [الضحی : ۱۱]

''اور لیکن اپنے رب کی نعمت، پس (اسے) بیان کر۔''

اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اس کے بندے پر نعمت کے اثرات نظر آئیں اور یہ بزبان حال اللہ کا شکر ہے۔

فرمان نبوی ہے: ''تکبر اور اسراف کئے بغیر کھاؤ، پیو اور صدقہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ بندے پر اپنی نعمت کا نشان دیکھے۔''[1]

صحابی رسول مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پراگندہ حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تیرے پاس مال ہے؟''

میں نے کہا: جی ہاں۔ اونٹ گھوڑے، غلام اور بکریاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] مسند احمد: ٦٦٦٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''پھر تجھ پر وہ نظر آنا چاہیے۔'' ❶

بکیر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نعمت دے اور اس پر دکھائی دے اس کو ''حبیب اللہ'' اور ''اللہ کی نعمت کا اظہار کرنے والے'' کا خطاب دیا جاتا ہے۔

جسے خیر دی گئی ہو اور اس میں دکھائی نہ دے تو اسے ''بغیض اللّٰہ'' اور ''اللہ کا ناپسندیدہ) اللہ کی نعمتوں کا دشمن'' کا لقب دیا جاتا ہے۔ ❷

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: ''جو شخص اللہ کی نعمت کو پہچان لیتا ہے اور زبان سے اقرار کرتا ہے یہ اس کے لیے کافی نہیں ہوگا بلکہ اللہ مزید نعمتیں عطا کرتا ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾ [ابراهيم : ٧]

''اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا۔''

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''شکر نصف ایمان ہے اور یقین مکمل۔''

نعمت کی قدر نہ کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے:

﴿ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ﴾ [العاديات : ٦]

''بے شک انسان اپنے رب کا یقیناً بہت ناشکرا ہے۔''

مصیبت کو یاد رکھا جاتا ہے اور نعمتوں کو بھلا دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عورتیں جہنم میں زیادہ داخل ہوں گی۔ اگر کوئی ساری عمر احسان کرتا رہے اور کچھ کوتاہی ہو جائے تو کہتی ہیں: ''تم سے تو مجھے خیر کبھی پہنچی ہی نہیں، جب ایسا کرتی ہیں تو خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری اصل میں اللہ کی ناشکری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ ابو داود : ٤٠٦٣، ترمذی : ٢٠٠٦، نسائی : ٥٢٢٤، مسند احمد : ١٥٤٥٧.

❷ ابن ابی الدنیا : ٥٤

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔'' جو شخص تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ جماعت میں برکت ہے اور فرقہ بازی عذاب ہے۔'' ❶

ابو معاویہ بیان فرماتے ہیں: ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قمیص پہن کر یہ دعا پڑھی:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ))

اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: ''جس شخص نے نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھی پھر پرانا کپڑا کسی غریب کو دے دیا تو وہ زندہ ہو یا فوت ہو جائے، اللہ کی پناہ میں رہے گا جب تک اس کپڑے میں ایک بھی دھاگا موجود ہے۔'' ❷

ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا اے اللہ! کیا آج رات مجھ سے زیادہ بھی ذکر تیری مخلوق میں سے کسی نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جی ہاں مینڈک نے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:

﴿ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴾ [سبا: ١٣]

داؤد علیہ السلام نے فرمایا ''اے اللہ ہم تیرا شکر کیسے کر سکتے ہیں، تو ہی نعمت عطا کرتا ہے اور پھر مزید نعمتیں نازل فرماتا ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے داؤد! اب تو نے مجھے پہچان لیا ہے۔'' داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! ''اگر جسم کے ہر بال کی دو زبانیں ہوں اور وہ ہر وقت تیرا ذکر کرتی رہیں تو وہ تیری ایک نعمت کا بھی حق ادا نہیں کر سکتی۔'' ❸

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے اللہ میں تیرا شکر کیسے ادا کروں، اے اللہ! میں تیری کسی نعمت کو چھوٹا کیسے کہہ سکتا ہوں جبکہ میرے سارے عمل اس کے برابر نہیں ہو سکتے؟'' موسیٰ علیہ السلام پر

---

❶ مسند احمد: ١٧٩٨١.

❷ ترمذی: ٣٥٦٠، مسند احمد: ٣٠٧، ابن ماجه: ٣٥٥٧.

❸ اخرجه احمد فی الزهد: ٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وحی نازل ہوئی کہ ”اب تو نے میرا شکر ادا کیا ہے۔“ ❶

ابو سلیمان کا فرمان ہے: ”نعمت کو یاد کرنا اللہ سے محبت کو پیدا کرتا ہے۔“

ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بندے پر اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے وہ اس چیز پر مطمئن ہو جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دیکھے کہ اللہ کی نعمت کا سایہ اس پر کتنا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھے۔“ ❷

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص صرف کھانے پینے کو ہی اللہ کی نعمت سمجھتا ہے تو اس کا عمل کم ہے اور وہ عذاب کا مستحق ہے۔“ ❸

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سلام کرنے کے بعد اس کا حال پوچھا، اس نے کہا: ”الحمد للّٰه“۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھ سے یہی چاہتا تھا۔“ ❹

محمد بن منکدر نے ابو حازم سے کہا مجھے بہت سے لوگ ملتے ہیں جو مجھے جانتے نہیں اور وہ میری تعریف کرتے ہیں تو ان کی طرف سے ناسمجھ بلکہ اس کی طرف سے سمجھ اور شکر ادا کر ابوعبدالرحمٰن نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾ (٩٦)

[مریم : ٩٦]

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے عنقریب ان کے لیے رحمان محبت پیدا کر دے گا۔“

---

❶ ابن ابی الدنیا کتاب الشکر : ٦، اخرجه احمد فی الزهد : ٦٧.

❷ ترمذی : ١٧٨٠.

❸ اخرجه ابن ابی الدنیا فی کتاب الشکر : ٩٢.

❹ موطا : ٩٦١/٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فضیل بن عیاض اور سفیان بن عیینہ ایک رات بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کو نعمتیں گنوانے لگے حتی کہ صبح ہوگئی۔

ایک آدمی نے ابو حازم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ جواب دیا: ''اگر تو اچھائی دیکھے تو دوسروں کو بتا اور اگر برائی دیکھے تو اسے چھپا۔'' سوال کیا کہ کانوں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: ''اگر صحیح بات سنے تو یاد کر لے اور اگر غلط بات سنے تو بھلا دے۔'' سوال کیا ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: ''جس میں تیرا حق نہیں اسے نہ لے اور جس میں اللہ کا حق ہے اسے نہ روک۔'' سوال کیا پیٹ کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نیچے کھانا ہو اور اوپر علم۔'' سوال کیا شرم گاہ کا کیا حق ہے؟ تو جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ ﴾

[المؤمنون: ٥-٧]

''اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں، یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے سوا تلاش کرے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔''

یعنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ استعمال نہ کرے۔ پھر ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا: جو زبان سے تو شکر کرتا ہے لیکن اپنے اعضاء سے شکر ادا نہیں کرتا۔ تو انہوں نے فرمایا: ''اس کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو چادر کو کنارے سے پکڑ کر کھڑا ہو جائے اور اپنے اوپر نہ لے۔ یعنی جس طرح چادر سے سردی، گرمی اور بارش وغیرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا یہ شکر بھی فائدہ نہیں دے گا۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب ایک شخص ابو جہل کی موت کی خبر لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے۔ [1]

[1] سیرة ابن هشام ٢/ ٢٤٧-٢٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر آئی تو شکرانے کے طور پر سجدے میں گر گئے۔

خوارج کے قتل کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق جب ان کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے کی لاش ملی تو سجدے میں گر گئے۔ [1]

شکر کی صبر پر فضیلت پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا سوال کرنا اللہ کو عافیت کے سوال سے زیادہ پیارا ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ سے عافیت کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یقین کے بعد عافیت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔" [2]

ایک اور حدیث میں ہے:

"لوگوں کو یقین کے بعد عافیت سے زیادہ فضیلت والی کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔" [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو آزمائش کا سوال کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عافیت کا سوال کرنے کا حکم دیا۔ [4]

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں نعمتوں کی قسمیں تین ہیں:

① اسلام کی نعمت، جس کے بغیر کوئی نعمت کام کی نہیں۔

② عافیت وتندرستی کی نعمت، جس کے بغیر زندگی بے رونق و بے نور ہو جاتی ہے۔

③ مال کی نعمت، جس کے بغیر زندگی کی رنگت اور چاشنی بے نور ہو جاتی ہے۔

---

[1] السنن الکبریٰ للبیھقی: ۳۷۱.

[2] ترمذی: ۳۵۵۸، ابن ماجہ ۳۸۴۹، مسند احمد: ۳۵.

[3] مسند احمد، ۹/۱، ح: ۵۰.

[4] ابن ابی الدنیا: ۱۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے آزمائش میں مبتلا شخص کو دیکھا اور یہ دعا پڑھی:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِكَ تَفْضِیْلًا.))

تحقیق اس نے نعمت کا شکر ادا کر دیا۔''

نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

''دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی شخص میں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو صابر اور شاکر کی فہرست میں لکھ دیتا ہے اور جس شخص میں یہ دونوں خصلتیں نہیں ہوتیں، اللہ اس کے نام کو صابر و شاکر کی فہرست میں نہیں لکھتا، اور جو شخص دین میں اپنے سے اعلیٰ شخص کی طرف دیکھے اور اس کی اقتدا کرے اور دنیا میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھے اور اللہ کے فضل پر اس کی تعریف کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر کی فہرست میں لکھ دیتا ہے اور جو شخص دین میں اپنے سے کم تر کو اور دنیا میں اپنے سے اعلیٰ شخص کو دیکھتا ہے اور اس پر افسوس کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام صابر و شاکر لوگوں کی فہرست میں نہیں لکھتا۔'' [1]

دوسری روایت میں ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں پائی جائیں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنائیں گے:

① جس نے اپنے دین کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے ساتھ محفوظ کیا۔

② مصیبت کے وقت ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔

③ جب کوئی نعمت ملی تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پڑھا۔ گناہوں کے بعد توبہ کی۔ [2]

فریقین کے دلائل کے بعد ان کے بارے میں فیصلہ:

ہم صبر اور شکر کے درمیان موازنہ کریں گے اور دونوں میں سے ایک کو ترجیح دیں گے مگر ان کے درمیان فیصلہ کرنے سے پہلے دونوں کی معرفت ضروری ہے۔ صبر کی حقیقت اور اقسام

[1] ترمذی: ۲۵۱۲۔ [2] ابن ابی الدنیا: ۲۰۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کا بیان تو ہو چکا، یہاں ہم شکر کی حقیقت اور ماہیت ذکر کرتے ہیں۔

شکر کی حقیقت

احسان کرنے والے کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنا:

شکر کفر کی ضد ہے، ہر ایک کا شکر اس کے مناسب ہوتا ہے، جانوروں کا شکر یہ ہے کہ ان کا چارہ کم از کم اتنا ہو جو ان کے لیے کافی ہو جائے۔ آسمان کا شکر اس کا پانی برسانا اور پستان کا شکر جب وہ دودھ سے لبریز ہو۔ اس شکر کے درمیان اور جس شکر کا حکم دیا گیا ہے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے درمیان کتنی مناسبت پائی جاتی ہے۔ اس میں زیادتی اور بڑھوتری کے معنی ہیں۔

شکر کے تین ارکان ہیں:

① اللہ کی نصیحت کا اعتراف کرنا

② نعمت پر تعریف کرنا

③ شکر کے ذریعے اللہ کی رضا تلاش کرنا

ایک آدمی سہل رحمہ اللہ کے پاس آ کر شکوہ کرنے لگا کہ رات کو میرے گھر چور آیا تھا اور سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔ اس نے کہا: ''شکر کر، اگر بڑا ڈاکو تیرے دل میں گھس کر تیری توحید لوٹ لیتا تو تو کیا کرتا۔''

کہا گیا ہے کہ جب تو ہاتھ سے بدلہ دینے سے رک جائے تو اپنی زبان سے زیادہ سے زیادہ شکر کر۔ چار چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں:

① بہرے سے مشورہ کرنا

② ناشکرے پر احسان کرنا

③ شور والی زمین میں بیج بونا

④ سورج کے سامنے چراغ روشن کرنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شکر کا تعلق تین چیزوں سے ہے:

① دل ② زبان ③ جسم کے اعضاء

دل سے معرفت اور محبت کا تعلق ہوتا ہے اور زبان سے تعریف وحمد اور جسم کے اعضاء سے احسان کرنے والے کی اطاعت اور اس کی مخالفت سے بچنا۔

مشہور شعر ہے:

أَفَادَتْكُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّيْ ثَلَاثَةٌ
يَدِيْ وَلِسَانِيْ وَالضَّمِيْرُ الْمُحجبا

''تمہارے احسانات کی وجہ سے میری طرف سے تین چیزوں کا فائدہ ہوا ہے۔

ہاتھ، زبان اور دل جو چھپا ہوا ہوتا ہے۔''

شکر افعال کے ساتھ خاص ہے اور حمد زبان کے ساتھ۔ حمد شکر کے مقابلے میں عام ہے۔ حمد کے لیے نعمت کا ہونا ضروری نہیں ہے جب کہ شکر کے لیے نعمت کا ہونا ضروری ہے۔ حمد اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، افعال اور نعمتوں سب پر کی جاسکتی ہے، جبکہ شکر نعمت کے بعد کیا جاتا ہے۔ شکر دل، زبان اور جسم کے اعضاء سے کیا جاتا ہے جبکہ حمد صرف دل اور زبان سے کی جاسکتی ہے۔

صبر وشکر کا باہمی تعلق:

جب صبر اور شکر کا تعارف ہو چکا تو یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ دونوں کا وجود ایک دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک کو خاص نام، اس کے غلبے کی بناء پر دیا جاتا ہے، ورنہ شکر کی حقیقت صبر سے ملی ہوئی ہے۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت اور نافرمانی سے بچنے کا عمل ''شکر'' کہلاتا ہے اور صبر اس کی بنیاد ہے۔ اطاعت کرنا اور نافرمانی سے پرہیز کرنا صبر کہلاتا ہے اور شکر بھی یہی ہے۔ جبکہ صبر کا حکم دیا گیا ہے تو صبر کرنا ہی شکر کرنا ہوگا۔

اس چیز کا سوال کرنا کہ دونوں میں سے افضل کون سا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی سوال کرے کہ کھانے اور پینے میں سے کون زیادہ افضل ہے؟ یہ مسئلہ اسی طرح ہے کہ مال دار شاکر زیادہ افضل ہے یا فقیر صابر۔ لوگوں نے دونوں کی افضلیت پر دلائل دیئے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جس کا تقویٰ زیادہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فضیلت مال یا غربت کی وجہ سے یا عافیت اور آزمائش کی وجہ سے نہیں دی بلکہ تقویٰ کی بنیاد پر دی:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [الحجرات : ۱۳]

''بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ کی بنیاد پر۔''[1]

تقویٰ کی دو بنیادیں ہیں:

① صبر ② شکر

مال داری یا غربت کے لیے بھی ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور جس کا صبر وشکر زیادہ ہے وہ افضل ہے۔

سوال: ...... اگر فقیر کا صبر کامل ہو اور مال دار کا شکر کامل ہو تو دونوں میں سے افضل کون سا ہے؟

جواب: ...... دونوں میں سے جس کا تقویٰ زیادہ ہو۔ اس کے علاوہ کسی کو فضیلت دینا جائز نہیں ہے۔ مال دار کبھی فقیر کے مقابلے میں زیادہ متقی ہوتا ہے کبھی فقیر کا صبر غنی کے شکر سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ غناء میں افضل ہے اور یہ فقر میں، اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شکر میں افضل ہے اور یہ صبر میں، اور نہ ہی اس کے برعکس۔ کیونکہ صبر وشکر ایمان کے حصے ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ بلکہ لازمی ہے کہ یہ کہا

[1] مسند احمد : ۲۲۹۷۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ دونوں میں سے جو واجب اور مندوب میں زیادہ درستگی سے عمل کرنے والا ہے وہ افضل ہے، کیونکہ فضیلت ان دونوں (صبر وشکر) کے تابع ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

''بندے کو میرے قریب کرنے والی عبادت فرض عبادت پر ہمیشگی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور نفل کے ذریعے سے بندہ میرے قریب آتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔''

جو واجبات کو اور نوافل کو زیادہ درستگی سے ادا کرنے والا ہو وہ زیادہ افضل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے غریب لوگ ۵۰۰ سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔'' یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ غریبوں کی فضیلت زیادہ ہے۔ تو ہم جواب دیں گے کہ ان کا پہلے داخل ہونا ان کے بلند مقام پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ غنی اور انصاف کرنے والا بادشاہ بعد میں داخل ہوگا مگر داخل ہونے کے بعد اس کا درجہ اور مقام اعلیٰ ہوگا۔

اگر کوئی اس حدیث سے استدلال کرے کہ جب فقراء نے شکوہ کیا کہ مال دار لوگ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہو گے تو تمھارے برابر کسی کا عمل نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جو اس جیسا عمل کرے۔ جب مال داروں نے یہ سنا تو انھوں نے بھی عمل شروع کر دیا تو غریب لوگ پھر شکوہ لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جسے چاہتا ہے فضیلت عطا فرماتا ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال دار کی فضیلت زیادہ ہے۔

مذکورہ حدیث تو ہمارے مؤقف کی تائید کر رہی ہے کہ دونوں میں سے افضل وہ ہے جس کے نوافل زیادہ ہوں گے جب امیر اور غریب عمل فرض میں برابر ہو گئے تو نوافل کی وجہ سے ایک دوسرے کو فضیلت دی گئی، یعنی غلام آزاد کرنا اور صدقہ وغیرہ کرنا۔

بعض نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ آپ ﷺ نے اسے رد کر دیا اور فرمایا: ''ایک دن بھوکا رہیں گے اور دوسرے دن سیر ہو کر کھائیں گے۔'' یا دیگر اس طرح کی احادیث سے کہ جس چیز کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے انتخاب کیا وہ سب سے افضل ہے، یہ استدلال درست نہیں ہے۔

نبی ﷺ کی حالت سے دونوں جماعتوں نے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے، مگر درست بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ابدا میں دونوں مقام حاصل ہوئے۔ آپ ﷺ پر غریب صابر کی کیفیت آئی اور انھوں نے اتنا صبر کیا جو کسی اور کے لیے محال ہے، پھر آپ ﷺ پر غنی شاکر کی کیفیت آئی اور آپ ﷺ نے اتنا شکر کیا جو کسی کے بس کی بات نہیں۔ جو بھی آپ ﷺ کی سیرت پر غور کرے گا وہ معاملے کو اسی طرح پائے گا۔ آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ صبر اور شکر کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى ﴾ [الضحى : ٨]

''اور اس نے تجھے تنگدست پایا تو غنی کر دیا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امیری اور غریبی کی تقسیم

اللہ تعالیٰ نے امیری اور غریبی کو لوگوں کی آزمائش اور امتحان کے لیے بنایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ﴾ [الانبیاء: ۳۵]

''اور ہم تمھیں برائی اور بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''سختیاں، سہولتیں، صحت، بیماری، امیری، غریبی، حلال اور حرام سب انسان کی آزمائش اور امتحان کے لیے ہے۔''

ابن زید فرماتے ہیں: ''ہم ان چیزوں کے ذریعے آزماتے ہیں جو تمھیں اچھی اور بری لگتی ہیں تاکہ ہم دیکھیں تمھارا صبر اور شکر کیسا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ آزمائش اور امتحان کی سواریاں امیری اور غریبی ہے۔ اور تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ ﴾

[الفجر: ۱۵۔ ۱۶]

''پس لیکن انسان جب اس کا رب اسے آزمائے، پھر اسے عزت بخشے اور اسے نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور لیکن جب وہ اسے آزمائے، پھر اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔''

انسان کو اللہ تعالیٰ جب آزماتا ہے اسے عزت و نعمت کی دولت سے سرفراز کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: میرے اللہ نے مجھے عزت دی اور جب روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے اللہ نے مجھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ذلیل کر دیا۔"

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فراخی اور تنگی کے ذریعے انسان کا امتحان لیتا ہے۔فرمایا:

﴿ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ﴾ [الانعام: ۱٦٥]

"تمھارے بعض کو بعض پر درجوں میں بلند کر دیا، تاکہ وہ ان چیزوں میں تمھاری آزمائش کرے جو اس نے تمھیں دی ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تمھارے درمیان امیری غریبی کا فرق تمھاری آزمائش وامتحان کے لیے ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾

[الكهف: ۷]

"بے شک ہم نے زمین پر جو کچھ ہے اس کے لیے زینت بنایا ہے، تاکہ ہم انھیں آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل میں بہتر ہے۔"

ان تین مقامات پر اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ میں نے یہ جہان بنایا اور جہان والوں کی موت کا وقت مقرر کیا اور ان کی معیشت کے اسباب بنائے جو زمین کی زینت بھی ہیں۔مثلاً: سونا، چاندی، گھر، لباس، سواری، پھل، حیوانات، عورتیں اور بیٹے وغیرہ۔یہ سب مخلوق کی آزمائش کرنے کے لیے ہیں، تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ جو میری زیادہ اطاعت کرے گا اور زیادہ راضی ہو گا اس کے اعمال سب سے اچھے ہیں۔

یہی حق بات ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا، اسی لیے زمین و آسمان بنائے اور اس کا مقصد اجر اور سزا دینا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بلاوجہ اور بیکار پیدا نہیں کیا۔فرمایا:

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾

[المومنون: ۱۱۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''تو کیا تم نے گمان کر لیا کہ ہم نے تمھیں بے مقصد ہی پیدا کیا ہے اور یہ کہ بے شک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟''

اللہ تعالیٰ کا کمال اور جلالت و عظمت اس بات کا انکار کرتی ہے کہ اس نے زمین و آسمان وغیرہ کو عبث اور بیکار بنایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کسی شریک، اولاد، بیوی اور تمام نقائص سے پاک قرار دیا ہے۔ جیسے اونگھنا، سونا، تھکاوٹ، محتاجی اور بغیر اجازت کسی کی سفارش کا کرنا، یہ سب اللہ کے کمال کے منافی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیری اور غریبی دونوں کو آزمائش اور امتحان کی سواریاں بنایا ہے، مال صرف فائدہ اٹھانے کے لیے نہیں بنایا۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے: ''ہم نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال نازل فرمایا ہے، اگر ابن آدم کے پاس ایک بستی بھر کر مال دے دیا جائے تو وہ دوسری بستی کی طرف رخ کرے گا اور اگر دوسری بھی دے دی جائے تو وہ تیسری کی طرح رخ کرے گا۔ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔'' [1]

اللہ تعالیٰ نے یہاں خبر دی ہے کہ مال اس لیے اتارا تاکہ اللہ کے حق کو قائم کرنے کے لیے تعاون حاصل ہو۔ اور بندے کے حق کی ادائیگی یعنی زکوٰۃ کے لیے تعاون حاصل ہو۔ صرف دنیاوی فائدے اور لذت کے لیے مال نہیں بنایا گیا، جب مال اس سے زیادہ ہو اور ان دو مقصودوں سے زائد ہو تو وہ صرف پیٹ کی خاطر ہے اور اس کے لائق اور مناسب مٹی ہے۔ وہ پیٹ جو اس چیز سے بھرا ہو جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے یعنی رب کی پہچان، اس پر ایمان لانا اور اسی سے محبت کرنا، تو یہ مناسب ہے اگر انسان کا پیٹ رب کی پہچان وغیرہ سے بھرا ہوا اور اس کے برعکس سے بہتر ہے، ورنہ مٹی ہی اس کے مناسب ہے۔

مال اگر مال والے کے فائدے کا باعث نہ بنے تو اسے نقصان دیتا ہے۔ جس طرح علم، بادشاہت اور طاقت اگر فائدہ نہ دیں تو نقصان دہ ہوتی ہیں۔ یہ تمام چیز مقصود کو پانے کے لیے وسیلہ ہیں، اگر مقصود و منزل حاصل کرنے کے لیے وسیلہ نہیں اپناؤ گے تو مقصود اور

[1] مسند احمد : ٢١٣٩٥، الطبراني في الكبير : ٣٣٠٠ـ مجمع الزوائد : ٧/ ١٤٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

منزل کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ جس نے ان وسائل کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے استعمال کیا وہ فائدے میں رہ گیا اور جس نے ان وسائل کو خواہشات اور من مانیوں کے لیے استعمال کیا تو انھوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ پایا۔ لوگوں کی وسائل سے فائدہ اٹھانے یا نہ اٹھانے کی صرف چار ہی قسمیں ہیں:

① اسباب و وسائل کو چھوڑنے والا

② مال کو جمع کرنے کے ساتھ اس پر اوندھے منہ گر جانے والا

③ دنیا اور آخرت میں فائدہ دینے والی چیزوں کے بجائے نقصان دہ چیزوں کا ذریعہ بنانے والا

④ دنیا اور آخرت میں فائدہ دینے والی چیزوں کا وسیلہ بنانے والا

پہلی تین اقسام کے لوگ تو دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ پانے والے ہیں اور چوتھی قسم کے لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ﴾ [هود: ١٥-١٦]

”جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔“

اس آیت کے سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو مشکل پیش آئی ہے اور انھوں نے یہ سمجھا ہے کہ جو دنیا اور اس کی دولت چاہتا ہے اس کے لیے وعید ہے، پھر اس میں اختلاف بھی کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا میں اجر چاہتا ہے اور آخرت پر ایمان نہیں لاتا۔یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے مطابق یہ کفار کے بارے میں ہے۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ آیت ریاء کاروں کے بارے میں ہے۔''

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو مومن بغیر تقویٰ کے عمل کرے اسے اس کا اجر دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔امام فراء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ جو مسلمان اپنے اعمال کی وجہ سے دنیا کا اجر چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں عطا کر دیتا ہے اور یہی قول راجح ہے۔آیت کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اپنے عمل سے صرف دنیا چاہتا ہے وہ بالکل مومن نہیں ہے کیونکہ نافرمان اور فاسق جتنے بھی بڑے نافرمان کیوں نہ ہوں وہ عمل اللہ ہی کے لیے کرتے ہیں اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے عمل نہیں کرتا بلکہ دنیا کے لیے کرتا ہے وہ مومن نہیں۔شاید یہی وہ معنی ہے جو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا سمجھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا جس میں قاری قرآن، نمازی اور صدقہ کرنے والے سے جہنم کی آگ کے بھڑکائے جانے کا تذکرہ ہے۔

جیسا کہ سب سے بہترین لوگ مخلوق میں سے انبیاء، صدیقین شہداء اور نیک لوگ ہیں اور بدترین لوگ وہ ہیں جو ان جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان میں سے ہوتے نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''قیامت کے دن میری امت تین جماعتوں کی صورت میں آئے گی، ایک گروہ اللہ کی عبادت دنیا کے لیے کرتا تھا، دوسری جماعت وہ ہوگی جو ریاء کاری اور دکھلاوے کے لیے اللہ کی عبادت کرتے تھے، تیسری وہ جو اللہ کی رضا مندی اور آخرت کے لیے عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پہلی جماعت سے پوچھے گا میری عزت و جلال اور مرتبے کا واسطہ ہے، تم کس لیے میری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: دنیا کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اسے قبول نہیں کرتا اور انھیں جہنم میں ڈال دے گا۔ دوسری جماعت سے سوال کرے گا وہ کہیں گے دکھلاوے اور ریا کاری کے لیے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں قبول

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا اور انھیں بھی جہنم میں ڈال دو، تیسری سے پوچھا جائے گا: تو وہ کہیں گے اے اللہ! تیری رضا اور آخرت کے لیے، اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں داخل فرمادیں گے۔''

اسی موقف کی تصدیق قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے:

﴿ نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا ﴾ [ھود: ١٥]

''ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیری اور غریبی کو بندے کے صبر اور شکر، سچ اور جھوٹ، اخلاص اور شرک کا امتحان لینے کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾ [آل عمران : ۱۴]

''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے، جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وضاحت فرمائی کہ خواہشات جو انسانی نفس میں پائی جاتی ہیں اور آخرت کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہیں وہ سات اقسام کی ہیں:

(۱) عورتیں: سب سے زیادہ مرغوب اور خوبصورت چیز اور اتنی ہی خطرناک بھی

(۲) بیٹے (۳) سونا

(۴) چاندی: جو زینت وفخر کا باعث ہیں

(۵) گھوڑے: جو دشمنوں سے حفاظت اور فخر کا باعث ہیں

(۶) چوپائے: جو کھانے پینے اور سواری وغیرہ کے کام آتے ہیں

(۷) کھیتی وغیرہ

یہ سب چیزیں انسان کے دھوکے کا سامان ہیں اور اللہ کے پاس جو انعامات ہیں وہ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر ہیں۔ اس کے متعلق قرآن کی بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقیقت بیان کی کہ یہ لہو ولعب کا سامان ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''مجھے دنیا سے کیا دلچسپی امیری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو گرمیوں میں سفر کے دوران سایہ لینے کے لیے کچھ دیر رکتا ہے اور پھر چل دیتا۔'' ❶

آپ ﷺ نے فرمایا:

''دنیا اور آخرت کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈبو کر باہر نکالے جو چیز انگلی کے ساتھ باہر آئے وہ دنیا ہے اور باقی سمندر آخرت ہے۔'' ❷

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اگر دنیا کی حیثیت اللہ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔'' ❸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دنیا اور دنیا میں رہنے والی ہر چیز ملعون ہے، سوائے اللہ کے ذکر اور ذکر کرنے والے اور علم (قرآن وحدیث) سیکھنے اور سکھانے والے کے۔'' ❹

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا: ''میں سچی بات کرتا ہوں کہ دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے۔'' ❺

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا: ''تم میں سے کون ہے جو سمندر کی موجوں میں گھر بنائے؟ سب نے کہا: اے روح اللہ! اس کی طاقت کون رکھتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''دنیا داری سے خود کو بچاؤ اسے برقرار رہنے والی تصور نہ کرو۔'' ❻

---

❶ ابن ماجه: ۴۱۰۹.
❷ مسلم: ۲۸۵۸، ترمذی: ۲۳۲۳.
❸ ترمذی: ۲۳۲۰.
❹ ترمذی: ۲۳۲۲.
❺ اخرجه احمد فی الزهد: ۴۸۴.
❻ مسند احمد فی الزهد: ۴۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیا بذاتِ خود بری نہیں ہے بلکہ بندوں کے اس دنیا میں اعمال برے ہیں ورنہ یہ تو جنت یا جہنم میں داخلے کے لیے ایک پل ہے۔ کیونکہ جب لوگوں پر خواہشات غالب آ گئیں اور غفلت و اعراض غالب آ گیا اور رہنے والوں کی یہ عام صفت بن گئی تو اس پر مذمت غالب آ گئی ورنہ حقیقت میں دنیا ایک امتحان گاہ ہے، جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ آگے بھی کامیاب ہو جائے گا اور جو یہاں ناکام ہو گیا وہ آخرت میں بھی ناکام ہو جائے گا۔

آخرت کے حصول کے لیے محنت:

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی حقیقت بتا دی تو حکم دیا کہ وہ آخرت کی طرف بڑھنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں اور اس زندگی کے لیے محنت کریں جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَ الْأَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ؕ ﴾ [یونس : ۲٤]

”دنیا کی زندگی کی مثال تو بس اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے ساتھ زمین سے اگنے والی چیزیں خوب مل جل گئیں، جس سے انسان اور چوپائے کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی آرائش حاصل کر لی اور خوب مزین ہو گئی اور اس کے رہنے والوں نے یقین کر لیا کہ بے شک وہ اس پر قادر ہیں تو رات یا دن کو اس پر ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اسے کٹی ہوئی کر دیا، جیسے وہ کل تھی ہی نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امیر شاکر اور غریب صابر میں کون افضل ہے؟

اس مسئلہ میں غریبوں اور امیروں کے درمیان بہت اختلاف ہے۔ دونوں جماعتوں نے بھرپور دلائل دیئے ہیں جن کا توڑ آسان نہیں ہے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے معارض نہیں ہیں۔ البتہ تمام دلائل پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس مسئلہ میں دونوں جانب سے کتب لکھی گئی ہیں:

ابو اسحاق نے کہا کہ ”غریب صابر افضل ہے۔“

انھوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ ٱلْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُواْ ﴾ [الفرقان : ٧٥]

”ان لوگوں کو جزا میں بالا خانہ دیا جائے گا۔“

محمد بن علی بن حسین کا قول ہے کہ: ”غرفة“ سے مراد جنت ہے جو انھیں دنیا میں عزت کی وجہ سے دیا جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ دعا فرماتے تھے:

”اے اللہ مجھ کو زندگی میں مسکین رکھنا اور موت بھی مسکین کی حالت میں دینا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، وہ کیوں اے اللہ کے نبی! آپ نے فرمایا: وہ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“ [1]

میں کہتا ہوں ان دونوں دلیلوں میں غریب صابر کے افضل ہونے کی دلیل ہے ہی نہیں۔ کیونکہ آیت میں جو صبر کا بیان ہے ”دونوں فریقین کو شامل ہے۔ امیر شاکر اللہ کی اطاعت پر صبر کرتا ہے جبکہ غریب صابر اللہ کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کرتا ہے۔ دوسری چیز صبر

[1] مسند احمد: ٤ / ٣٠٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کو جنت ملنا اس بات پر دلالت تو نہیں کرتا کہ شاکر کو نہیں ملے گی بلکہ قرآن کی آیت دلالت کرتی ہے:

﴿ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِينَ ﴾ [آل عمران : ١٤٥]

''اور ہم شکر کرنے والوں کو جلد جزا دیں گے۔''

اور حدیث میں بھی اس کی دلیل نہیں ہے۔ ایک تو یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ''حارث'' نامی شخص ہے جو ''منکر الحدیث'' ہے۔ دوسرا جو مسکنت اللہ کو محبوب ہے وہ مالی نہیں بلکہ دلی مسکنت ہے اور وہ عاجزی و انکساری ہے جو مال دار ہونے کے منافی نہیں ہے۔ اور رہا غریبوں کا امیروں سے پہلے جنت میں چلے جانا...... تو یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ان کا امیروں سے مقام زیادہ ہوگا، بلکہ امام عادل اگرچہ بعد میں جنت میں داخل ہوگا مگر اس کا مرتبہ دوسروں سے زیادہ ہوگا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ پر سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے صبر کو افضل قرار دیا ہے اور بعض نے شکر کو اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں طرح کی روایات منقول ہیں۔ البتہ صحابہ اور تابعین سے کسی ایک کو فضیلت دینا ثابت نہیں ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ)

تیسرے فریق نے یہ فرمایا: ''جو ایمان اور تقویٰ میں افضل ہے وہی افضل ہے۔ مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے لیے غربت مفید ہوتی ہے اور کسی کے لیے امیری۔ جس طرح بعض کے لیے صحت مفید ہوتی ہے اور بعض کے لیے بیماری۔ کچھ انبیاء مال دار تھے جو غریبوں سے افضل ہیں اور کچھ انبیاء غریب تھے جو مال داروں سے افضل ہیں۔ کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جن کے لیے غربت بہتر اور امیری مضر ہوتی ہے اور کچھ اس کے الٹ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بعض کے لیے صحت اور بعض کے لیے بیماری مفید ہوتی ہے۔''

فقراء کی افضلیت کتاب وسنت کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے مال کا ذکر قرآن مجید میں صرف چند وجوہات کی بنا پر کیا ہے۔ یہ وجوہات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل ہیں:

① مذمت کے طور پر فرمایا:

﴿ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ ﴾ [الشوری : ۲۷]

''اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق فراخ کر دیتا تو یقیناً وہ زمین میں سرکش ہو جاتے۔''

اس طرح کی دیگر کئی آیات موجود ہیں جس میں بطور مذمت مال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

② آزمائش اور امتحان کے طور پر فرمایا:

﴿ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ [التغابن : ۱۵]

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں۔''

اس کے مفہوم کی کئی آیات موجود ہیں۔

③ تیسری صورت یہ کہ مال اور اولاد اللہ کے قریب نہیں کر سکتے، اللہ کی قربت کا ذریعہ صرف ایمان اور عمل صالح ہیں، فرمایا:

﴿ وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ﴾ [سبا : ۳۷]

''اور نہ تمھارے مال ایسے ہیں اور نہ تمھاری اولاد جو تمھیں ہمارے ہاں قرب میں نزدیک کر دیں، مگر جو شخص ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا۔''

④ دنیا اور مال و دولت ان کے لئے بنائی گئی ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور آخرت صرف متقین کے لیے ہے، فرمایا:

﴿ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ﴾ [الاحقاف : ۲۰]

''تم اپنی نیکیاں اپنی دنیا کی زندگی میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے، سو آج تمھیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''کیا تو اس پر راضی نہیں ہوتا کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے۔''

⑤ پانچویں صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مال داروں کا ذکر بطور مذمت ہی کیا ہے، فرمایا:

﴿ وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا ﴾

[الاسراء: ١٦]

''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر وہ اس میں حکم نہیں مانتے۔''

⑥ اللہ تعالیٰ نے مال سے محبت رکھنے والوں کی مذمت کی ہے اور شرمندگی دلائی، فرمایا:

﴿ وَتَأْكُلُونَ ٱلتُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ ﴾ [الفجر: ١٩]

''اور تم میراث کھا جاتے ہو، سب سمیٹ کے کھا جانا۔''

⑦ ساتویں صورت: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور مال کی تمنا کرنے والوں کی مذمت کی اور صبر کرنے والوں کی تعریف:

﴿ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ فِى زِينَتِهِۦ ۖ قَالَ ٱلَّذِينَ يُرِيدُونَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا يَـٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِىَ قَـٰرُونُ إِنَّهُۥ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلصَّـٰبِرُونَ ﴿٨٠﴾ ﴾ [القصص: ٧٩۔ ٨٠]

''پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا۔ ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے، اے کاش! ہمارے لیے اس جیسا ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے، بلاشبہ وہ یقیناً بہت بڑے نصیب والا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا جنھیں علم دیا گیا تھا، افسوس تم پر! اللہ کا ثواب اس شخص کے لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کرنے والے ہیں۔''

⑧ آٹھویں صورت:......اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا جنھوں نے مال کو فضیلت کا سبب بنایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھا، فرمایا:

﴿ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ﴾ [البقرة : ٢٤٧]

جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طالوت کو بادشاہ بنایا تو انھوں نے اعتراض کیا کہ اس کے پاس تو مال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا رد کیا اور طالوت کو غریب ہونے کے باوجود بادشاہ مقرر کیا۔

⑨ نویں صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مال و دولت جمع کر کے رکھنے والوں کی مذمت فرمائی ہے، فرمایا:

﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ﴾ [التكاثر : ١ ـ ٢]

''تمھیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبرستان جا دیکھے۔''

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ تکاثر نے ان کو اللہ کے ذکر اور آخرت سے غافل کر دیا حتیٰ کہ وہ موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

صحیح مسلم میں ہے عبداللہ بن شمنیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور وہ ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے: ''الھکم التکاثر'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کہتا رہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ اے بندے! تیرا کوئی مال نہیں، سوائے اس کے جسے تو نے صدقہ کیا اور آخرت کے لیے محفوظ کر لیا، یا کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا'' مال و دولت جمع کر کے رکھنے والوں کو قبر میں بھی عذاب ہوگا پھر قیامت کے دن بھی اس بدبختی کے حال تک پہنچیں گے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں عذاب قبر کے بارے میں شک تھا حتیٰ کہ ''الھکم التکاثر'' سورت نازل ہوگئی۔'' یعنی اس کے بعد شک باقی نہ رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن آدم قیامت کے دن اپنے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکے گا جب تک کہ پانچ سوالوں کے جواب نہ دے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

① عمر کہاں گزاری ② جوانی کہاں گزاری

③ مال کہاں سے کمایا ④ مال کہاں خرچ کیا

⑤ علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔ ❶

جب یہ آیت ﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝﴾ نازل ہوئی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! اور کن نعمتوں کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا، یہ کھجور اور پانی ہی تو ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے عطا کیا تھا، میں نے تیرا خیال رکھا تھا اور تجھ پر انعام کیا تھا تو تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے جمع کیا تھا، زیادہ کیا تھا تو پہلے سے زیادہ چھوڑ کر آیا تھا۔ مجھے واپس دنیا میں جانے دے، سب تیرے پاس واپس لاؤں گا۔ جب بندہ آگے کچھ نہ بھیج سکے گا تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: ''کیا میں نے تجھے کان، آنکھیں، مال اور اولاد نہیں دی تھی، تجھے چوپائے، لہلہاتی کھیتی نہیں دی تھی، تو کیا تو مجھ سے ملنے پر یقین نہیں رکھتا تھا؟'' وہ کہے گا! نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا۔'' ❹

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کفار کے ساتھ خاص ہے۔

میں کہتا ہوں کہ عقلی اور نقلی کوئی بھی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو

---

❶ ترمذی: ٢٤١٦. ❷ ترمذی: ٣٣٥٦.

❸ ترمذی: ٢٤٢٧. ❹ ترمذی: ٢٤٢٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ سورت کفار کے ساتھ خاص ہے، بلکہ ظاہر الفاظ اور صریح احادیث خطاب کے عام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کا اس سورت کی تلاوت کے بعد یہ کہنا کہ بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال، اور اسی طرح زبیر رضی اللہ عنہ کا سوال کرنا کہ ان دونوں کے بارے میں سوال ہو گا......اگر نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جانا صرف کفار کے ساتھ خاص ہوتا تو نبی ﷺ اس موقع پر ضرور وضاحت فرما دیتے۔

جن کا قول یہ ہے کہ یہ کفار کے ساتھ خاص ہے انھوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے مگر وہ واقعہ ضعیف ہے۔ اسی روایت کے بارے میں صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے جو اس کی تردید کرتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ دن یا رات کے وقت گھر سے نکلے، راستے میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ملے، آپ ﷺ نے پوچھا:

''تم دونوں کو کس چیز نے گھر سے نکال دیا؟''

انھوں نے کہا: بھوک نے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس چیز نے تمھیں نکالا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے۔''

پھر آپ ایک انصاری صحابی کے گھر گئے، اس کی بیوی نے مسرت کا اظہار، کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

''فلاں کہاں ہے؟''

اس نے کہا: ''گھر کے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔''

انصاری صحابی باہر سے آئے اور کہا: الحمدللہ! آج میرے مہمانوں سے زیادہ معزز مہمان کسی کے گھر نہیں آئے۔ صحابی نے کھجوریں پیش کیں اور چھری لے کر بکریوں کی طرف جانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''دودھ والی ذبح نہ کرنا۔''

مہمانوں نے سیر ہو کر کھایا پیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سے قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔''

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جانا کفار کے ساتھ نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصل

پس منظر

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا سے محفوظ کیا اور انہیں اعزاز طہارت کی غرض سے ترغیب دلائی اور دنیا کی مذمت کی اور اس کی حیثیت کی حقارت بیان کی اور یہ بھی وضاحت فرمائی کہ دنیا میں مگن ہو جانا اور زیادہ حاصل کرنا آزمائش، سرکشی اور فساد کا باعث ہے۔ اس میں مگن ہو کر آخرت سے غافل ہونا دھوکے کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے محبت کرنے والوں اور اسے آخرت پر ترجیح دینے والوں کی مذمت فرمائی اور اطلاع دی کہ جو شخص دنیا کا ارادہ کرے گا، اس کی زینت اور رونق کا طلب گار رہے گا تو اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور یہ بھی اطلاع دی کہ اس کی کثرت فتنہ اور آزمائش ہے نہ کہ عزت اور محبت کا باعث ہے، اگر کافر مسلسل کفر نہ کرتے رہتے تو اللہ تعالیٰ ان کو بہت مال عطا کرتا حتیٰ کہ ان کے مکانوں کی چھتیں سونے اور چاندی کی ہوتیں۔ پھر وضاحت فرمائی کہ اس نے دنیا کو اپنے دشمنوں اور کم عقلوں کے لیے مزین کیا ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، پھر نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ دنیا کی زینت کی طرف نظر نہ اٹھائیں تاکہ اولیاء اللہ کو دنیا کی خواہشات اور اس سے دل لگانے سے منع فرمائیں اور یہ سکھلائیں کہ جس کو دنیا زیادہ دے دی جائے وہ سرکشی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا سے بے زار کرنے کے لیے اس کی مثال اس طرح دی ہے کہ ''دنیا کی مثال پانی کی طرح ہے جو زمین کی نباتات سے ملتا ہے اور زمین جب اپنی رونق اور زینت پکڑ لیتی ہے تو اللہ کا عذاب آتا ہے اور سب کچھ مٹ جاتا ہے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ختم ہو جانے اور مٹ جانے کی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر دنیا کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں آپ نے اس کا ارادہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا اور نہ ہی آخرت پر ترجیح دی۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ صبر و شکر کرنے والے تھے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ پر دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ ایک دن بھوکا رہ کر گزاریں گے اور دوسرا دن سیر ہو کر، جب بھوکا رہیں گے تو اللہ کی عاجزی اپنائیں گے اور جب سیر ہو کر کھائیں گے تو شکر کریں گے۔“ ❶

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روٹی کا ٹکڑا لے کر نبی ﷺ کو دکھایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہا: موٹے آٹے کی روٹی پکائی تھی جسے کھانے کو جی نہیں چاہ رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا ابو تین دن سے یہ آٹا کھا رہا ہے۔“ ❷

جب آپ ﷺ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے تو آپ ﷺ کو شدید مشقت کا صحابہ کرام نے شدید مشقت کا شکوہ کیا اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا۔ نبی ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

ابو حاتم بن حبان نے ان احادیث کو اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو رد کرنے میں انتہائی مبالغے سے کام لیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے رتبے کے منافی ہیں، یہ ان کا وہم ہے۔ بلکہ یہ کیفیت آپ کے رتبے کو بڑھانے اور بعد میں آنے والے خلفاء اور بادشاہوں کے لیے عبرت ہے۔ گویا کہ ابو حاتم رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کی معیشت کے بارے میں مروی تمام احادیث پر غور و فکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ صدقے کے بڑے دلائل میں سے ہیں۔ اگر اللہ کے دشمن یہ کہیں کہ آپ ﷺ نے بادشاہت کے لیے کیا تو انھیں جواب دیا جائے گا کہ اگر ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ کی سیرت بادشاہوں جیسی ہوتی، بلکہ نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی زرعہ یہودی کے پاس تھوڑے سے کھانے کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔

---

❶ بخاری: ۲۹۱۶، مسلم: ۱۶۰۳

❷ مسند احمد: ۱۲۸۱۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فتوحات دیں اور کثرت سے غنیمتیں عطا کیں، مگر آپ وفات کے وقت ایک درہم، دینار نہ اونٹ نہ بکری نہ غلام اور نہ لونڈی چھوڑ کر گئے۔ اس طرح کی دیگر احادیث جن کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے وہ دلالت کرتی ہیں کہ فقر افضل ہے۔

آپ ﷺ کا فقر صبر والے کا اختیار کرنا دلالت کرتا ہے کہ یہ افضل ہے، کیونکہ آپ ﷺ سب سے بہتر اخلاق والے تھے اور اسی عمل کو اختیار کرتے جو زیادہ افضل ہوتا۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے: ''بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے اور بہترین ذکر وہ ہے جو چھپ کر کیا جائے۔'' ❶

ان کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کم مال والے پر رشک کا اظہار کیا ہے آپ ﷺ فرمایا: ''میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک مومن کم مال و دولت والا ہے اور نماز پڑھنے والا ہو اللہ کی سب سے اچھی طرح عبادت کرنے والا ہو اور لوگوں میں پوشیدہ رہنے والا ہے اور نماز پڑھنے والا ہو اللہ کی سب سے اچھی طرح عبادت کرنے والا ہو اور لوگوں میں پوشیدہ رہنے والا ہو جس کی طرف انگلی سے اشارہ نا کیا جا سکے اس کی وراثت کم ہو اور اس پر رونے والے کم ہوں۔ ❷

نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اسی طرح حفاظت اور محبت فرماتے ہیں جس طرح تم اپنے مریضوں کا کھانے پینے میں حفاظت سے کام لیتے ہو اور ان پر ڈرتے ہو۔'' ❸

میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہیں، اگر وہ کسی کے گھر سے ایک دینار بھی مانگیں تو اسے لوگ نہ دیں اور اگر ایک روپیہ بھی مانگیں تو وہ بھی نہ دیں۔

آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ لوگوں میں سے مجلس کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیا سے زیادہ نہیں لیا ہوگا۔

---

❶ مسند احمد: ١٤٨٠. ❷ ابن ماجه: ٤١١٧

❸ مسند احمد: ٢٣١١٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجلس کے اعتبار سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوں گا، کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجلس کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے دنیا سے زیادہ نہ لیا ہوگا، اور وہ اسی کیفیت پر ہوگا جس کیفیت پر میں دنیا سے کوچ کروں گا۔ اس مفہوم کی کئی اور احادیث موجود ہیں۔ [1]

ان کے دلائل میں سے ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی غربت والی زندگی کو اپنی عیش والی زندگی سے بہتر قرار دیتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ سے پوچھا: ''تم آج بہتر ہو یا اس وقت ہو گے جب تمھارے پاس کثرت سے مال آئے گا اور سواریاں ہوں گی اور تم گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ کا غلاف ہے؟'' انھوں نے کہا: کل بہتر ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ آج بہتر ہو۔'' اس حدیث میں صریح ہے کہ غربت پر صبر بہتر ہے۔ [2]

مال داری میں فتنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور بہت کم ہے کہ کوئی اس فتنے سے بچ سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ [التغابن: ١٥]

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر امت میں فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' [3]

مال جہنم کا داعی ہے اور فقر جنت کا:

جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا غنا تجھے جہنم کی طرف دعوت دیتا ہے اور تیری غربت تجھے جنت کی طرف دعوت دیتی ہے۔'' [4]

---

[1] مسند احمد: ٣٠٩٤٧. [2] مسند احمد: ١٥٥٥٨

[3] ترمذی: ٢٣٣٦، مسند احمد: ١٧٠١٧.

[4] اخرجه احمد فی الذهد: ٢٠٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح صحیح مسلم میں حدیث ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو مال خرچ کرے گا تو یہ تیرے لیے بہتر ہے، اگر روکے گا تو تیرے لیے برا ہوگا اور جس کے پاس پورا پورا ہو اس پر مواخذہ نہیں ہوگا اور اپنے اہل و عیال سے صدقے کی ابتدا کرو۔

ایک دفعہ نبی ﷺ کے سامنے سے ایک امیر اور ایک غریب گزرا، آپ ﷺ نے اس غریب کے بارے میں فرمایا: ''یہ اور اس جیسے زمین بھر کے خزانے سے بہتر ہیں۔''

آپ ﷺ نے فقراء اور صابرین کے لیے وہ بشارت دی جو مال داروں کو نہیں دی۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھاتے تو کچھ صحابہ جو اصحاب صفہ میں سے ہوتے، وہ بھوک کی شدت کی وجہ سے دوران نماز گر دیہاتی کہتے کہ یہ پاگل ہیں، آپ ﷺ نماز کے بعد ان کے پاس جاتے اور فرماتے: ''اگر تمھیں یہ پتہ چل جائے کہ اللہ کے ہاں ان کا کیا مقام ہے تو تم ان سے زیادہ فاقے اور محتاجی میں زندگی گزارتے۔'' فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان دنوں رسول ﷺ کے ساتھ تھا جب انھوں نے ہمیں مال داروں سے پہلے جنت میں جانے کی بشارت دی تھی۔

فقیر کی امیر پر فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اکثر مال دار جہنمی ہوں گے اور اکثر فقیر جنتی۔ رسول اللہ کا فرمان ہے: ''میں نے جنت میں جھانکا اور کثیر تعداد غریبوں کی تھی پھر میں نے جہنم میں جھانکا تو ان کی اکثر تعداد امیروں کی اور عورتوں کی تھی۔''[1]

غریبوں کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ جنت میں ہر بندہ غربت کی ہی تمنا کرے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مال دار اور غریب یہ تمنا کرے گا کہ کاش! دنیا میں اسے صرف اتنا دیا جاتا جو اس کی خوراک کے لیے کافی ہوتا ہے۔[2]

فیصلہ کن بات ہے کہ غربت غریب کے اجر اور مرتبے کو زیادہ کرتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] بخاری: ۳۲٤۱، مسلم: ۲۷۳۷.

[2] ابن ماجہ: ٤۱٤۰، مسند احمد: ۱۱۷۵۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”جو غازی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے اور غنیمت حاصل کرتا ہے اسے دو تہائی اجر دنیا میں مل جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے، اگر غنیمت نہ ملتی تو ان کو پورا اجر ملتا ہے۔“ [1]

سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”ہم نے اللہ کی رضا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، اللہ کے ذمے ہمارا اجر ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ فوت ہو گئے اور انھوں نے کوئی اجر نہیں کھایا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انھی میں سے تھے جو احد کے دن شہید ہوئے، کفن پہناتے ہوئے اگر چہرا ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا اور اگر سر ڈھانپتے تو چہرہ ننگا ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سر کو ڈھانپ دیا جائے اور پاؤں پر اذخر گھانس ڈال دی جائے۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے پھل پک چکے ہیں اور وہ اس میں سے لے رہا ہے۔“ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ دنیاوی مال اور آسائش کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا وہ بہتر ہے۔ ان میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابوعبیدہ، عمار بن یاسر، سلمان، عبداللہ بن مسعود، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی جماعت شامل ہے۔ ان کے بارے میں ہم مختصر بیان کریں گے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ: ...... زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انھوں نے پانی منگوایا۔ پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ جب منہ کے قریب کیا تو رو پڑے، اتنا روئے کہ قریب کھڑے ہوئے لوگ بھی رونے لگے۔ پھر خاموش ہوئے اور دوبارہ پھر رو پڑے، حتیٰ کہ لوگ سمجھے کہ آج کا مسئلہ بیان نہیں کر سکیں گے۔ پھر کسی نے پوچھا اے رسول اللہ کے خلیفہ! کس چیز نے تمھیں رلا دیا؟ انھوں نے فرمایا: ”ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ایک چیز سے اپنا دفاع کرتے تھے، آج میرے ساتھ دفاع کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔“ کسی نے سوال کیا کس چیز سے دفاع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا:

---

[1] مسلم: ١٩٠٦، ابو داود: ٢٤٩٧، نسائی: ٣١٢٥

[2] ابوداؤد: ٤٥١٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''دنیا سے! یہ دنیا میرے سامنے انسانی شکل میں آئی، میں نے کہا: دور ہو جا، اس نے کہا آج تو مجھ سے بچ رہا ہے مگر تیرے بعد والے مجھ سے کیسے بچیں گے؟''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ : ...... جب کسریٰ کے خزانے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ رو رہے ہیں یہ تو خوشی اور شکر بجا لانے کا وقت ہے...... ! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دنیا کی چمک جس قوم میں داخل ہو جاتی ہے ان کے درمیان دشمنی اور عداوت کو جنم دیتی ہیں۔''

ان کے دلائل میں سے ہے:

اگر امیری غربت سے افضل ہوتی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زہد کی ترغیب دیتے اور اس پر حرص کی مذمت کیوں فرماتے بلکہ یہ لائق تھا کہ اس کے کمانے اور زیادہ حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے۔ جیسا کہ علم وعمل کے کمانے اور زیادہ لینے پر ترغیب دلائی گئی ہے، زہد اور کم مال کی ترغیب دلانا اس کی افضلیت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، یہ ملعون ہے اور مومن کے لیے قید خانہ ہے۔

ہر گناہ کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ اپنے والدین (آدم وحوا) کی کوتاہی نہ بھولیں اور اس کے ساتھ ساتھ جنت میں ہمیشہ رہنے کی خواہش اور ابلیس کا جرم بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ حکمرانی کی محبت جس کی محبت دنیا کی محبت سے بھی بری ہے، فرعون، ہامان اور ان کے لشکر کا یہی سبب تھا۔ دنیا کی محبت کا نشہ شراب کے نشے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ جو دنیاوی محبت کے نشے میں مست ہوتے ہیں ان کو قبر تک افاقہ نہیں ہوتا۔

ان کے دلائل میں سے ہے:

دنیا کی محبت گناہوں کی بنیاد ہے اور کئی وجوہات کی بنا پر یہ دین کو تباہ کر دینے والی ہے:

① دنیا سے محبت اس کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے، حالانکہ یہ اللہ کے ہاں حقیر ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ جو اللہ کے ہاں حقیر ہے اس کی تعظیم کی جائے۔

② اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور نفرت، ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو لعنت کردہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چیز سے محبت کرتا ہے۔ گویا کہ وہ اللہ کی ناراضگی کا در پے ہے۔

③ جب دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو جائے تو بندہ یا تو اس کو مقصد بنالیتا ہے اور یہ انتہائی مذموم ہے یا آخرت کے اعمال کے ذریعہ سے دنیا کی تلاش کرتا ہے جو کہ اس سے بھی بدتر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیات دلالت کرتی ہیں:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [هود: ١٥۔ ١٦]

''جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔''

اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نمازی صدقہ کرنے والے اور اس قاری کا ذکر ہے جس سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ [1]

④ دنیا کی محبت آخرت کے عمل اور بندے کے درمیان رکاوٹ بنتی ہے۔ لوگوں کے اس میں کئی مراتب ہیں۔ کچھ کو دنیا ایمان سے غافل کر دیتی ہے، کچھ کو واجبات سے اور کچھ کو واجبات کی وقت پر ادائیگی سے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: ''جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے یہ اس کی آخرت کو نقصان پہنچاتی ہے اور جو شخص آخرت سے محبت رکھتا ہے یہ اس کی دنیا کے لیے نقصان دہ ہے، اور تم اس کو ترجیح دو جو باقی رہنے والی ہے۔

⑤ دنیا سے محبت بندے پر غربت کو مسلط کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا سب سے بڑا مقصد آخرت بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بے نیازی پیدا فرما

---

[1] ترمذی: ٢٤٢٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں، اس کے حالات کو سمیٹ دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس عاجز ہو کر آتی ہے، اور جو شخص اپنا سب سے بڑا مقصد دنیا کو بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غربت کو مسلط کر دیتا ہے، اس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا بھی صرف اتنی ہی اس کے پاس آتی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔'' [1]

⑥ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والا مخلوق میں سب سے زیادہ بے وقوف اور کم عقل ہے جو تصورات کو حقیقت پر اور مٹ جانے والے سایوں کو ہمیشہ رہنے والے سایوں پر ترجیح دیتا ہے۔

ابو العلاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو بڑی زیب و زینت کیے ہوئے تھی، لوگ اس پر جھکے ہوئے تھے اور بڑی پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ مجھے ان کے اس طرح دیکھنے اور جھکنے پر بڑا تعجب ہوا۔ میں نے اس سے کہا تو تباہ ہو جائے کون ہے تو؟ اس نے کہا کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا میں دنیا ہوں، میں نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس نے کہا اگر تو میرے شر سے پناہ چاہتا ہے تو نوٹوں سے محبت چھوڑ دے۔''

---

[1] ترمذی: ٢١٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی حقیقت

دنیا کی پہلی مثال:

انسان کی تین حالتیں ہیں:

① پیدائش سے پہلے

② موت کے بعد

جس مدت کے باقی رہنے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کے نفس کا بدن سے جدا ہونا باقی رہنا، جنت یا جہنم میں پھر روح کو جسم میں لوٹایا جائے گا اور اس کے اعمال کا بدلہ جنت یا جہنم کی صورت میں دیا جائے گا۔

③ پیدائش سے موت تک

یہ درمیانی حالت ہے دوسری دو حالتوں کے مقابلے میں اس کے زمانے کو دیکھا جائے تو یہ پلک جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہے۔ جو دنیا کو اس آنکھ سے دیکھے گا وہ اس کی طرف نہیں جھکے گا اور خوش حالی اور تنگیوں پر پریشان نہیں ہو گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی طرح ہے جو درخت کے سائے میں استراحت کے بعد چلا جاتا ہے۔'' اور ایک حدیث میں ہے ''دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر نکالے، جو انگلی کے ساتھ لگے گا۔ وہ دنیا ہے اور سمندر آخرت ہے۔

دوسری مثال:

نبی ﷺ نے دنیا اور دنیا والوں کو درخت کے سائے اور مسافر سے تشبیہ دی ہے۔ اس مثال میں آدمی اللہ کے راستے کا مسافر ہے جو گرمی کی شدت میں درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے۔ اس مثال کی خوب صورتی پر غور وفکر کیجئے کہ کس قدر واقع کے عین مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نبی ﷺ نے دنیا کی ہریالی کو درخت سے اور اس کے جلدی ختم ہونے کو سائے سے تشبیہ دی۔ بندہ اپنے رب کی طرف مسافر ہے جو گرمی میں درخت کے سائے میں گھر بنانے کی کوشش کرے گا اور نہ ہی وہاں رہے گا۔ بلکہ ضرورت کے مطابق سایہ لے گا، ورنہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جائے گا۔

تیسری مثال:

دنیا مردہ بکری کی طرح ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح بکری والوں کے ہاں بکری کی کوئی وقعت نہیں ہے اسی طرح اللہ کے ہاں دنیا کی کوئی وقعت نہیں۔''

امیروں کی افضلیت پر کتاب وسنت کے دلائل:

مال داروں نے کہا: اے غریبو! تم نے بہت سی دلیلیں بیان کیں۔ ہم تمھارے سامنے اس سے بھی زیادہ دلیلیں بیان کر سکتے ہیں لیکن ہم میانہ روی اپنائیں گے۔ ہم اپنے دلائل بیان کریں گے اور انھیں عقل اور شریعت کی کسوٹی میں تولیں گے تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے افضل کون ہے......! مگر ہمارے درمیان سے ان غریبوں کو نکالو جو سچوں اور صبر کرنے والوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں لیکن دنیا کی حرص اور لالچ سے بھرے ہوئے ہیں اور فقر وصبر سے دور ہیں مگر غربت ظاہر کرنے والے اور حرص چھپانے والے ہیں، اپنے رب سے غافل ہیں اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں یا وہ جو غریب تو ہیں مگر ان کا صبر صرف مجبوری کی وجہ سے ہے اور ان کی دنیا سے بے رغبتی غربت کی وجہ سے ہے، نہ کہ اللہ اور آخرت کے لیے۔ یا وہ زبان حال سے تو شکوہ نہیں کرتا۔ مگر وہ رب سے اپنی غربت کی وجہ سے راضی نہیں ہے، بلکہ اگر اسے دیا جائے تو راضی ہوتا ہے اور اگر نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے۔ اور ان مال داروں کو بھی نکال دو جو مال پر سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور مال آنے پر ان کے پیٹوں میں خوشی اور نقصان پر افسردگی بھر جاتی ہے، اور وہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ اگر ایثار کا کہا جائے تو لڑنے کو آتے ہیں لیکن اللہ کی نافرمانی میں بے دریغ مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لیے جنت میں مقام کے بجائے یہ دیکھنا چاہیے کہ ان میں سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھٹیا اور کمینہ شخص کون ہے......؟

جب آپ یہ جان چکے تو آپ کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ کچھ ایسے اعمال ہیں جن کی اور اعمال کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے۔ جیسے زکوٰۃ، نیکی کے کام میں مال خرچ کرنا، جہاد میں مال خرچ کرنا، غازیوں کی تیاری، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، گردن آزاد کروانا اور کھانا کھلانا وغیرہ۔

کہاں مقابلہ کرے گا غریب جو ہلاکت کے قریب ہو تو مال دار اس کی مدد کرے اور کہاں صابر مقابلہ کرے گا اس مال دار کا...... جو اللہ کے دین کی سر بلندی اور اس کے دشمنوں کو نابود کرنے کے لیے مال خرچ کرے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا صبر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شکر کا کیسے مقابلہ کرے گا...... جبکہ اس نے ان لوگوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو عذاب دیا جاتا تھا، اور اسلام کے غلبے کے لیے مال خرچ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: ''ابو بکر کے مال نے مجھے جتنا فائدہ دیا ہے اتنا فائدہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔'' اور اصحاب صفہ کا صبر عثمان رضی اللہ عنہ کے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا کیسے مقابلہ کرے گا...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

''آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اس کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔'' [1]

اگر تم قرآن مجید پر غور کرو گے تو ضرور بالضرور پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ نے غریبوں کے مقابلے میں صدقہ کرنے والوں کی کتنی زیادہ فضیلت بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' اور وضاحت فرمائی کہ خرچ کرنے والے کا ہاتھ ہی اوپر والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غربت کی حالت سے مال داری کی حالت کو بہتر قرار دیا:

﴿ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ ﴾ [الضحى : ٤]

اس سے مراد دو حالتیں ہیں اور ہر بعد والی حالت پہلی حالت سے بہتر ہے۔

---

[1] مسند احمد: ٢٠١٠٨، ترمذی: ٣٧٠١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے دلائل میں سے ہے کہ: مال داری کے ساتھ شکر کی زیادہ فضیلت اور اہمیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ [البقرة: ١٠٥]

''اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔''

مال دار شاکر فقراء صابرین کی اطاعت کی وجہ بنتے ہیں۔ یعنی ان کو صدقہ کر کے ان پر احسان کر کے اور ان کی مدد کر کے۔ ان کے لیے فقراء کے اجر میں سے وافر حصہ ہے جتنا غریب صابر کا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے: ''جس شخص نے روزے دار کو افطاری کروائی، یہ عمل اس کی بخشش کا سبب بنے گا اور اس کی گردن کو جہنم سے آزاد کرنے کا سبب بنے گا۔ اور عمل کرنے والے کے برابر اس کو اجر ملے گا۔'' غنی شاکر نے اپنے روزے کے اجر کے ساتھ ساتھ مزید اجر بھی حاصل کیا جو غریب صابر کو حاصل نہیں۔

غنی شاکر کی فضیلت میں کچھ اور تو نہیں بلکہ صدقہ ہے۔ جب اعمال فخر کریں گے اس عمل کا فخر انھی کی وجہ سے ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اعمال فخر کریں گے، صدقہ کہے گا میں تم میں سب سے افضل ہوں، صدقہ بندے کو جہنم سے بچانے والا ہے اور عرش کے نیچے اسی کی وجہ سے سایہ لینے والا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے ہر بندہ اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا، حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ [1]

صدقے کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔

جب ایک جانور کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا گیا تو اس کو کھلانے اور پلانے کا کتنا اجر ہوگا اور بے لباس کو لباس دینے کا کیا اجر ہوگا......؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ٹکڑا دے کر۔ اگر وہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر جہنم کی آگ سے بچو۔'' [2]

---

[1] مسند احمد: ١٦٨٨٢. [2] مسلم: ٣٤١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدقہ اور احسان سے دل کو جو خوشی اور تقویت ملتی ہے اور صدقہ کرنے والوں کے لیے اللہ نے جو محبت و تعظیم رکھی ہے اور ان کے لیے جو دعا اور تعریف ہے وہ غربت پر صبر سے زیادہ ہے۔

صدقہ، احسان اور دینا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں اور اس کے پیارے بندوں کی صفات میں سے ہے۔

مال داروں کے دلائل میں سے ہے: اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کی اقسام ذکر کی ہیں اور اس میں سب سے پہلے صدقہ کرنے والوں کا ذکر کیا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴾

[الحدید: ۱۸]

صدقے کے فوائد اور منافع اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور صدقہ برائی اور تکلیف سے حتیٰ کہ ظالم کے ظلم سے بھی بچاتا ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: محدثین فرماتے ہیں کہ صدقہ آدمی کو زیادتی سے بچاتا ہے اور گناہ کو مٹاتا ہے۔ مال کی حفاظت کرتا ہے اور روزی کو کھینچتا ہے، دل کے اطمینان کا باعث ہے اور شیطان کو ذلیل کرتا ہے، نفس کی طہارت کرتا ہے، بندے کو اللہ کے قریب کرتا اور عیب کو چھپاتا ہے جس طرح کنجوسی نیکیوں کو چھپا دیتی ہے۔ لوگوں کی دعائیں اور محبتیں ملتی ہیں، عذاب قبر سے بچاتا ہے، قیامت کے دن صدقہ کرنے والے کے لیے سایہ بنے گا اور اللہ کے ہاں شفاعت کرے گا، دنیا کی تکلیفیں اس سے کم ہوتی ہیں اور نیکی کی طرف لاتا ہے۔

صدقہ کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی جزا اس کی جنس سے دی جا رہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ کسی نے کسی مومن کو لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس پہنائے گا، جس نے بھوکے کو کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھلوں میں سے کھلائے گا، جس نے کسی پیاسے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب پلائے گا اور جس نے کسی غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ ہر جوڑ کے بدلے اس کے ہر جوڑ کو جہنم سے بچائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم صبر کی فضیلت کے منکر نہیں ہیں مگر یہ فضائل کہاں جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک شان بنائی ہے۔

صحیحین کی حدیث ہے: ''رشک کرنا کسی پر جائز نہیں ہے سوائے دو لوگوں کے۔ ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ دن اور رات کے حصے میں قرآن کی تلاوت کرتا ہو اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے دن رات خرچ کرتا ہے۔'' یہاں نبی ﷺ نے مال دار کے خرچ کرنے کو قرآن کے ساتھ اور قیام کرنے والے کے ساتھ بیان کیا ہے، جو اس کی رفعت و عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

ابو کبشہ انماری کی روایت میں ہے: ''مال دار جب اپنے علم کے مطابق اپنے مال میں سے خرچ کرتا ہے، رب سے ڈرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کا حق نکالتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔'' [1]

آپ ﷺ نے فقراء کو فرمایا تم یہ تسبیح کرو تو تمھارے عمل کے برابر کسی کا عمل نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے جو یہ عمل کرے۔''

امیروں نے بھی یہ عمل کرنا شروع کر دیا تو غرباء آپ ﷺ کے پاس آئے اور شکوہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مال کو خیر کہا ہے:

﴿ إِن تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ ﴾ [البقرة : ١٨٠]

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانے میں مال مومن کا ہتھیار ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مال کو بدن کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ بدن کی حفاظت سے دل کی حفاظت ہوتی ہے جو اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ اللہ پر ایمان لانا، اس کے رسولوں کی تصدیق کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنے کا محل دل ہے۔ مال کی مذمت اس اعتبار سے کی

[1] المعجم الاوسط: ٣١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے جب ناحق اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیا جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے صفوان نے یزید سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ''پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو مال جمع کرتا تھا، کئی سال نعمتوں میں رہا، مسکین شخص کے بھیس میں ملک الموت آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ نوکر باہر آئے، ملک الموت نے کہا کہ اپنے مالک کو باہر بھیجو۔ انھوں نے کہا تجھ جیسے شخص سے ہمارا مالک نہیں ملے گا...... کچھ دیر بعد اس نے پھر کھٹکھٹایا، اس نے پھر یہی جواب دیا اور اندر چلا گیا۔ پھر اس نے تیسری دفعہ دروازہ کھٹکایا، وہ باہر آیا تو ملک الموت نے کہا: ''جا اندر جا کر اپنے مالک سے کہہ...... ملک الموت آیا ہے۔'' جب مالک نے یہ سنا تو خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اس سے اخلاص سے بات کرنا۔ انھوں نے ملک الموت سے پوچھا کیا ہمارے سردار کے علاوہ کسی اور کو نہیں لے جا سکتے؟ اس نے کہا نہیں، اور کہا جو وصیت کرنی ہے کر لے۔ گھر والے رونے لگے۔ اس نے کہا تمام مال کے صندوقوں کے ڈھکن کھول دو۔ مال کی طرف منہ کر کے اسے گالی دینے اور برا بھلا کہنے لگا، کہا: اے مال میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں، تو نے مجھے اللہ سے روکے رکھا اور مجھے آخرت کے لیے کوئی عمل نہیں کرنے دیا، حتیٰ کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا۔ مال بولنے لگا کہ مجھے گالی نہ دے...... تو لوگوں کے سامنے کم تر تھا میں نے تجھے مقام دیا، تو اپنے گھر میں بادشاہوں اور سرداروں کو بلاتا تھا لیکن جب نیک لوگ آتے تھے تو انھیں اندر داخل نہیں ہونے دیتا تھا۔ تو بادشاہوں کی بیٹیوں کو شادی کے پیغام بھیجتا تھا لیکن نیک لوگوں کی بیٹیوں کے رشتے تیرے پاس آتے تھے تو قبول نہیں کرتا تھا، تو نے مجھے برے کاموں میں خرچ کیا پھر بھی میں نے انکار نہیں کیا۔ اگر تو مجھے نیک کاموں میں خرچ کرتا تو بھی میں تیری نافرمانی نہ کرتا۔ تو مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے...... حالانکہ ہم دونوں مٹی سے بنے ہیں...... نیک آدمی نیکی کی طرف اور برا آدمی برائی کی طرف جاتا ہے...... اسی طرح مال کہتا ہے مجھ سے بچ کر رہو۔''

مالی عبادات اور اطاعت کا حصول مال کے فوائد میں سے ہے۔ اسی کے ذریعے سے حج کا بازار گرم ہوتا ہے، اسی سے زکوٰۃ واجب اور نفلی صدقات و خیرات کا وجود ہے۔ اسی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے غلاموں کو آزادی، وقف، مساجد وغیرہ کی تعمیر ہوتی ہے، اسی کے ذریعے سے انسان نکاح کرتا ہے جو نفل عبادت سے بہتر ہے، اسی سے سخاوت کا وجود ہے، اور کبھی جہاد میں مال خرچ کرنا زیادہ افضل ہوتا ہے۔ جیسے عثمان رضی اللہ عنہ مال خرچ کر کے علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت لے گئے، اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کا جہاد میں بڑا حصہ تھا اور اسلام میں سبقت لے جانے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع فرمایا اور بتلایا کہ وارثوں کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو غریب چھوڑا جائے۔ [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر سے اللہ کی پناہ مانگی اور اس کو کفر کے ساتھ ذکر کیا، فرمایا: ''اے اللہ میں فقر اور کفر سے تیری پناہ میں آتا ہوں'' خیر کی دو قسمیں ہیں:

① دنیا کی خیر ② آخرت کی خیر

کفر آخرت کا شر ہے۔ فقر دنیا میں عذاب کا سبب ہے اور کفر آخرت میں عذاب کا سبب ہے۔ زکوٰۃ دینا امیروں کے ذمے لگایا اور غریبوں کے لیے لینا، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان فرق کیا، دینے والے ہاتھ کو بہتر قرار دیا اور زکوٰۃ کو مال کی میل قرار دیا، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے حرام قرار دیا۔

ہم اس چیز کے منکر نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر دینے کے بعد مال دار کر دیا۔ آپ اپنی بیویوں کا ایک سال کا خرچہ نکالتے اور ان لوگوں پر بھی خرچ کرتے جو مال دار تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو فدک اور نضیر وغیرہ کا مال تھا جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے خاص کیا تھا، یہ افضل ترین مال تھا جو اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ذریعے سے عطا فرمایا۔ بے شک یہ مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں اس طرح تھا جس طرح کہ کسی شخص کے تصرف میں مال ہو مگر وہ اپنے مالک کی مرضی کے خلاف خرچ نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ صبر اور شکر کرنے والے تھے۔ اس سے بڑا اغنا کس کا ہوسکتا ہے...... جس پر دنیا بھر کے خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں، پہاڑوں کو سونے کا

[1] بخاری: ۱۲۹۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنانے اور بادشاہ نبی بنانے کی پیش کش کی گئی، لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا، اور اگر تمام جزیرہ عرب کا مال آپ ﷺ کی طرف کھنچا چلا آتا تو آپ ﷺ سارا مال خرچ کر دیتے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھتے بلکہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے عیال کی ذمہ داری اٹھائی اور فرمایا:

''کوئی مسلمان جب فوت ہو جائے تو اس کا مال وارثوں کے لیے، اور اگر قرض چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمے ہے۔''[1]

جب غنی شاکر آپ ﷺ کی حالت سے غنی کی فضیلت پر استدلال کرے تو یہ اس کے لیے درست نہیں ہے جیسا کہ غریب صابر کے لیے آپ ﷺ کی حالت سے استدلال اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک وہ آپ ﷺ جیسا صبر نہ کرے۔

تم جس زہد کا ذکر کر رہے ہو وہ غنی کے منافی نہیں ہے بلکہ مال دار کا زہد فقیر کے زہد سے افضل ہے۔ جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مال دار تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ زہد والے تھے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے دنیا میں زہد حلال کو حرام کرنے یا اسے ضائع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے، تجھے اس پر اس مال سے زیادہ یقین نہ ہو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، تجھے آنے والی مصیبت پر ثواب کی اس سے زیادہ امید ہو کہ اگر وہ باقی رہتی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جس کے پاس ایک ہزار دینار ہوں وہ زاہد کیسے ہو سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''جی ہاں! اس شرط پر کہ اس کے زیادہ ہونے پر اسے فخر نہ ہو اور کم ہونے پر اسے افسوس نہ ہو۔''

سلف میں سے بعض کا قول ہے: ''زاہد وہ ہے جس کے شکر پر حلال اور صبر پر حرام غالب نہ آئے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''زہد بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دینا اور

[1] مسلم: ۵۵۱۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ورع نقصان دہ چیزوں کو چھوڑنا۔''

زہد: ''دل سے دنیا کو خالی کرنا نہ کہ ہاتھوں سے، اس کا متضاد حرص و لالچ ہے۔''

زاہد بدن اور دل کے لحاظ سے سب سے زیادہ سیراب ہوتا ہے۔ اگر اس کا زہد اور دنیا سے فراغت اللہ کے لیے اور آخرت کے لیے اس حیثیت سے ہے کہ وہ دل کو اللہ کے لیے خالی کرتا ہے اور اپنی حرص کو اللہ کے تقرب کے حصول کے لیے لگاتا ہے تو اس کی زندگی سب سے بہتر، پاکیزہ اور خوشیوں سے بھری ہوتی ہے، دنیا کا شوق دل کو منتشر کر دیتا، اس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے اور سوچ، غم، فکر اور پریشانی سے دل کو بھر دیتا ہے یہ دنیا کا عذاب ہے جو آخرت کے عذاب کا راستہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں زہد دل کو سکون اور بدن کو آرام پہنچاتا ہے جبکہ دنیا کا شوق غم اور پریشانی کو بڑھاتا ہے۔''[1]

بلاشبہ غم اور پریشانیاں دو وجوہات کی بنا پر آتی ہیں:

① دنیا کا شوق اور لالچ

② نیکی اور اطاعت میں کوتاہی

دنیا کی محبت جس طرح ظاہری نافرمانی کی بنیاد ہے اسی طرح دل کی نافرمانی کا باعث بھی ہے۔ مثلاً ناراضگی کا اظہار حسد کا باعث ہے اور تکبر مال کی حوس کا۔

❀❀❀❀

---

[1] ابن ابی الدنیا فی کتاب دم الدنیا: ۱۳۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر اور شکر، اللہ کی صفات میں سے ہیں

اللہ سے بڑھ کر صبر کرنے والا کون ہیں......؟ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انھیں عافیت اور رزق دیتا ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کی صفات میں صفت ''صبور'' بھی ہے، جس میں صابر اور صبار سے زیادہ مبالغہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا صبر مخلوق کے صبر سے مختلف ہے اور کئی وجوہات کی بنا پر اس سے موافقت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس قدرت تامہ ہے اس کو کسی کا خوف نہیں اور نہ ہی اسے صبر پر تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حلیم بھی ہے جو صبر سے زیادہ مبالغے والی صفت ہے اور اس کا ذکر قرآن میں ذکر بھی آیا ہے:

﴿ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ ﴾ [الاحزاب: ٥١]

''اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، بڑے حلم والا ہے۔''

﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴾ [النسآء: ١٢]

''اور اللہ سب کچھ جاننے والا، نہایت بردبار ہے۔''

صبر اور حلم کے درمیان فرق:

صبر حلم و بردباری کا نتیجہ ہے۔ بندے کے حلم کے مطابق ہی اسی کا صبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت حلم صبر سے زیادہ کشادہ ہے، اسی وجہ سے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی صفت حلم کا بیان کئی جگہ آیا ہے۔

اللہ کے صبر کا تعلق بندے کے کفر وشرک اور اسے برا بھلا کہنے اور نافرمانیوں کے ساتھ

---

[1] بخاری: ٧٣٧٨، مسلم: ٢٨٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو جلدی مواخذے کا تقاضا کرتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ صبر، رحمت، شفقت اور بردباری کا مظاہرہ فرماتے ہیں لیکن جہاں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی وہاں اللہ کی ناراضگی اور پکڑ آ لیتی ہے۔ یہ اللہ کی ذاتی صفات ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ سمندر ہر روز اجازت مانگتا ہے بنی آدم کے غرق کرنے کی۔ اور یہ اس کی طبیعت کے موافق بھی ہے کہ ساری زمین کا پانی خشکی پر غالب آ جائے۔[1]

اسی طرح پہاڑوں کا گر پڑنا اور آسمانوں کا پھٹ جانا، یہ سب اللہ کے صبر اور حلم کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔

کفار اور مشرک:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں جب اپنے دشمنوں اور کفر و شرک کا ذکر کیا تو اس کے بعد ابراہیم خلیل اللہ کا ذکر کیا اور جو ان کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھائی، اس کا تذکرہ کیا، اور اپنی قوم سے توحید پر انھوں نے جو جھگڑا کیا اس کا ذکر کیا، انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی اولاد کا تذکرہ کیا اور ان کو کتاب، بادشاہت اور نبوت کے عطا کرنے کا ذکر کر کے فرمایا:

﴿ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴾ [الانعام: ۸۹]

”پھر اگر یہ لوگ ان باتوں کا انکار کریں تو ہم نے ان کے لیے ایسے لوگ مقرر کیے ہیں جو کسی صورت ان کا انکار کرنے والے نہیں۔“

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ صبر کی صفت کا قرآن میں ذکر نہیں ہے تو اسے کہا جائے گا کہ صبر کی بنیاد حلم ہے، لہٰذا صبر کی صفت بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ”شکور“ کا قرآن و حدیث دونوں میں تذکرہ موجود ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾ [التغابن: ۱۷]

”اور اللہ بڑا قدردان، بے حد بردبار ہے۔“

[1] مسند احمد: ۳۰۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ [النساء: ۱۴۷]

’’اور اللہ ہمیشہ سے قدر کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘

﴿ وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴾ [الدّھر: ۲۲]

’’اور تمھاری کوشش ہمیشہ قدر کی ہوئی ہے۔‘‘

اللہ کا شکر بندوں کی کوشش اور محنت پر ان کو جزا دینا ہے اور بندے کا شکر یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے۔

جس طرح صبر کی انوکھی شان ہے اسی طرح شکر کی بھی ایک انوکھی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شاکر سے زیادہ شکر کی صفت متصف ہے۔ بندے کے شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ اسے نوازتا ہے اور شکر کی توفیق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل کی بھی قدر کرتا ہے اور نیکی پر اللہ کی قدر یہ ہے کہ وہ اس کو دس گنا سے کہیں زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ بندے کا شکر اللہ تعالیٰ بندے کا اپنے مقرب فرشتوں میں ذکر کر کے بھی دیتا ہے اور بندوں میں بھی اس کی عزت اور قدرت و منزلت بڑھا دیتا ہے۔ جب وہ کسی کام کو چھوڑتا ہے تو اس سے افضل اسے عطا کرتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کو جب گھوڑوں نے اللہ کے ذکر سے روکا تو انھیں کاٹ ڈالا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا شکر (قدردانی) ہوا کو ان کے لیے مسخر کر کے ادا کیا، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار اور رشتے دار چھوڑ کر ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا پر حکمرانی عطا کر کے ان کا شکر ادا کیا تو احد کے شہداء نے اللہ کے لیے اپنی جانیں قربان کیں تو اللہ نے ان کی روحوں کو جنت میں ڈال کر ان کا شکر ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے شکر میں سے ہے کہ وہ نیکی اور اچھائی کے کاموں پر اپنے دشمنوں کو دنیا میں بدلہ دے اور قیامت کے دن ان سے عذاب میں تخفیف پیدا کرے۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ معمولی نیکیوں کے بدلے بھی اپنی رحمت سے مغفرت کر دیتا ہے، جیسا کہ کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کو معاف فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے احسان پر شکر کرنے والے کو بدلہ دیتا ہے اور بندہ جو ذاتی احسان نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کرتا بلکہ اللہ کی توفیق سے نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی بڑھا چڑھا کر بندے کو دیتا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر شکور ہونے کی صفت کا مستحق کون ہے؟

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور وفکر کیجیے، فرمایا:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ﴾ [النساء: ١٤٧]

''اللہ تمھیں عذاب دینے سے کیا کرے گا، اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔''

یعنی اللہ کا شکر عذاب کے منافی ہے۔ وہ شاکر محسن کے اجر کو ضائع نہیں کرتا اور خطا کار کے علاوہ کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ طاقت سے زیادہ مکلّف بناتا ہے اور پھر اس پر عذاب بھی دے گا۔ یہ جھوٹا گمان ہے۔

اللہ کے شکر میں سے ہے کہ جس کے دل میں معمولی سے معمولی ایمان ہوگا اسے بھی جہنم سے نکال لے گا، اور یہ بھی ہے کہ جو اس کے لیے نیکی کرتا ہے اس کا فرشتوں میں اور مومن بندوں میں تذکرہ فرماتے ہیں۔ جیسا کہ آل فرعون کے مومن کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑوں جتنے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتے ہیں اور معمولی سے عمل پر بھی راضی ہو جاتے ہیں۔

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر کے منافی اور اس کے لیے نقصان دہ چیزیں

صبر، غیر اللہ سے زبان کو شکوے سے روک لینا اور دل کو ناراضگی سے اور ہاتھوں کو چہرے کے پیٹنے اور کپڑے چاک کرنے وغیرہ سے روک لینے کا نام ہے، اور جو اس کے مخالف ہے وہ ہے مخلوق سے شکوہ کرنا۔ بندہ جب کسی بندے کا شکوہ اللہ سے کرتا ہے تو وہ رحم کرنے والے سے اس کا شکوہ کرتا ہے۔ اللہ سے شکوہ کرنا صبر کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے اللہ سے کہا:

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ﴾ [یوسف : ۱۸]

''صبر اچھا ہے۔''

البتہ مخلوق کے حال کی خبر دینا اگر مدد مانگنے کے لیے اور راہنمائی کے لیے یا ضرورت کو ختم کرنے کا وسیلہ بنانے کے لیے ہو تو یہ صبر کے منافی نہیں ہے۔ جیسے مریض کا ڈاکٹر کو اپنے جسم کی کیفیت کا بیان کرنا، مظلوم کا ظلم کی کیفیت کا بتانا اور مریض سے اس کے مرض کی خبر لینا، جب اسے پتہ ہو کہ مریض خوش ہوگا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس جاتے تو اس سے حال احوال پوچھتے۔

شکوہ دو طرح کا ہوتا ہے:

① زبان سے شکوہ کرنا ② بزبان حال شکوہ کرنا

شاید کہ یہ دوسرا زیادہ بڑا ہے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جس پر نعمت فرمائے تو وہ پسند فرماتا ہے کہ اس کا نشان اس پر نظر آئے۔''

صبر کے منافی چیزیں:

مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنا، رخسار پیٹنا، ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سر منڈوانا۔ اپنے لیے یا کسی کے لیے بددعائیں کرنا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''بلند آواز سے رونے والیوں، سر منڈانے والیوں اور کپڑے پھاڑنے والیوں سے میں بری ہوں۔'' [1]

[1] مسلم : ١٠٤.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن یزید کو لایا گیا اور وہ نماز کی حالت میں تھے اور ان کا بیٹا موت کی کشمکش میں تھا، کسی نے کہا تیرا بیٹا مر رہا ہے اور تو نماز پڑھ رہا ہے کہ جب آدمی عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اس سے اس کے عمل میں کوتاہی پیدا ہو جاتی ہے۔

مصیبت کا اظہار کرنا صبر میں خرابی پیدا کرتا ہے اور چھپانا صبر کا سرا ہے۔

احنف نے اپنے چچا سے داڑھ کے درد کی دو بار شکایت کی تو اس نے کہا: ''تو مجھے بار بار نہ بتا، میری آنکھوں کی بینائی چالیس سال سے چلی گئی ہے اور میں نے کسی کو نہیں بتایا۔''

مصیبت کے وقت بے صبری اور نعمت کے وقت دوسروں سے روکنا صبر کے منافی ہے۔

﴿ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَّ إِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ ﴾ [المعارج : ١٩۔ ٢١]

''بلاشبہ انسان تھڑدلا بنایا گیا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جانے والا ہے۔ اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بہت روکنے والا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر و استقامت کے پہاڑ

(صبر پر استقامت کے متعلق اسلاف کے سبق آموز واقعات)

﴿ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ [التوبة : ۱۱۸]

''اوران تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اوران پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں اورانھوں نے یقین کرلیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا صبر عظیم:

جنگ تبوک کا موقع تھا تین صحابہ کرام کعب بن مالک انصاری، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع یہ بلا عذر شرعی، یہ بزرگوار گھر میں رہ گئے اور جنگ تبوک میں نہ جاسکے ان کا امتحان بھی سخت ہوا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس جنگ تبوک کے سفر سے میرا گھر پر رہ جانا محض ایک آزمائش تھا نہ میرا اس طرح کرنے کا ارادہ تھا اور نہ ہی مجھے کوئی مجبوری تھی چونکہ سفر کا تمام سامان تیار تھا۔ عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں میری حالت ایسی اچھی تھی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس سفر کے لیے دو مضبوط اونٹ بھی میں نے خرید لیے تھے حالانکہ اس سے پیشتر میرے پاس دو اونٹ کبھی نہ ہوئے تھے لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے مجھے ذرا بھی تردد نہ تھا میں نے سوچ رکھا تھا کہ جس روز کوچ ہوگا میں چل پڑوں گا۔ لشکر اسلام جس دن روانہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوا مجھے کچھ تھوڑا سا کام تھا میں نے کہا خیر میں کل جا ملوں گا دو تین روز اس سستی اور تذبذب میں گزر گئے اب لشکر اتنا دور نکل گیا کہ اس سے ملنا مشکل ہوگیا، مجھے صدمہ تھا کہ کیا ہوگیا۔ میں ایک روز گھر سے نکلا مجھے ان منافقین کے سوا جو جھوٹ موٹ کرنے کے عادی تھے یا جو معذور تھے اس میں کوئی نہ ملا۔ یہ دیکھ کر میرے تن بدن کو رنج اور غم کی آگ لگ گئی یہ ایام میرے اسی طرح گزر گئے کہ نبی ﷺ واپس تشریف لائے۔ اب میں حیران تھا کہ کیا کروں اور کیا کہوں اور کیونکر اللہ کے رسول کے عتاب سے بچوں۔ لوگوں نے بعض حیلے بہانے بتائے۔ مگر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ نجات سچ ہی سے مل سکتی ہے بالآخر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا۔ تبسم بھی خشم آمیز تھا۔ میرے تو ہوش اس وقت جاتے رہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا کعب تم کیوں رہ گئے، کیا تمہارے پاس کوئی سامان مہیا نہ تھا؟ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے پاس تو بہت کچھ تھا میرے نفس نے مجھے غافل بنایا۔ کاہلی نے مجھ پر غلبہ کیا شیطان نے مجھ پر حملہ کیا اور مجھے حرمان و خذلان کے گرداب میں پھینک دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنے گھر ٹھہرو اور حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ بعض لوگوں نے کہا دیکھو اگر تم بھی کوئی حیلہ بنالیتے تو ایسا نہ ہوتا میں نے کہا وحی سے میرا جھوٹ کھل جاتا۔ اور پھر کہیں کا بھی نہ رہتا۔ معاملہ کسی دنیا دار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ ہے میں نے دریافت کیا کہ جو حکم میرے لیے ہوا ہے کسی اور کے لیے بھی ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہلال بن امیہ کے ساتھ ہوا اور مرارہ بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ سن کر مجھے تسلی ہوئی کہ دو مرد صالح اور بھی مجھ جیسی حالت میں ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے اور نہ ہمارے پاس آکر بیٹھے اب زندگی اور دنیا ہمارے لیے وبال معلوم ہونے لگی۔ ان دنوں ہلال رضی اللہ عنہ اور مرارہ رضی اللہ عنہ تو کبھی گھر سے باہر نہ نکلے کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے لیکن میں جوان اور دلیر تھا گھر سے نکلتا مسجد نبوی میں جاتا۔ نماز پڑھ کر مسجد مبارک کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا۔

نبی کریم ﷺ محبت بھری نگاہ اور گوشہ چشم سے مجھے دیکھا کرتے۔ میری شکستگی ملاحظہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے اور جب میں نبی کریم ﷺ کی طرف آنکھ اٹھاتا تو آپ ﷺ اعراض فرماتے۔ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ نہ کوئی مجھ سے بات کرتا نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ایک روز میں نہایت رنج والم میں سے مدینہ سے باہر نکلا ابوقتادہ جو میرا چچیرا بھائی تھا اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی۔ سامنے اس کا باغ تھا وہ باغ میں عمارت بنوا رہا تھا میں اس کے پاس چلا گیا اسے سلام کیا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا میں نے کہا ابوقتادہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور نفاق اور شرک کا میرے دل پر اثر نہیں۔ جب میں نے تین بار اسی بات کو دہرایا تو اس نے صرف اسی قدر جواب دیا کہ اللہ اور رسول کو ہی خوب معلوم ہے۔ مجھے بہت رقت ہوئی میں خوب رویا اور میں شہر کو لوٹ آیا تو مجھے ایک عیسائی ملا یہ مدینہ میں مجھے تلاش کر رہا تھا۔اس کے پاس بادشاہ غسان کا ایک خط میرے نام تھا، خط میں لکھا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔تم کو اپنے سامنے سے نکال دیا ہے اور باقی سب لوگ بھی تم پر جور و جفا کر رہے ہیں۔ ہم کو تمہارے درجہ و منزلت کا بخوبی حال معلوم ہے کہ تم ایسے نہیں ہو کہ کوئی تم سے ذرا بھی بے التفاتی کرے یا تمہاری عزت کے خلاف تم سے کوئی سلوک کرے۔اب تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ اور آ کر دیکھ لو کہ میں تمہارے اعزاز و اکرام میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔

خط پڑھتے ہی میں نے کہا کہ ایک اور مجھ پر مصیبت آن پڑی۔ اس سے بڑھ کر اور مصیبت کیا ہو سکتی ہے کہ آج ایک عیسائی مجھ پر اور میرے دین پر قابو پانے کی آرزو کر رہا ہے اور مجھے کفر کی دعوت دیتا ہے، اس خیال سے میرا رنج و اندوہ چند در چند بڑھ گیا ہے۔ خط کو قاصد کے سامنے ہی میں نے آگ میں ڈال دیا اور کہہ دیا جاؤ کہہ دینا کہ آپ کی عنایات و التفات سے مجھے اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجے بہتر ہے میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ میں نے پوچھا کیا طلاق کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: نہیں صرف علیحدہ رہنے کا فرمایا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہلال اور مرارہ کے پاس بھی یہی حکم پہنچا ہے ہلال کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ ہلال کمزور اور ضعیف ہے اور میں اس کی خدمت کردیا کروں کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ اگر اذن ہو تو میں اس کی خدمت کرتی رہوں فرمایا ہاں لیکن اس کے بستر سے دور رہو۔ عورت نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہلال کا تو رنج والم سے بہت برا حال ہے کہ اسے تو اور کوئی بھی خیال نہیں رہا اور مجھے لوگوں نے کہا کہ تم بھی اتنی اجازت لے لو کہ تمہاری بیوی تمہارے کام کاج کردیا کرے میں نے کہا کہ میں تو اتنی جرأت نہیں کرسکتا۔ کیا خبر حضور ﷺ اجازت دیں یا نہ دیں اور میں تو نوجوان ہوں اپنا کام خود کرسکتا ہوں۔ مجھے خدمت کی ضرورت نہیں۔ الغرض! اسی طرح مصیبت کے پچاس دن گزر گئے ایک رات میں اپنی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور اپنی مصیبت پر سخت نالاں تھا کہ کوہ سلع پر چڑھ کر جو میرے گھر کے قریب تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ کعب کو مبارک ہو اس کی توبہ قبول ہوگئی۔ یہ آواز سنتے ہی دوست احباب دوڑ پڑے اور مجھے مبارک باد دینے لگے کہ مخلص کی توبہ قبول ہوئی میں نے یہ سنتے ہی پیشانی کو خاک پر رکھ دیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور پھر دوڑا دوڑا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نبی اکرم ﷺ مہاجرین اور انصار میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر مہاجرین نے مبارک باد دی اور انصار خاموش رہے میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اس وقت حضور کے چہرہ مبارک خوشی ومسرت سے ماہ چہاردہ کی طرح تاباں و درخشاں ہورہا تھا اور عادت مبارک یہ تھی کہ خوشی میں چہرہ اور بھی روشن ہوجاتا تھا اور فرمایا کعب مبارک ہو اس بہترین دن کے لیے جب سے تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ کوئی دن ایسا مبارک تجھ پر نہیں گزرا۔ آؤ تمہاری توبہ کو رب العالمین نے قبول فرمالیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس قبولیت کے شکرانے میں اپنا کل مال راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا نصف فرمایا نہیں میں نے عرض کیا ثلث فرمایا ہاں ثلث خوب ہے اور ثلث بھی بہت ہے۔

مذکورہ تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کچھ سستی کی وجہ سے جنگ میں نہ جانے پر زبردست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آزمائش ہوئی مسلمانوں کا بائیکاٹ کرنا بیویوں کا ان سے الگ رہنا اور اسی دوران میں کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو بادشاہ عیسائی غسان کا خط کے ذریعے دعوت دینا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا اس کو جلا دینا اور یہ الفاظ کہہ دینا کہ جاؤ بادشاہ کو کہہ دو تیری عنایات کے بدلہ میں یعنی مقابلہ میں میرے آقا کی ناراضگی بے التفائی بدرجہا بہتر ہے یہ ان صحابہ کی استقامت و صبر تھا جس وجہ سے یہ ڈگمگائے نہیں اور ثابت قدم رہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ رب العزت کا انتہائی پیار ہے جیسے آیت مذکورہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ (التوبة : ١١٨)

''اللہ رب العزت نے ان تین صحابہ کی توبہ قبول فرمالی ہے جو پیچھے چھوڑے گئے۔''

بلکہ اس پوری آیت کریمہ سے پہلی آیت میں اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ [التوبة : ١١٧]

''بلاشبہ یقیناً اللہ نے نبی پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار پر بھی، جو تنگ دستی کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے، اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جائیں، پھر وہ ان پر دوبارہ مہربان ہوگیا۔ یقیناً وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں طبقوں کے صحابہ کرام جو مہاجرین و انصار کے نام سے ذکر کیے جاتے ہیں اللہ ان سے بہت خوش ہیں چونکہ ان کا ظاہر اور باطن ہر طرح مصفی وعمدہ ہے لہٰذا ان سب بزرگوں کی استقامت و صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا صبر:

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۶ ﴾ [النحل : ۱۰۶]

’’جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

اس آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کی ایک بات بھی کفر کی نہ مانی حالانکہ وہ انہیں بدترین تکلیفیں دیتے رہے یہاں تک کہ سخت گرمیوں میں پوری تیز دھوپ میں آپ کو لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری وزنی پتھر رکھ دیا کرتے تھے کہ اب بھی شرک کرو تو نجات پاؤ لیکن آپ نے پھر بھی ان کی نہ مانی صاف انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید احد احد کے لفظ سے بیان فرماتے رہے بلکہ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! اگر اس سے بھی زیادہ تمہیں چبھنے والا کوئی لفظ میرے علم میں ہوتا تو میں وہی کہتا اللہ ان سے راضی ہو اور انہیں بھی ہمیشہ راضی رکھے۔ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا استقامت وصبر ہے۔ اس طرح حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جب ان سے مسیلمہ کذاب نے کہا کہ کیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا تو آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کیا میرے رسول ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کیا میرے رسول ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے تو آپ نے فرمایا میں نہیں سنتا اس پر اس جھوٹے مدعی نبوت نے ان کے جسم کے ایک عضو کو کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر یہی سوال و جواب ہوا دوسرا عضو جسم کٹ گیا یوں ہی ہوتا رہا لیکن آپ آخری دم تک اسی پر قائم رہے اللہ آپ سے خوش رہے اور اس کو بھی خوش رکھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پیتل کی گائے میں ڈال کر جلانے پر بھی صبر کی عظیم مثال:

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ عبداللہ بن خزافہ سہمی صحابی کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ کو رومی کفار نے قید کرلیا اور آپ کو بادشاہ کے پاس پہنچا دیا اس نے آپ سے کہا تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کرلیتا ہوں اور اپنی شہزادی بیٹی تمہارے نکاح میں دے دیتا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمدی سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کردوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم کو چھیدنا شروع کیا۔ بار بار کہا جاتا تھا کہ اب بھی نصرانیت قبول کرلو اور آپ پورے استقلال اور جدوجہد سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو۔ پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ یا پیتل کی جو گائے بنی ہوئی ہے اسے خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے۔ چنانچہ وہ پیش کی گئی بادشاہ نے ایک اور قیدی مسلمان کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو۔ اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہوئے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا وہ مسکین اس وقت چرمر ہوکر رہ گئے۔ گوشت پوست جل گیا، ہڈیاں چمکنے لگیں۔ پھر بعد میں بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال دیا جائے گا۔ آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا کہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہی چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو۔ جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لیے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جائیں۔ انہیں اپنے پاس بلالیا اس لیے کہ اسے امید بندھ گئی تھی شاید اس عذاب کو دیکھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَب اس کے خیالات پلٹ گئے ہیں میری مان لے گا اور میرا مذہب قبول کر کے میری دامادی میں سلطنت کا ساجھی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے سود نکلا۔ حضرت عبداللہ بن خزافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج ایک ہی جان جسے اللہ کی راہ میں اس عذاب کے ساتھ قربان کر رہا ہوں کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی کہ آج میں سب جانیں اللہ کی راہ میں اسی طرح ایک ایک کر کے فدا کرتا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا گیا۔ کھانا پینا بند کر دیا کئی دنوں کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی۔ بادشاہ نے آپ کو بلوا بھیجا اور اس نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لیے حلال تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقع دینا چاہتا ہی نہیں ہوں۔ اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھی مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں آپ نے اس بات کو قبول فرما لیا اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن خزافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ حضرت عبداللہ بن حزافہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لے یعنی ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر آپ نے پہلے ان کے سر کو بوسہ دیا۔

(ابن کثیر جلد ۳)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا صبر:

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی قوم میں تبلیغ دین کے لیے جاؤں اور انہیں دعوت اسلام دوں؟ آپ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں قتل کر دیں۔ جواب عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا تو احتمال ہی نہیں کیونکہ انہیں مجھ سے اس قدر الفت و عقیدت ہے اگر میں سویا ہوا ہوں تو وہ مجھے جگائیں گے بھی نہیں۔ آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اچھا پھر جایئے یہ چلے گئے جب لات وعزیٰ کے بتوں کے قریب سے ان کا گزر ہوا تو کہنے لگے اب تمہاری شامت آ گئی۔ اس بات پر پورا قبیلہ بگڑ بیٹھا، انہوں نے کہنا شروع کیا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم ان بتوں کو ترک کرو، یہ لات وعزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں اسلام قبول کرو تو سلامتی حاصل ہوگی، اے میرے بھائی بندو! یقین مانو کہ یہ بت کوئی حقیقت نہیں رکھتے ساری بھلائی اسلام میں ہے وغیرہ ابھی تو تین ہی مرتبہ صرف اس کلمہ کو دہرایا تھا ایک بدنصیب جلے ہوئے تن والے نے دور سے یہ ایک تیر چلایا جو رگ اکحل پر لگا اور آپ اسی وقت شہید ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: یہ ایسا ہی تھا جسے سورۂ یٰسٓ والا جس نے کہا تھا کاش! میری قوم میری مغفرت اورعزت کو جان لیتی۔

بدن کا عضو عضو کٹنے پر بھی حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے کلمہ حق نہ چھوڑا:

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ کے پاس جب حبیب بن زید بن عاصم کا ذکر کیا گیا جو قبیلہ بنواذن بن نجار سے تھے جن کو جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب ملعون نے شہید کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ حبیب رضی اللہ عنہ بھی اسی حبیب کی طرح تھے جن کا ذکر سورۂ یٰسٓ میں ہے۔ ان سے اس کذاب نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔'' اس نے کہا میری نسبت بھی تو گواہی دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں؟ تو حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں سنتا'' اس نے کہا تو محمد ﷺ کی نسبت کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ان کی سچی رسالت کو مانتا ہوں۔ اس نے پھر پوچھا ''میری رسالت کی نسبت کیا کہتا ہے جواب دیا کہ میں نہیں سنتا۔ اس ملعون نے کہا: ''ان کی نسبت تو سن لیتا ہے اور میری نسبت بہرا بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ایک مرتبہ پوچھتا ہے اور ان کے جواب پر ایک عضو بدن کٹوا دیتا ہے۔ پھر پوچھتا ہے اور یہی جواب پاتا ہے اور ایک عضو بدن کٹواتا ہے۔ اسی طرح جسم کا ایک ایک جوڑ کٹوا دیا اور وہ اپنے سچے اسلام پر آخری دم تک قائم رہے۔ اور جو جواب پہلے تھا وہی آخری دم تک رہا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کا بھوک پیاس میں صبر:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ ﴾ [الانفال: ۲۷۔۲۸]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ خیانت کرو تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اور مت خیانت کرو اپنی امانتوں کی اور تم جانتے ہو۔ اور تم جانو یہ کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے۔''

یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے جب انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے یہودیوں کی طرف بھیجا تھا کہ حکم رسول کی شرط مانتے ہوئے قلعہ خالی کر دیں۔ یہودیوں نے ابولبابہ سے ہی مشورہ مانگا۔ انہوں نے ان کے حسب مرضی مشورہ دیا۔ اس کے بعد ہی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا اور وہ تاڑ گئے یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیانت ہوئی۔ چنانچہ قسم کھا بیٹھے کہ جب تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ فرمالے گا مر جاؤں گا لیکن کھانا نہ کھاؤں گا۔ اب مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں آئے اور اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نو دن اسی حالت میں گزر گئے بھوک پیاس سے غش کھا کر گر گئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی لوگ بشارت دیتے ہوئے آئے اور چاہا کہ ستون سے کھول دیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھول سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے کھولا۔ تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا سب مال صدقہ کر دیا تو آپ نے فرمایا: ''نہیں تیسرا حصہ صدقہ ہوگا۔''

حبیب بن نجار رضی اللہ عنہ کی دین پر استقامت:

﴿ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا ٱلْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱتَّبِعُوا۟ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾ ٱتَّبِعُوا۟ مَن لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا لِىَ لَآ أَعْبُدُ ٱلَّذِى فَطَرَنِى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ
عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ
بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا
غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ
جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ مَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ
خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ﴾ [یٰسٓ : ۲۰۔۲۹]

’’اور ایک شخص مسلمان اس کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم کے لوگو! ان رسولوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود بھی راہ راست پر ہیں اور میرے پاس کون سا عذر ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی پر جا پڑا اسی لیے میں تو تمہارے معبود پر ایمان لا چکا ہوں سو تم بھی میری بات سن لو۔ ارشاد ہوا جا جنت میں داخل ہو۔ کہنے لگا کاش کہ میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت والوں میں داخل کیا اور ہم نے اس شہید کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر فرشتوں کا آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو ضرورت اتارنے کی تھی۔‘‘

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک بستی انطا کیہ تھی جس کے رہنے والے بت پرست اور غیر مسلم تھے بعض بزرگوں نے اس نام کی بستی سے انکار بھی کیا ہے۔ بہر حال ایسی بستی والوں کو شرک کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تین رسول بھیجے اور انہوں نے توحید کا وعظ نصیحت شروع کیا لیکن لوگوں نے نہ مانا بلکہ ان رسولوں کے شہید کرنے کے درپے ہو گئے یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ حبیب نجار تھا جو نہایت متقی پرہیزگار تھا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ رسی کا کام کرتا تھا بعض نے کئی اور کام بتائے ہیں بہرحال اس کے کسب سے جو آمدنی ہوتی تھی اکثر حصہ صدقہ خیرات کر دیا کرتا تھا اور بہت زیادہ سخی تھا۔ رسولوں کی تائید میں لوگوں کو نصیحت کرتا تھا کہ رسولوں کی بات مانو شرک کفر کو چھوڑو یہ رسول تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتے اور بذات خود نیک ہیں ان کی دعوت کو مانو بہرحال اس قوم نے نہ اللہ کے رسولوں کی بات مانی اور نہ یہ اس کی کسی بات پر عمل کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بندہ جسے حبیب نجار سورۂ یٰسٓ والا کہتے ہیں وہ نیک بخت شخص جو خدا کے رسولوں کی تکذیب وتردید وتوہین ہوتی دیکھ کر دوڑا ہوا آیا تھا اور جس نے اپنی قوم کو نبیوں کی تابعداری کی رغبت دلائی تھی۔ وہ اب اپنے عقیدے وعمل کو ان کے سامنے پیش کر رہا ہے اور انہیں حقیقت سے آگاہ کر کے ایمان کی دعوت دے رہا ہے تو کہتا ہے میں تو صرف اپنے خالق ومالک اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کرتا ہوں جب کہ صرف اسی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ تو میں اس کی عبادت کیوں نہ کروں؟ پھر یہ نہیں کہ اب ہم اس کی قدرت سے نکل گئے ہوں؟ اس سے اب ہمیں کوئی تعلق نہیں بلکہ سب کے سب اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اس وقت وہ ہر بھلائی برائی کا بدلہ دے گا یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ میں اس خالق وقادر کو چھوڑ کر اوروں کو پوجوں، جو نہ تو یہ طاقت رکھیں خدا کی طرف سے آئی ہوئی کسی مصیبت کو مجھ پر سے ٹال دیں نہ یہ کہ ان کے کہنے سننے کی وجہ سے مجھے کوئی برائی پہنچے ہی نہیں۔ خدا اگر مجھ کو ضرر پہنچانا چاہے تو اس کو دفع نہیں کر سکتے۔ نہ مجھے اس سے بچا سکتے ہیں۔ اگر میں ایسے کمزوروں کی عبادت کرنے لگوں تو مجھ سے بڑھ کر گمراہ اور بہکا ہوا اور کون ہوگا؟ پھر تو نہ صرف مجھے بلکہ دنیا کے ہر بھلے انسان کو میری گمراہی کھل جائے گی۔ میری قوم کے لوگو! اپنے جس حقیقی معبود اور پروردگار سے تم منکر ہوئے ہو سنو میں اس کی ذات پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور یہ معنی بھی اس آیت کے ہو سکتے ہیں۔ اس باخدا مرد صالح نے اپنی قوم سے روگردانی کر کے خدا تعالیٰ کے ان رسولوں سے کہا ہو کہ خدا کے پیغمبرو۔ تم میرے ایمان کے گواہ رہنا میں ذات خدا پر ایمان لایا جس نے تمہیں برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس گویا یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ایمان پر خدا کے رسولوں کو گواہ بنا رہا ہے۔ یہ قول اگلے قول کی بہ نسبت زیادہ واضح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: یہ بزرگ حبیب نجار اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ تمام کفار پل پڑے اور زدوکوب کرنے لگے۔ کون تھا جو انہیں بچاتا؟ پتھر مارتے مارتے فی الفور اسی وقت انہیں شہید کر دیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کفار نے اس مومن کامل کو بری طرح مارا پیٹا اس کو گرا کر اس کے پیٹ پر چڑھ بیٹھے اور پیروں سے اسے روندنے لگے یہاں تک کہ اس کی آنتیں اس کے پیچھے کے راستے باہر نکل آئیں اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے رنج وغم سے علیحدہ کر دیا اور امن وچین کے ساتھ جنت میں پہنچا دیا ان کی شہادت سے خدا خوش ہوا۔ جنت ان کے لیے کھول دی گئی اور داخلہ کی اجازت مل گئی۔ اپنے ثواب واجر کی عزت واکرام کو دیکھ کر پھر اس کی زبان سے نکل گیا کاش کہ میری قوم یہ جان لیتی کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا اور میرا بڑا ہی اکرام کیا۔ فی الواقع مومن سب کے سب خیرخواہ ہوتے ہیں وہ دھوکے باز اور بدخواہ نہیں ہوتے۔ اس باخدا شخص نے زندگی میں بھی قوم کی خیرخواہی کی اور مرنے کے بعد یعنی شہادت کے بعد بھی قوم کا خیرخواہ رہا۔ یہ بھی مطلب ہے کہ وہ کہتا ہے کہ کاش کہ میری قوم یہ جان لیتی کہ مجھے کس باعث میرے رب نے بخشا اور کیوں میری عزت کی تو لامحالہ وہ بھی اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی اور رسولوں کی پیروی کرتی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ان سے خوش رہے دیکھو تو قوم کی ہدایت کے کس قدر خواہش مند تھے۔ (ابن کثیر جلد ۴ پارہ ۲۳)

بئر معونہ والے ستر مجاہدین رضی اللہ عنہم کا کلمہ حق کے لیے جانیں دینا:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾

[آل عمران: ۱٦۹۔ ۱۷۰]

''جو لوگ خداوند تعالیٰ کے راستہ میں شہید کیے جاتے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنا جو فضل انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں اوران لوگوں کی جواب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں یوں کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی غمگین ہوں گے۔''

اللہ رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں کہ گو شہید فی سبیل اللہ دنیا میں مار ڈالے جاتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی روحیں زندہ رہتی ہیں۔ اور روزیاں حاصل کرتی ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو بیر معونہ کی طرف بھیجا تھا، یہ جماعت جب اس غار تک پہنچی جو اس کنویں کے اوپر تھی تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ کون ہے جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اللہ کے رسول کا کلمہ ان تک پہنچائے ایک صحابی رضی اللہ عنہ اس کے لیے تیار ہوئے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس آ کر بآواز بلند فرمایا: اے بئر معونہ والو! سنو میں خدا کے رسول کا قاصد ہوں میری گواہی ہے کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں یہ سنتے ہی ایک کافر اپنا تیر سنبھالے ہوئے اپنے گھر سے نکلا اور اس طرح تاک کر لگایا کہ ادھر کی پسلی سے ادھر کی پسلی میں تیر پار نکل گیا، اس صحابی کی زبان سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ''کعبہ کے رب کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔'' اب کفار نشانات ٹٹولتے ہوئے اس غار پر جا پہنچے۔ اور عامر بن طفیل نے جو ان کا سردار تھا ان سب مسلمانوں کو شہید کر دیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ان کے بارے میں قرآن عظیم اترا کہ ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہوگیا اور ہم اس سے راضی ہوگئے یہ تھا صبر واستقامت بئر معونہ والوں کی جنھوں نے اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اور اس کے رسول کی تبلیغ کی وجہ سے اپنی جانوں کی بازی تک لگا دی اللہ رب العزت ان سے راضی ہوا۔ آمین ثم آمین

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ کا دُنیا کے بدلے دین حاصل کرنا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ ﴾ [البقرۃ : ۲۰۷]

”بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو بیچ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔“

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ عرض کرتا ہوں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں صحابی علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازہ پر اتفاقیہ دونوں اکٹھے ہوگئے۔ ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہونا دونوں کا مقصود تھا، اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں اس قلیل وکمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا، ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں، آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا، تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارہ نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری ہی جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کرلیں، اس لیے جس کسی کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا، اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات نہ پاسکیں چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لیے گئی، انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیرانداز ہوں اگر ایک تیر بھی میرے پاس باقی رہے گا تو تم لوگ میرے پاس نہیں آسکو گے، اور جب ایک بھی تیر نہیں رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا، یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے، اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا اس لیے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتہ بتلا سکتا ہوں جو مکہ میں میرا ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ سب تم لے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لو۔اس پر وہ لوگ راضی ہوگئے اور اپنا مال دے کر جان چھڑوائی۔اسی بارہ میں آیت مذکورہ نازل ہوئی:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ ﴾ [البقرة: ۲۰۷]

"بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو بیچ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔"

نبی کریم ﷺ اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے، صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت تو نے کی۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے نبی کریم ﷺ کھجوریں تناول فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی، میں بھی ساتھ کھانے لگا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھ تو دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو میں نے عرض کی نبی کریم ﷺ اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو تندرست ہے۔حضور ﷺ یہ جواب سن کر ہنس پڑے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو، انھوں نے عرض کی کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہونے لگا یعنی شہید ہونے لگے تو انہی کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی۔(اسد الغابہ)

حضرت عاصم اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا صبر:

احد کی لڑائی میں جو کافر مارے گئے ان کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زور پر تھا سلافہ نے جس کے دو بیٹے اس لڑائی میں مارے گئے۔منت مانی تھی کہ اگر عاصم کا سر جنہوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا، سر ہاتھ آجائے تو میں اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اس لیے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دوں گی۔سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ ان کا سر لانے کی کوشش کرے۔چنانچہ اس نے عضل وقارہ کے چند آدمیوں کو مدینے بھیجا ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اقدس سے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لیے چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی کہ ان کا وعظ پسندیدہ بتلایا ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت عاصم بھی تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دس آدمیوں کو بعض روایات میں چھ آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ جن میں حضرت عاصم بھی تھے راستہ میں جا کر ان لے جانے والوں نے بدعہدی کی اور دشمنوں کو مقابلے کے لیے بلایا جن میں دو سو آدمی تھے۔ اور ان میں سے سو آدمی بہت مشہور تیر انداز تھے اور بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان حضرات کو مکہ والوں کی خبر لانے کے لیے بھیجا راستہ میں بنولحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا چڑھ گئی۔ کفار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ حضرت عاصم نے ساتھیوں سے جوش سے کہا کہ تم سے دھوکہ کیا گیا ہے مگر گھبرانے کی ضرورت نہیں شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمہارا محبوب تمہارے ساتھ اور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ مقابلہ کرنے والے کفار کا مجمع کثیر تھا۔ آخر شہید ہوئے اور دعا کی کہ یا اللہ ہمارے رسول پر اس قصہ کی خبر کر دے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور اس وقت اس کا علم نبی کریم ﷺ کو ہو گیا، اور چونکہ عاصم بھی سن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے اس لیے مرتے وقت دعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستہ میں کاٹا جا رہا ہے۔ تو ہی اس کا محافظ ہے وہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا اور بعض روایتوں میں ہے کہ بھڑوں کا ایک غول بھیج دیا، جنہوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا، کافروں کو خیال تھا کہ جب یہ رات کے وقت اڑ جائیں گیں تو سر کاٹ لیں گے مگر رات کو بارش آئی تو ان کی نعش کو بہا لے گئی۔ اس طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہوئے۔ غرض تین باقی رہ گئے جن میں حضرت حبیب اور زید بن وثنہ اور عبداللہ بن طارق تھے۔ ان تینوں حضرات سے انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آ جاؤ ہم تم سے بدعہدی نہیں کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے اور نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں کی تانت اتار کر ان کی مشکیں باندھ دیں۔ حضرت عبداللہ بن طارق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کا اقتداء ہی مجھے پسند ہے۔ انہوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا مگر وہ نہ ٹلے تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کر دیا، صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے۔ جن کو لے جا کر انہوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک حضرت زید بن وثنہ جن کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تھا کہ اپنے باپ امیہ کے بدلہ میں ان کو قتل کر دے، دوسرے حضرت حبیب حجیر بن ابی اہاب نے سو اونٹ کے بدلے میں خریدا تھا کہ اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کر دے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زید کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا تاکہ قتل کر دیئے جائیں ان کا تماشا دیکھنے کے لیے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ جن میں ابوسفیان بھی تھا، اس نے حضرت زید کی شہادت کے وقت پوچھا: اے زید! تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمد ﷺ کی گردن تیرے بدلہ میں ماردی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ تو اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم رہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس ﷺ جہاں ہیں وہاں ان کو ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر میں آرام سے رہیں یہ جذبہ سن کر قریش حیران رہ گئے ابوسفیان نے کہا کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں کو جتنی محبت ان سے دیکھی ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہو گئی تھی کہتی کہ جب ان کے قتل کا وقت قریب آیا یعنی جب قید میں تھے تو دیکھا کہ حبیب رضی اللہ عنہ ایک دن انگور کا بڑا خوشہ ایک آدمی کے سر کے برابر تھا ہاتھ میں لیے ہوئے کھا رہے تھے اور مکہ میں اس وقت بالکل انگور نہیں تھا۔ چنانچہ جب آپ کے قتل کا وقت قریب آیا تو آپ کے قتل کی منادی کرا دی گئی یہ سن کر ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کوئی خواہش ہو تو بتلاؤ۔

چنانچہ اس عورت نے استرہ حضرت حبیب کو بھیج دیا اتفاق سے اس کا کمسن بچہ ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاس چلا گیا عورت کے دل میں خیال آیا کہ کہیں میرے بچے کو قتل ہی نہ کر دے ان لوگوں نے دیکھا کہ بچہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہے اور استرہ بھی ان کے پاس ہے اور استرہ بھی ان کے ہاتھوں میں ہے، یہ دیکھ کر گھبرائے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سمجھتے ہو کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا؟ میں ایسا نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد آپ کو حرم سے باہر لایا گیا اور سولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ ہم پوری کریں گے۔ انہوں نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دے دیجیے کہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ مہلت دے دی گئی۔

چنانچہ انہوں نے دو رکعت نماز نہایت اطمینان سے ادا کی اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں مرنے کے ڈر کی وجہ سے دیر کر رہا ہوں تو میں دو رکعت نماز اور ادا کرتا، اس کے بعد انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ! کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا آخری سلام پہنچا دے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اسی وقت آپ کا آخری پیغام پہنچایا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیکم السلام یا حبیب اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ حضرت حبیب کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت حبیب کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور بدن کو چھلنی کر دیا اسی وقت کسی نے قسم دے کر پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور تمہیں چھوڑ دیں، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جان کے بدلہ میں ایک کانٹا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چبھے۔

چنانچہ مقررہ وقت پر دونوں ساتھیوں کو قتل گاہ میں صلیب کے نیچے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ اگر آج تم اسلام کو چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے کافرو! تم ہمیں دولت اور رہائی کا لالچ دیتے ہو۔ جب اسلام ہی باقی نہ رہا تو جان کو رکھ کر کیا کریں گے؟ چنانچہ کافروں نے آپ کو شہید کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس طرح دین اسلام کے یہ عظیم سپوت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنٌ.

عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا سارا مال چھن جانے پر بھی صبر:

یہ ایک صحابی تھے ان کا نام عبداللہ تھا ابھی بچے ہی تھے کہ باپ مر گیا، چچا نے پرورش کی جب جوان ہوئے تو چچا نے اونٹ، بکریاں، غلام دے کران کی حیثیت درست کر دی۔عبداللہ نے اسلام کے متعلق جب سنا تو دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا، لیکن چچا سے اس قدر ڈرتا تھا کہ اظہار اسلام نہ کر سکا۔ جب نبی ﷺ فتح مکہ سے واپس آئے تو عبداللہ نے چچا سے جا کر کہا پیارے چچا! مجھے برسوں انتظار کرتے گزر گئے کہ کیا آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور آپ کب مسلمان ہوتے ہیں لیکن آپ کا حال وہی پہلے کا سا چلا آتا ہے میں اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتا مجھے اجازت فرمایئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

چچا نے جواب دیا دیکھ! اگر تو محمد ﷺ کا دین قبول کرنا چاہتا ہے تو میں سب کچھ تجھ سے چھین لوں گا تیرے بدن پر چادر اور تہبند تک بھی باقی نہیں رہنے دوں گا۔عبداللہ نے جواب دیا چچا جان میں مسلمان ضرور بنوں گا اور محمد ﷺ کی اتباع ہی قبول کروں گا شرک اور بت پرستی سے میں بیزار ہو چکا ہوں اب آپ کی جو منشاء ہے وہ کیجیے اور جو کچھ میرے قبضے میں مال وزر ہے سب کچھ سنبھال لیجیے میں جانتا ہوں کہ ان سب چیزوں کو ایک دن میں چھوڑ کر جانا ہے اس لیے میں ان کے لیے سچے دین کو ترک نہیں کر سکتا۔

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے تک اتار دیئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر ماں کے سامنے گیا۔ ماں یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ہوا، عبداللہ نے کہا کہ میں مومن اور موحد ہوں، نبی ﷺ کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ستر پوشی کے لیے کپڑے کی ضرورت ہے مہربانی فرما کر مجھے دے دیجیے ماں نے کمبل دے دیا۔عبداللہ نے کمبل پھاڑا آدھے کا تہبند باندھ لیا اور آدھا اوپر لے لیا اور مدینے کو روانہ ہو گیا علی الصبح مسجد نبی میں پہنچ گیا اور مسجد سے تکیہ لگا کر منتظرانہ بیٹھ گیا، نبی ﷺ جب مسجد میں آئے تو اسے دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا: میرا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیٰ ہے۔ فقیر و مسافر ہوں عاشق جمال اور طالب ہدایت ہو کر در دولت تک آ پہنچا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: آج سے تمہارا نام عبداللہ ہے ذوالبجادین لقب، تم ہمارے قریب ہی ٹھہرو اور مسجد میں رہا کرو۔ عبداللہ اصحاب صفہ میں شامل ہوگیا، نبی ﷺ سے قرآن سیکھتا اور دن بھر عجب ذوق و شوق اور جوش و نشاط سے پڑھتا۔ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ اعرابی اس قدر بلند آواز سے پڑھ رہا ہے کہ دوسروں کی قراءت میں مزاحت ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے کہا: عمر اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو خدا اور رسول کے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آیا ہے۔

عبداللہ کے سامنے غزوہ تبوک کی تیاری ہونے لگی تو یہ بھی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! دعا فرمایئے کہ میں بھی راہ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ کسی درخت کا چھلکا اتار کر لاؤ تو نبی ﷺ نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا اور زبان مبارک سے فرمایا: اے اللہ میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب غزوہ کی نیت سے تم نکلو اور پھر تپ آ جائے اور تم مر جاؤ پھر بھی تم شہید ہو تبوک پہنچ کر یہی ہوا۔ کہ بخار ہوا اور حضرت عبداللہ عالم بقا کو سدھار گئے۔ بلال بن حارث مزنی کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دفن کی کیفیت دیکھی ہے۔ رات کا وقت تھا بلال کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس کی لاش کو لحد میں رکھ رہے تھے۔ نبی ﷺ بھی ان کی قبر میں اترے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرما رہے تھے اَدْبَا اِلٰی اَخَاکُمَا ، یعنی اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ نبی کریم ﷺ نے قبر پر اینٹیں بھی اپنے ہاتھ سے رکھیں اور پھر دعا میں فرمایا کہ ''الٰہی آج کی شام تک میں اس سے خوش رہا ہوں تو بھی اس سے راضی اور خوش ہو جا۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش! میں اس قبر میں دبا دیا جاتا۔ اس کے بعد نبی ﷺ مع الخیر تبوک سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ بکریاں، بھیڑیں، اونٹ والد کا ترکہ مال و دولت کی صورت میں ہر چیز کو جوتی کی نوک سے ٹھکرا دیا بدن کے کپڑے بھی اتار کر دے دیئے، چچا کی ڈانٹ ڈپٹ کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پروانہ کی سچا متبع نبویؐ بن کر زندگی کے ایام گزارے شہادت کی موت حاصل کر کے اپنے حقیقی مولیٰ کو جا ملے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَارْضَاہُ.

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا حجاج کے ظلم وستم پر صبر:

عبدالملک بن مروان نے جب مسلمانوں سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی ایسے متقی وزاہد وشب زندہ دار خلیفہ کے بالمقابل بزور شمشیر وعسکری قوت سے اپنی بات منوانا چاہی تو اس عہد میں اجلہ صحابہ، مثل ابن عمر، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سہیل بن سعید رضی اللہ عنہم اور مشاہیر فقہاء تابعین نے عبدالملک کی خلافت کو ناجائز و باطل کہہ کر عبداللہ بن زبیر کے خلیفہ و برحق ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ پس جب عبدالملک جبراً اسلامی مملکت پر قابض ہوگیا تو ختم عراق کے بعد اس نے حجاج بن یوسف جیسے شقی القلب ظالم کو عراق کا گورنر بنا دیا۔ جس نے نشہ حکومت سے سرشار ہو کر حجاز میں جرار لشکر یہاں تک بھیج کر مکہ مکرمہ پر بذریعہ منجنیق آگ برسائی۔ جس سے غلاف کعبہ بھی جل گیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو تنعیم میں سولی دی گئی۔ اور اہل حرمین کو ہراساں وخوف زدہ کرنے کی غرض سے خلیفہ کی لاش کو سولی پر ہی تین دن تک لٹکائے رکھا۔ مذکورہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مشکیں بندھوا کر انتہائی تحقیر وتذلیل سے تشہیر کرائی۔ مگر حضرت سعید بن جبیر جو جہبذ العلماء اور فقیہ کو اللہ کے نام سے شہرہ آفاق اور حبر الامۃ حضرت بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ جن کی علمی عظمت کا ذکر علامہ ذہبی نے یوں کیا ہے کہ ''اہل عراق جب موسم حج میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فتویٰ پوچھنے کی کوشش کرتے تو آپ علی الاعلان فرماتے: اَلَیْسَ فِیْکُمْ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ جیسے ذیشان فقیہ تمہارے ملک میں موجود ہیں تو ہم سے فتویٰ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

چونکہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بھی ان ہستیوں میں سے ایک تھے جو عبدالملک کو جابر اور باغی ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اس لیے حجاج بن یوسف نے حکم دیا کہ حضرت سعید کی مشکیں باندھ کر انتہائی ذلیل کن حالات میں میرے روبرو پیش کیا جائے۔ چنانچہ مامورین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے انتہائی ذلت ورسوائی کی صورت میں حضرت سعید کو حجاج کے روبرو پیش کیا۔ پس ان کی جو گفتگو ہوئی وہ بصورت مکالمہ درج ذیل ہے۔

حجاج: (جواہرات سے بھرا ہوا تھا دکھا کر کہنے لگا) یہ خلیفہ کی بیعت اطاعت کا ثمرہ ہے۔

حضرت سعید: مگر جب یہ جواہرات خدا کے غضب و دوزخ کی آگ سے نہ بچا سکے تو ان سے کیا فائدہ۔

حجاج: انتہائی غضب ناک لہجہ میں اَنْتَ شَقِیٌّ بْنُ کَسِیْر ، کہ تو ہی بدبخت ابن ناکارہ ہے۔

سعید: (انتہائی بے باکی اور جرأت سے) نہیں نہیں، میری والدہ نے میرا نام سعید رکھا ہے اور بفضلہٖ میں سعید بن جبیر ہوں۔

حجاج نے (انتہائی خشمگین ہوکر) کہا جس ذلت ورسوائی سے تو میرے سامنے کھڑا ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور ذلت ہوسکتی ہے۔

سعید: (دلیرانہ انداز میں) مجھ پر یہ جور و جفا اور ظلم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں۔

حجاج: یہ خلیفہ عبدالملک کی بیعت سے انکار وانحراف کا نتیجہ ہے۔

سعید: لیکن بیعت کے صحیح حق دار امیرالمومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں جب کہ عبدالملک کی بیعت بالکل ناحق ہے۔

حجاج: (حجاج یہ بے باکانہ جواب سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور ایک طمانچہ سعید کے منہ پر رسید کر کے کہنے لگا) کہ کیا تم اپنی شرارت اور گستاخی سے توبہ نہیں کرو گے؟

سعید: یہی کلمۃ الحق کہنے کا مقام ہے اور اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٌ جَابِرٍ ، کا مصداق ہے۔

حجاج: انتہائی غصہ و جوش سے لال پیلا ہو کر جلادوں کو حکم دیتا ہے اس کو قتل گاہ میں لے جاکر فوراً قتل کر دو۔

سعید: اگر قتل ہی کرنا ہے تو مشکیں کھول دو تاکہ میں شکرانہ کے طور پر دو نفل پڑھ لوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حجاج: معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ بہانہ کر کے معافی چاہتے ہو۔

سعید: بخشش اور معافی تو خدائے واحدہ لاشریک سے طلب کی جاتی ہے۔ تجھ جیسے فقیر و بے بس انسان سے معافی مانگنا تو بالکل بے وقوفی اور سراسر جہالت ہے۔

حجاج: (انتہائی غصہ سے کڑک کر) ایسی گستاخانہ گفتگو مت کرو تم یہ بتلاؤ کہ تجھے کس طرح قتل کیا جائے۔

سعید: جس طرح میرے ہاتھ سے قیامت کے دن تجھے قتل ہونا پسند ہے ویسے ہی مجھے قتل کر دو۔

حجاج: (جلادوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) سعید کا منہ قبلے سے الٹے رخ کر کے قتل گاہ میں لے جا کر قتل کر دو۔

سعید: جب مجلس سے نکالے گئے تو انتہائی کھل کر ہنس پڑے۔

حجاج: (ہنسی معلوم کر کے) سعید کو دوبارہ میرے روبرو پیش کرو (سعید دوبارہ پیش کیے جاتے ہیں)۔

حجاج: تم اپنے کھل کر ہنسنے کی وجہ وسبب بیان کرو۔

سعید: مجھے تیرے جبرو بے وقوفی اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کی وجہ سے ہنسی آئی ہے۔

حجاج: (برہم ہو کر جلادوں سے کہتا ہے) یہیں میرے سامنے چمڑا بچھاؤ اور قبلہ سے الٹے رخ اوندھے منہ لٹا کر جلدی قتل کر دو۔

سعید: تیری یہ تدبیر میرے دوگانہ شکر کے منافی نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. جس طرف تم منہ کرو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔

حجاج: (جلادوں سے کہتا ہے) دیر مت کرو (چنانچہ جلادوں نے منہ کے بل لٹا دیا)

سعید: (لیٹے ہوئے) إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، ”بے شک میں نے اپنا منہ اس کی طرف کر دیا جو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے مجھے خوشی ہے کہ میں اپنی جان توحید پر دے رہا ہوں اور نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوں میں مشرکوں سے۔''

حجاج: بجائے تلوار کے قتل کرنے کے چھری سے ذبح کرو۔

سعید: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى یعنی زمین ہی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور دوبارہ زمین ہی سے تم کو نکالیں گے۔''

حجاج: (جلادوں سے) دیر کیوں کرتے ہو جلدی ذبح کرو۔

سعید: (جب گردن پر چھری چلنے لگی تو کہتے ہیں) اے حجاج! خبردار ہو جا، میں یہ گواہی دیتا ہوں اور تجھ پر حجت قائم کرتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، تاکہ میں قیامت کے دن تجھ پر پورا پورا مواخذہ کرسکوں میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور بندے ہیں اور میں مسلمان ہوں۔ اس شہادت کے بعد دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْهُ عَلٰى مُسْلِمٍ اَنْ يَّقْتُلَهُ بَعْدِىْ، کہ اے اللہ تعالیٰ اس ظالم کو میرے قتل کے بعد کسی مسلمان کے قتل کرنے کے لیے غلبہ ہی نہ دینا۔

پس اسی وقت آپ قتل کر دیئے گئے یہ ۹۵ ہجری کا واقعہ ہے اس وقت آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔ اس واقعہ کے بعد ابھی پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ حجاج کے پیٹ میں آکلہ یعنی (گوشت خور پھوڑا) پیدا ہو گیا شدت درد سے نڈھال ہوا تو شاہی طبیب اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ چنانچہ اس نے مزید تفتیش کے لیے بدبودار گوشت کی بوٹی دھاگے سے باندھ کر حجاج کے حلق میں لٹکا دی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ نکالی تو وہ خون آلود تھی پس اس نے کہہ دیا کہ اس کی موت واقع ہونے والی ہے، اس کے بعد کل پندرہ دن تک زندہ رہا جتنے دن زندہ رہا چیختا چلاتا رہا اور چلا چلا کر کہتا رہا کہ چھڑواؤ مجھے چھڑواؤ سعید مجھے پاؤں پکڑ کر گھسیٹے لے جا رہا ہے۔ (اکمال وتذکرہ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ کی استقامت وصبر:

عالم مدینہ کا علمی مقام چونکہ انتہائی بلند ونرالا تھا۔ بنا علیہ مصداق ''اَشَدَّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ'' آپ کی آزمائش بھی انتہائی انوکھے طریقے سے کی گئی کہ جس کے تصور سے ہی انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض فقہاء نے ایک ایسا فتویٰ دے دیا کہ امراء وسلاطین کی عیاشی وشہوت رانی کے لیے انتہائی زبردست دلیل اور بہترین حربہ ہونے کے ساتھ نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف ومنافی تھا یعنی فتویٰ کے الفاظ یہ تھے کہ ''اگر کسی مرد سے زبردستی یا ڈرا دھمکا کر یا قتل وغیرہ کا خوف دلا کر اس کی عورت پر طلاق حاصل کر لی جائے تو ایسی طلاق بالکل حق وصواب اور جائز وصحیح ہے۔''

پس جب کہ یہ فتویٰ عالم مدینہ کے روبرو پیش ہوا تو آپ نے لَا طَلَاقَ وَ لَا عِتَاقَ فِیْ اَغْلَاقِ ، کے پیش نظر علی الاعلان اس کی تردید وتکذیب کرتے ہوئے غیر مبہم الفاظ میں فرمایا کہ (طَلَاقُ الْمُکْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ) یعنی جبر واکراہ سے حاصل کردہ طلاق بالکل مفرد باطل ہے۔ مطلقہ عورت سے نکاح کرنا ویسے ہی حرام وناجائز ہے جیسا کہ عام منکوحہ عورتوں سے شریعت نے حرام وناجائز قرار دیا ہے۔

نہ صرف یہ کہ بلکہ عالم مدینہ اس حدیث سے یہ فتویٰ بھی دیتے ہیں کہ جس طرح طَلَاقُ الْمُکْرِہِ بالکل غلط وباطل ہے ایسے یہ بزور شمشیر بیعت خلافت حاصل کرنے والے خلیفہ کی بیعت بھی شرعاً جائز ودرست نہیں ہے۔ اور منصور کی بیعت خلافت چونکہ جبر واکراہ پر مبنی تھی اس لیے عالم مدینہ کے دونوں اعلانات بظاہر حکومت کو کھلا چیلنج تھے۔ اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ ان دنوں مدینہ منورہ کا گورنر جعفر بن سلیمان تھا جو کہ منصور عباسی کا چچا زاد بھائی تھا۔

پس جبکہ یہ دونوں اعلانات اس نے سنے تو قرابت وحکومت کے نشہ سے سرشار اس نے امام صاحب کو انتباہی نوٹس دیا کہ آپ ہی کتاب وسنت کی نشر واشاعت کے لیے مختص تھا بنا علیہ آپ نے جعفر بن سلیمان کے انتباہی نوٹس کی ایک ذرہ بھر بھی پروا نہ کی بلکہ مزید جوش وخروش سے رد وتردید کرتے ہوئے کھلم کھلا اعلان کرتے طَلَاقُ الْمُکْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یعنی جبر واکراہ سے حاصل کردہ طلاق غلط وباطل ہے اور اس سے نکاح کرنے والا ویسے ہی مجرم ہے جیسے کہ دوسری منکوحہ عورت سے نکاح کرنے والا۔ جعفر نے یہ معلوم کر کے کہ امام صاحب نے میرے حکم (Order) کو ٹھکرا دیا ہے آگ بگولہ ہوا اور پولیس کو حکم دیا کہ امام صاحب کو اخلاقی مجرم کی حیثیت سے انتہائی ذلیل کن حالت میں پیش کیا جائے پس تعمیل حکم میں امام صاحب کو پولیس نے مجرموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کر دیا۔ جعفر نے غصہ سے لال پیلا ہو کر سخت وسست الفاظ سے کہا کہ:

''اپنا فتویٰ واپس لو یا کم از کم ایسا فتویٰ نہ دینا ورنہ سخت ذلیل کن سزا دی جائے گی۔''

امام صاحب نے بالکل واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اس کے روبرو کھلے الفاظ میں طَلَاقُ الْمُکْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ، کا نعرہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہارے مفتیوں کے پاس اور تمہارے پاس کوئی نص قطعی موجود ہے تو پیش کرو ورنہ ہم فتویٰ کو واپس لینے یا اس سے باز رہنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں، والئ مدینہ جعفر یہ حالت دیکھ اور سن کر پہلے سے زیادہ بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ حکومت کے باغی اور فقہا کی مخالفت کرنے والے کا دماغ کوڑوں ہی کی ضربات سے درست کیا جائے گا، چنانچہ اس نے جلادوں کو حکم دیا کہ فوراً کوڑے لگائیں اور جب تک یہ اپنا فتویٰ واپس لینے کا اقرار نہ کریں، بدستور کوڑے لگاتے رہیں، چنانچہ جب جلادوں نے کوڑے مارنے شروع کیے تو بجائے اس کے کہ آپ زدوکوب سے بے قرار ہو کر فتویٰ واپس لے لیتے آپ نے ہر ضرب کی شدت کو ضبط کرنے کے لیے طَلَاقُ الْمُکْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ کا اعلان شروع کر دیا، حتیٰ کہ کوڑوں کی ضربات سے آپ کے دونوں شانے معطل و بے کار ہو گئے تمام بدن لہولہان اور کپڑے لت پت ہو گئے، مگر عالم مدینہ میں کہ پورے استقلال سے کہہ رہے ہیں طَلَاقُ الْمُکْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ یا پھر بھی فرماتے أُئْتُوْنِی بِشَیْءٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ اگر منوانا ہے تو کتاب وسنت سے کوئی ثبوت دکھاؤ مالک بن انس کو کوڑوں کی ضربات ونڈھال کر کے کلمہ حق سے باز رکھنا۔

''ایں خیال است ومحال است وجنوں''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والیٔ مدینہ جعفر نے جب یہ حیران کن ماجرا دیکھا تو اپنی خفت وندامت کو ٹالنے اور حضرت امام صاحب کو ذلیل ورسوا کرنے کی غرض سے یہ حکم دیا کہ آپ کا منہ کالا کر کے الٹے منہ اونٹ پر سوار کرتے ہوئے اور مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں تشہیر کراتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی حکومت اور علماء کی مخالفت کرے اس کی قرار واقعی یہی سزا ہے۔

پس جب عالم مدینہ کو مذکورہ اعلان کے ساتھ گلی کوچوں میں پھرانا شروع کیا تو جب منادی کرنے والا خاموش ہو جاتا تو آپ اونٹ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان فرماتے:

((مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفُنِيْ فَانَا مَالِكُ بْنُ اَنَسِ الْاَشْجَعِي وَاَقُوْلُ طَلَاقُ الْمُكْرِهِ لَيْسَ بِشَيْءٍ.))

''جو شخص مجھے جانتا ہے اسے تو میرے حال کا خوب علم ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں خود بتائے دیتا ہوں کہ مالک بن انس اشجعی انصاری ہوں اور میری اس تشہیر کا سبب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ جبر واکراہ سے حاصل کردہ طلاق شرعاً صحیح وجائز نہیں ہے۔''

پس جب دو تین دفعہ امام صاحب نے یہ اعلان کیا تو سامعین میں سے کسی نے جا کر جعفر بن سلیمان سے کہا کہ تمہاری منشاء تو عالم مدینہ کی توہین وتحقیر تھی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امام صاحب حکومت کی تشہیر کر رہے تھے کہ یہ ایسی ظالم حکومت ہے کہ خلاف شریعت ظلماً جبراً منکوحہ عورتوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا اس حقیقت سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد جعفر نے کہلا بھیجا کہ امام مالک کو اپنے حال پر چھوڑ دو چنانچہ جب حکومت کے کارندوں نے آپ کو کھلا چھوڑ دیا تو آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

یہ ماجرا دیکھ کر بعض لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ کے بدن سے خون جاری ہے کپڑے اور بدن لت پت ہے۔ کیا ایسے حال میں نماز جائز ہے۔ آپ نے فرمایا جبکہ حضرت سعید بن جبیر پر حجاج بن یوسف نے ظلم کے پہاڑ توڑے تھے، تو انہوں نے اسی خون آلود کپڑوں میں اور جاری خون کی حالت میں دوگانہ شکر ادا کیا۔ بنا علیہ ان کی اقتدا میں ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی یہ دوگانہ ادا کیا ہے ممکن ہے اللہ کے نزدیک یہی نماز عمر بھر کی نمازوں سے زیادہ افضل اور مقبول ہو:

دسیل حوادث سے مڑتا ہے کہیں مردوں کا منہ
دشیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

خلیفہ منصور کو جب اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے اسی وقت جعفر بن سلیمان کو لکھا کہ تیری بے وقوفی کی یہی سزا ہے کہ تن تنہا گدھے پر سوار ہو کر بغداد پہنچ۔

منصور نے حضرت امام صاحب کی خدمت میں عذر خواہی کرتے ہوئے خط ارسال کیا کہ جعفر بن سلیمان کی اس کمینہ حرکت پر میں نے اسے عبرتناک سزا یہ دی ہے کہ معزول کر کے تن تنہا گدھے پر سوار بغداد طلب کیا ہے۔ بعد میں منصور نے خود مدینہ پہنچ کر امام صاحب سے معافی چاہتے ہوئے اظہار افسوس کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ ہم نے تو رسول کریم ﷺ کے خاندان اور چچیرے بھائی کی وجہ سے جعفر بن سلیمان کو اسی وقت معاف کر دیا۔ یہ ہے اسوۂ حسنہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کی زندہ تفسیر، ایک اور روایت میں ہے کہ جب منصور کو اطلاع ملی کہ علمائے حجاز سخت مخالفت کر رہے ہیں پس یہ معلوم کر کے منصور سیدھا مدینہ منورہ پہنچا اور جب کہ کافی رات گزر چکی تو منصور نے امام مالک اور دوسرے نامی گرامی علماء کو طلب کیا۔ پس امام صاحب کفن کے کپڑے پہن کر حنوط (وہ خوشبو جو کہ مردوں پر چھڑکی جاتی ہے) لگا کر منصور کے پاس پہنچے۔ منصور نے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر مجھ میں کوئی عیب ہے تو آپ کا فرض ہے کہ بطور خیر خواہی مجھے فہمائش کریں مزید یہ کہ مجھے بدنام وذلیل کرنے کی کوشش کریں، میں جانتا ہوں کہ حجازی لوگ بے حد شریر ہیں مگر یہ بھی صحیح ہے کہ جب سختی کی جائے تو پھر ان میں برداشت بھی نہیں ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ مخالفت کر رہے ہیں۔ امام مالک نے کہا مجھے تو اس کے جواب سے معاف رکھا جائے۔ پس دوسرے لوگوں نے مناسب جواب دے کر خلیفہ کو مطمئن کر دیا پس جب سب لوگ رخصت ہو چکے تو منصور نے امام صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا ماجرا ہے کہ آپ کے کپڑوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حنوط کی خوشبو آ رہی ہے۔امام صاحب نے فرمایا بے وقتی طلبی سے یہی اندازہ لگایا گیا کہ خلیفہ چونکہ جوش وغضب سے آیا ہے لہٰذا آج ضرور قتل کر دے گا اس لیے کفن پہن کر آیا ہوں۔ منصور یہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ اے ابا عبداللہ کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ستون اسلام کو اپنے ہاتھ سے نیچے گراؤں۔

اس کے بعد جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا۔تو اس نے عالم مدینہ سے کہا کہ میرے لڑکوں کو قصر معلّٰی میں آ کر پڑھایا جائے۔امام مالک نے کہا اے امیرالمومنین علم آپ کے خاندان کا ورثہ ہے، جب آپ لوگوں نے ہی اس کی قدر نہ کی تو پھر دوسرا کون اس کی عزت کرے گا۔ لوگ علم کے پاس آیا کرتے ہیں یہ کبھی ان کے پاس نہیں جایا کرتا۔ یہ معقول جواب سن کر ہارون الرشید نے کہا اچھا تو میرے لڑکوں کو علیحدہ وقت دیجیے امام صاحب نے فرمایا یہ بھی ناممکن ہے۔خلیفہ نے کہا اچھا یہ مجلس درس میں یہ حاضر ہو جایا کریں گے مگر یہ نوازش کیجیے کہ موطا کی قرات خود فرمایا کریں۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ طریق درس کی تبدیلی بھی ناممکن ہے۔ بالآخر ہارون الرشید کو سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ رہا اور شہزادوں کو حبشی فاقہ مست اور پھٹے پرانے کپڑوں والے بدوی عرب طلباء کے دوش بدوش بٹھا کر موطا کی سماعت پر رضا مند ہو گیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا صبر:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دنیائے اسلام کی وہ شخصیت ہیں جن کی نظر امت میں کمیاب ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی نے آپ کا تعارف سیرت النعمان میں یوں کرایا ہے۔

بڑے بڑے علماء کا قول ہے کہ اسلام کو دو شخصوں نے نہایت نازک وقت میں محفوظ کیا:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنھوں نے مرتدین عرب کا استیصال کیا

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو مامون رشید وغیرہ کے زمانے میں حدوث قرآن (خلق قرآن) کے منکر رہے بلکہ ایک اعتبار سے امام احمد بن حنبل کو ترجیح ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے معاون و مددگار تھے لیکن امام احمد رحمہ اللہ کا کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مددگار نہیں تھا۔ (سیرت النعمان: ص ۷۷)

مزید تصدیق کے لیے ارشاد نبوی ملاحظہ کیجیے:

((انہ کائن فی امتی ما کان فی بنی اسرائیلی حتّٰی اِنَّ الْمِنْشَارَ لیوضع علی مفرق راس احد ھو بابعدہ ذالك عن دینه.))

''میری امت میں بنی اسرائیل کی طرح ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ اگر ان کے سر پر آرہ بھی رکھ دیا جائے تو یہ دردناک حادثہ ان کو اظہار حق سے باز نہیں رکھ سکے گا۔''

علامہ ابن قدامہ یہ روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس مسئلہ میں پورا عزم واستقلال نہ دکھاتے تو امت کے لیے قیامت تک عار اور شرمندگی کا باعث ہوتا۔ اس وقت پوری قوم سوائے احمد بن حنبل کے کوئی بھی میدان میں نہ نکلا۔''

علامہ شعرانی طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں: خلیفہ مامون عباسی جب کہ معتزلہ جیسے بدترین وگمراہ فرقہ کا عقیدت مند ہوگیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ قانونی طور پر مسئلہ خلق قرآن کو اسلام کا بنیادی عقیدہ قرار دیا جائے۔ تو اس نے عوام وخواص سے بزور شمشیر جبراً قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار لینا شروع کیا اور اپنے عمال کو حکم دیا کہ جو مسلمان اس بنیادی عقیدہ سے انحراف کرے۔ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے اگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو اسے ہمارے روبرو پیش کیا جائے تاکہ اس آخری فہمائش کے بعد اپنے روبرو پیش کیا جائے تاکہ ہم اسے قتل کر کے دوسروں کے لیے عبرت قرار دیں۔

چنانچہ ان گنت و بے شمار علمائے حق کے قتل وخون ناحق سے اس نے اپنے ہاتھ رنگین کیے اور ارض بغداد کو لالہ زار بنا دیا۔ یہ ہیبت ناک منظر وانجام دیکھ کر اسلامی دنیا میں تہلکہ برپا ہوگیا۔ اس عہد کے مشاہیر اسلام کی اکثریت نے اس مسئلے میں سکوت کو سلامتی یقین کیا۔ اور بعض نے تقیہ کے طور پر دھوکا دے کر زبانی اقرار سے نجات چاہی لیکنن امام السنہ جو کہ روز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اول سے اس فتنہ کے استیصال اور سدباب کے لیے مختص ہو چکے تھے۔ انہوں نے برملا اور علی الاعلان "القرآن کلام الله غیر مخلوق" یعنی قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں کا نعرہ بلند کیا۔ چند روز تو حکومت نے امام السنہ کے جاہ وجلال کو علمی مقام سے متاثر ہو کر روگردانی اور خاموشی اختیار کی لیکن جب دیکھا کہ جب تک امام السنہ سے خلق قرآن کے عقیدہ کا اقرار نہ لیا جائے دنیائے اسلام اس عقیدہ کو قبول نہیں کرے گی۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے آپ کی گرفتاراور انتہائی اذیت وقید وبند کا آرڈر جاری کر دیا گیا۔

سنت سے عقیدت ومحبت کی عملی مثال آپ نے یوں پیش کی کہ جب آپ کو اپنی گرفتاری وغیرہ کی خبر واطلاع موصول ہوئی تو آپ روپوش ہوگئے اور تین دن گزارنے کے بعد پھر برملا آزادانہ پھرنے اور اپنے عقیدے کی نشر واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عقیدت مندوں نے عرض کی کہ جناب! حکومت کے کارندے تو بدستور آپ کی گرفتاراور تلاش میں مصروف ہیں تو آپ نے جواب دیا یہ تو ہم خود جانتے ہیں لیکن سنت کی مخالفت گوارا نہیں ہوسکتی۔ رسول کریم ﷺ غار ثور میں صرف تین دن ہی کفار کی گرفتاری کی وجہ سے چھپے اور غائب رہے اس لیے ہم نے بھی اتباع سنت کے طور پر تین دن غائب رہنے پر اکتفا کیا۔

بالآخر حکومت کے کارندوں یا وحشی درندوں نے آپ کو گرفتار کرلیا اور حسب ہدایت خونخوار حکومت آپ کو انتہائی اذیت پہنچانے اور ذلیل ورسوا کرنے کی غرض سے آپ کی مشکیں کس کر باندھ دیں اور چار سخت بوجھل بیڑیاں آپ کے پاؤں میں ڈال کر مامون کے نائب اسحاق کے روبرو پیش کر دیا آپ کے علاوہ آپ کے ہمراہ حضرت محمد بن نوح اور قواریری وغیرہ تین علماء اور بھی تھے۔ پس اسحاق نے انتہائی وحشیانہ انداز سے آپ کو سخت وسست اور برا بھلا کہا اور شدید سے شدید اذیت اور مارپیٹ اور بالآخر ذلت سے قتل کی دھمکیاں دیں اور پھر جیل خانہ میں بند کر دیا۔ پس خوف گھبراہٹ اور جیل کی مشکلات سے تنگ اور مجبور ہوکر قواریری کے سوا باقی دوساتھیوں نے تو اقرار کرلیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا ذاتی کلام نہیں بلکہ حادث اور مخلوق ہے۔ مگر مامون کو جب ان کے اقرار کی اطلاع دی گئی تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا انہوں نے مجھے دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو تکلیف اور ایذا سے بچانے کے لیے یہ اقرار کیا ہے لہٰذا ان کو میرے روبرو پیش کیا جائے۔ چنانچہ مامون کا یہ حکم موصول ہونے پر ان چاروں اللہ والوں کا قافلہ مامون کی طرف روانہ کیا گیا اور بالخصوص امام السنہ سے بوقت روانگی بوجھل بیڑیوں کے ساتھ خود بخود اونٹ پر سوار ہونے کو کہا گیا تو امام السنہ بتوفیق الٰہی انتہائی عزم واستقلال سے کود کر اونٹ پر سوا ہوگئے اور مسنونہ اذکار اور دعا پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ جب مامون کو اس قافلہ کی رسیدگی کی اطلاع دی گئی تو یہ خبر معلوم کر کے انتہائی جوش وخروش سے لال پیلا اور بے اختیار ہو کر شمشیر برہنہ کو ہلاتا ہوا کہنے لگا:

وَقَرَابَتِیْ مِنَ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَرْفَعُ السَّیْفَ عَنْ اَحْمَدَ وَصَاحِبَتِیْ حَتّٰی یَقُوْلَا الْقُرْآنَ.

میں اپنے رسول کریم ﷺ سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ احمد اور اس کے ساتھی دل سے قرآن کا اقرار کریں گے ورنہ میں خود ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔ جس مجلس میں مامون نے یہ اعلان یا اس میں مامون کا وہ خاص غلام جس کا امام السنہ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ پس یہ سنتے ہیں وہ مومن صادق امام السنہ کی طرف دوڑتا ہوا پہنچا اور انتہائی غمگین حالت سے آبدیدہ ہو کر آنسو پونچھتے ہوئے امام السنہ سے عرض کرنے لگا کہ اے ابا عبداللہ! آج تو بڑے سخت امتحان کا دن ہے کیونکہ جب سے مامون تخت خلافت پر بیٹھا ہے اس دن سے لے کر آج تک میں نے اسے کبھی اس طرح کے جوش وغصہ میں نہیں دیکھا کہ جس غیظ و غضب سے آج دیوانہ وار تلوار کو ہلاتا ہوا دیکھا جا رہا ہے۔ اور مکرر وسہ کرر واقرابنی من رسول اللہ ﷺ، کے الفاظ دہرا رہا ہے۔ امام السنہ نے جب یہ واقعہ اس غلام کی زبان سے سنا تو آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے اس خلوص اور توجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اجابت حق نے عاشقانہ وار لبیک کہی۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ امام السنہ کی حاضری سے پیشتر خلیفہ پر انتہائی شدت کا بخار طاری ہوا کہ لحاف اور گرم کپڑے اوڑھنے پسینہ لانے اور تسکین دینے والی ادویات دینے اور کافی سے زیادہ مقدار کی آگ سے کمرہ کو گرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھنے اور لرزہ کو روکنے کی تجاویز فیل و نا کام ہو کر رہ گئیں کہ بمصداق

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حتیٰ کہ ابھی تہائی رات باقی تھی کہ اس لرزہ نے مامون کی جان ہی کی بتوفیق الٰہی بدن سے نکال باہر کیا جس سے شاہی محل میں کہرام مچ گیا اور وہی غلام خوشی و مسرت سے دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

صَدَقْتَ یَا اَحْمَدَ اَلْقُرْآنُ کَلَامُ اللّٰهِ غَیْرَ مَخْلُوْقٍ قَدْمَاتَ وَاللّٰه اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ .

''اے احمد آپ سچ فرماتے ہیں کہ قرآن کلام الٰہی ہے جو کہ قطعاً مخلوق نہیں خدا کی قسم! خلیفہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔''

مامون کی موت کے بعد معتصم جانشین ہوا وہ ظالم مامون سے بھی زیادہ خونخوار نکلا اور اس نے حکم دیا کہ روزانہ دس کوڑے آپ کو مارے جائیں اور ایک کوڑا ایک ہی جلاد اپنی انتہائی قوت سے مارے۔ جن کی کیفیت یہ تھی کہ تلوار سے قتل کا جھانسہ دیا جاتا اور وہ زمین پر ماری جاتی اور اس کے بجائے کوڑا آپ کو مارا جاتا حتیٰ کہ بعض مرتبہ آپ پر غشی سے بے ہوشی طاری ہو جاتی تو کوڑے مارنے والے رک جاتے۔ آپ پر یہ سلسلہ بدستور جاری رہا حتیٰ کہ معتصم بھی مر گیا۔

اس کے بعد معتصم کی جگہ واثق خلیفہ بنا تو یہ معتصم سے زیادہ ظالم ثابت ہوا یعنی ایذارسانی اور مار پیٹ میں اضافہ کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ بھی مر گیا۔ غرضیکہ مسلسل تین حکمرانوں نے پورے اٹھائیس ماہ یعنی دو سال اور چار مہینے امام احمد بن حنبل کو انتہائی تشدد کا نشانہ بنایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس درجہ صبر و سکون اور استقلال سے سرفراز فرمایا کہ آپ کوہ ہمالیہ سے بھی زیادہ اٹل اور محکم ثابت ہوئے۔

مسلسل قید و بند سے پریشان ہوتے ہوئے آپ کے ہمدرد اور خیر خواہ جب آپ کو یہ مشورہ دیتے کہ آپ کم از کم حکومت کا یہ مشورہ قبول کر لیں کہ آئندہ خاموش رہوں گا تو آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتہائی صدمہ سے نڈھال ہو کر فرماتے کہ آپ مجھ پر ظلم وزیادتی نہ کریں اور نہ ہی میرے ایمان پر ڈاکا ڈالیں، مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تیرے سوا کوئی مددگار نہیں تو اپنے فضل وکرم سے مجھے صبر اور استقامت بخش۔

امام شعرانی لکھتے ہیں کہ جب امام السنہ کو جلاد کوڑے مارنے کے لیے لے جا رہے تھے تو ابوالہیثم نامی جو کہ عراق کا نامور ڈاکو تھا۔ راستہ میں ملا جس کو مار مار کر حکومت کے کارندے ہار چکے تھے اس کے چوتڑوں سے گوشت علیحدہ ہو چکا تھا اس نے اپنی حقیقت وکیفیت بیان کرتے ہوئے کہا:

''اے احمد! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں فلاں چوٹی کا شاہی ڈاکو ہوں اور مجھے اٹھارہ سو کوڑے اعتراف جرم کے لیے لگوائے گئے لیکن میں نے جرم کا اقرار نہ کیا حالانکہ میں خود جانتا ہوں کہ میں سراسر باطل پر ہوں لیکن تجھے یاد رکھنا چاہیے تو حق کے راستے پر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں کوڑوں کی ضربات سے گھبرا کر تو اپنے ایمان ہی کو ضائع کر بیٹھے۔ ثابت قدم رہنا اور مردانگی سے مصائب برداشت کرنا۔''

سیل حوادث سے کہیں مڑتا ہے مردوں کا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

امام السنہ عمر بھر ابوالہیثم کے لیے دعا کرتے رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ ابوالہیثم نے میرے ساتھ جس قدر ہمدردی اور خیر خواہی کی وہ دوستوں سے نہ ہو سکی۔

ایسے ہی ایک دوسرے عبد من عباد اللہ نے تسلی دی کہ جس کا نہ تو نام ہی معلوم ہو سکا اور نہ ہی وہ صورت بعد میں کبھی سامنے آئی گویا وہ تائید ایسی تھی جو کہ انسانی صورت میں سامنے آ کر کہنے لگی:

''اے احمد! حکومت کے سامنے ثابت قدم رہنا تیری حاضری کہیں مسلمانوں کی گمراہی کا موجب نہ ہو جائے کیونکہ دنیا کی نگاہیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''احمد کا قول واقرار ہی اس امر میں قول فعیل ہے پس جو کچھ احمد نے اقرار کیا وہی ہمارا قول اور عقیدہ ہے۔ یہ انتہائی وارننگ یا آخری مطمئن قول سن کر احمد نے کہا اللہ ہی مجھے کافی ہے۔''

شعرانی لکھتے ہیں کہ امام السنہ چار بوجھل بیڑیوں سے جکڑ کر انتہائی ذلت سے جیل میں بند کر کے سرخیل معتزلہ ابن ابی داؤد کے ساتھ مناظرہ کے لیے جب مجبور کیا جاتا تو وہ مردود ہمیشہ ذلت وحقارآمیز لہجہ سے دلائل باطلہ دے کر اور ترہیب وترغیب وغیرہ سے خلق قرآن کے اقرار پر مجبور کیا جاتا۔ لیکن امام صاحب اس عزم واستقلال اور انتہائی جرات سے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ پیش کرتے کہ ختان حیران وششدر اور لاجواب ہو کر شرمند ہو جاتا۔ بالآخر مجسم شیطان نے خلیفہ سے کہا کہ احمد ضـــال مـضـل مبتدع ہے احمد ایسا گمراہ اور کڑا ضدی اور بدعتی ہے کہ اس سے خلق قرآن کے اقرار کی قطعاً توقع اور امید نہیں۔ ادھر وہ امام السنہ سے کہنے لگا کہ احمد! خلیفہ نے قسم کھا رکھی ہے کہ تجھے تلوار سے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ کوڑوں کی ضربات سے سسکا سسکا کر مارا جائے گا پس جب معتزلہ مردود اور خلیفہ دونوں مایوس وبے امید ہو چکے تو معتزلی نے کہا کہ اے امیرالمومنین! اب احمد سے کہنا سننا لاحاصل ہے اس کا واحد علاج تلوار ہے لہٰذا اس کو قتل کیجیے اور اس کا خون ہماری گردنوں پر ڈالیے جس سے خلیفہ جوش وغصہ سے دیوانہ ہو کر اٹھا اور احمد کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چنانچہ یہ دیکھ کر خلیفہ گھبرایا اور پانی منگوا کر آپ کے چہرہ مبارک پر چھڑکنے لگا یہاں تک کہ آپ کو ہوش آ گئی۔

صاحب مشکوٰۃ اکمال میں لکھتے ہیں کہ حضرت میمون بن اصنع کہتے ہیں کہ میں بغداد میں تھا کہ اچانک شور وغوغا کی آواز بلند ہوئی میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ امام احمد آزمائے جا رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے میں بھی امتحان بارگاہ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوڑے کی ضرب شدید پر آپ کی زبان مبارک سے بسم اللہ کی آواز سنائی دی۔ دوسری ضرب پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی آواز بلند ہوئی اور پھر جب تیسری ضرب لگی تو آپ نے بلند

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آواز سے القران کلام اللہ غیر مخلوق ، کا نعرہ بلند کیا پھر جب چوتھا کوڑا میری موجودگی میں لگا تو آپ کی زبان مبارک سے یہ آیت سنی گئی لَنْ یُصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا، وہی تکلیف یا صدمہ پہنچتا ہے جو ہمارے مقدر میں خدا کو منظور ہوتا ہے غرضیکہ اس دن میرے روبرو انتیس کوڑے مارے گئے آپ انہی کلمات کو دہراتے رہے۔

حضرت میمون کہتے ہیں کہ جب آپ کو کوڑے لگائے جاتے تھے تو اس وقت آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور قریب تھا کہ پاجامہ نیچے گر کر آپ ننگے ہو جائیں لیکن ہم نے دیکھا کہ آسمان کی طرف منہ کر کے آپ نے یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ مَالَتْ بِهِ الْعَرْشُ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ عَلَی الصَّوَابِ فَلَا تَھْتَلِكْ لِیْ سِتْرًا .))

''اے اللہ! میں تیرے اس باعظمت نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ جس کی برکت سے عرش بھرا ہوا ہے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے لوگوں کے سامنے ننگا نہ کر ہمارے دیکھتے پاجامہ اپنی جگہ مضبوط ہوگیا۔''

جب آپ کی یہ آزمائش ختم ہوگئی تو ایک دن ایسا ہو کہ ایک غیر معروف آدمی آیا اور السلام علیکم کہنے کے بعد عرض کرنے لگا کہ میں دور دراز سے صرف اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں کہ آسمانوں کے تمام فرشتے اور خود حاملین عرش خوش ہیں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کے لیے تمام الائم ومصائب کو انتہائی صبر وسکون اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا ہے۔

جب واثق مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے متوکل جیسے عاشق سنت اور حامی دین کو خلیفہ بنایا۔ تو سب سے پہلے متوکل نے جو کام کیا وہ یہی تھا کہ وہ جیل خانہ میں پہنچا اور سلام مسنون عرض کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے بیڑیاں کھولیں اور شاہی لباس امام کو زیب کروا کر آپ کو اپنے گھر میں دعا اور برکت فرمانے کے لیے درخواست کی اور جب امام صاحب قصر شاہی میں ہی تشریف فرما ہوئے تو متوکل نے انتہائی خوشی ومسرت سے اپنی ماں کو بلند آواز سے پکارا کہ اے اماں جان! ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہوسکتا ہے کہ امام السنہ کی تشریف آوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ہمارا گھر بقعہ نور ہو رہا ہے۔

جب امام السنہ محل سے باہر نکلے تو وہ شاہانہ لباس اتار کر ایک محتاج کو پہنا دیا اور آپ اپنا وہی پرانا لباس زیب تن کرتے ہوئے اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ متوکل آپ کا اس درجہ شیدائی اور عقیدت مند ہوا کہ دونوں وقت کا کھانا جو کہ دو سو درہم کے خرچ سے تیار ہوتا تھا اور انواع واقسام کے پھل وغیرہ بھی بھجواتا تھا لیکن امام صاحب قناعت فرماتے ہوئے کھانے غربا اور مساکین کو دیتے رہے۔

آپ کے بیٹے نے عہدہ قضا قبول کیا تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا آپ کے مکانات کافی تھے جن کے کرایہ پر آپ کی گزران تھی وہ چونکہ قابل مرمت تھے آپ کے بیٹے نے ان کی مرمت وصفائی کروا دی۔ جس کے نتیجے میں آپ نے اس لیے کرایہ لینا بند کر دیا کہ مکانات کی مرمت قضا کی تنخواہ سے کی گئی ہے۔

آپ بیمار ہوئے تو آپ کی طبیعت بگڑنی شروع ہوئی جب متوکل کو اس کی اطلاع پہنچی تو متوکل نے فوراً شاہی طبیب کو حکم دیا کہ آپ کے مرض کی تشخیص کر کے نسخہ تجویز کیا جائے۔ طبیب خاص نے اپنی تشخیص کا نتیجہ متوکل سے یوں عرض کیا کہ امام صاحب کو کوئی بدنی عارضہ نہیں محض خوف ہی سے ان پر ہیبت طاری ہے اس لیے ان کے جگر اور دل کا خون خشک ہو رہا ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور نہ ہی امام صاحب علاج قبول کرنے پر آمادہ ہیں۔ بالآخر آپ نے ۲۴۱ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہی اور اس وقت آپ کی عمر ستتر ۷۷ سال تھی، آپ ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اس جانکاہ صدمہ کا انداز یوں کیا گیا ہے:

> ''جس سے کہرام مچ گیا اور آپ کی موت سے دنیا پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اور جنازہ کی حاضری کی تعداد کم از کم ڈیڑھ لاکھ بتائی گئی اور آپ کا جنازہ دیکھ کر دس ہزار یہودی، مجوسی، عیسائی مسلمان ہوئے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام السنہ کی طرح بنائے۔'' آمین ثم آمین

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر اور اس کی جزا

احادیث، آثارِ صحابہ اور ائمہ سلف کے اقوال کی روشنی میں

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صبر کی روشنی

ا:......حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من یصبر یصبره الله ولم یعطوا عطاء خیرا و اوسع من الصبر .)) ❶

”جو شخص صبر کرتا ہے اللہ اس کو صبر دے دیتا ہے۔ لوگ صبر سے زیادہ وسیع اور زیادہ بہتر کوئی چیز عطا نہیں کیے گئے۔“

۲:......حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ان من ورائکم ایام الصبر ، صبر فهین مثل قبض علی الجمر ، للعامل فیهن مثل اجر خمسین یعملون مثل عمله)) ❷ وزادنی غیره: قالوا یا رسول الله ، اجر خمسین منهم؟ قاص: ((اجر خمسین منکم .)) ❸

”تمہارے اخیر زمانہ میں صبر کے ایسے دن آئیں گے کہ ان میں صبر کرنا مٹھی میں انگار لینے کی مثل ہوگا۔ اس وقت جو دین پر عمل کرے گا اس کا عمل پچاس گنا اجر وثواب میں زیادہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس زمانہ کے پچاس لوگوں کے اجر کے برابر اس کو ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔“

---

❶ رواه البخاری فی صحیحه، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسألة : ۲/ ۱۲۹ .

❷ رواه ابونعیم فی الحلیة : ۲/ ۳۰ .

❸ ابوداود فی سننه کتاب الملاحم، باب الامر والنهی : ٤/ ۱۲۳، رقم: ٤۳٤۱ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳:...... حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار صحابہ سے فرمایا:

((انکم ستجدون اثره شديدة فاصبروا حتى تلقوا الله ورسوله فانى على الحوض ، قالوا: سنصبر .)) [1]

''تم (میرے بعد) شدید حق تلفی دیکھو گے۔ اس پر تم صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو۔ میں (تمہیں قیامت کے دن) حوض پر ملوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم صبر کر لیں گے۔''

۴:...... حضرت زبیر بن عدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے حجاج (کے مظالم) کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر کرو، کیونکہ کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے بعد والا اس سے سخت نہ ہو۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔'' [2]

۵:...... حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اذا جمع الله الخلائق نادى مناد: اين اهل الصبر؟ قال: فيقوم ناس وهم يسير ، فينطلقون سراعا الى الجنة فيلقاهم الملائكة فيقولون: انا نراكم سراعا الى الجنة فمن انتم؟ فيقولون: نحن اهل الصبر ، فيقولون: وما كان صبركم؟ فيقولون: كنا نصبر على طاعة الله ، وكنا نصبر عن معاصى الله ، فيقال لهم: ادخلوا الجنة فنعم اجر العالمين .)) [3]

---

[1] صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب اعطاء المؤلفة قلوبهم على الاسلام: ۳/ ۱۰۵.

[2] رواه البخارى فى صحيحه، كتاب الفتن، باب لا ياتى زمان الا الذى بعده شر منه: ۸/ ۸۹۔ ۹۰.

[3] عدة الصابرين: ص ۱۰۷۔۱۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تبارک وتعالیٰ جب مخلوقات کو (قیامت کے دن) جمع کریں گے تو ایک منادی ندا کرے گا۔ صابر کہاں ہیں؟ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی اور جلدی جلدی جنت کی طرف چلنے لگیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے تو پوچھیں گے ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں، تم جلدی جلدی جنت میں جا رہے ہو، تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم صابرین ہیں، فرشتے پوچھیں گے تمہارا صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کی اطاعت پر صبر کرتے رہے اور اللہ کی نافرمانیوں سے رکے رہے تو ان کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نیک عمل کرنے والوں کے لیے یہ بہترین اجر ہے۔"

۶:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((ان افضل عيش ادركناه بالصبر ، ولو ان الصبر كان من الرجال كان كريما .)) [1]

"سب سے اچھی زندگی وہ ہے جو ہم نے صبر کے ساتھ گزاری ہے، اگر صبر آدمی ہوتا تو بڑی شان والا ہوتا۔"

۷:......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لو كان الصبر والشكر بعيرين ، ما باليت ايهما ركبت .)) [2]

"اگر صبر اور شکر دو اونٹ ہوتے تو مجھے پروا نہ ہوتی کہ میں ان میں سے کس پر سوار ہوا ہوں۔"

۸:......سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الا ان الصبر من الايمان بمنزلة الرأس من الجسد ، فاذا قطع الرأس باد الجسد ، ثم رفع صوته فقال: الا انه لا ايمان

---

[1] عدة الصابرين : ١٢٤ .

[2] عدة الصابرين : ص ١٢٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لمن لا صبر له .)) ❶

''سن لو! صبر ایمان میں وہ درجہ رکھتا ہے جو سر جسم میں رکھتا ہے۔ جب سر کاٹ دیا جائے جسم بے کار ہو جاتا ہے، پھر بلند آواز سے فرمایا: سن لو! جس کا صبر نہیں اس کا ایمان نہیں۔''

۹:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''صبر چار موقعوں میں ہوتا ہے۔ شوق کے موقع میں، خوف کے موقعہ میں، دنیا سے بے رغبتی کے موقع میں اور انتظار کے موقع میں۔

جس نے جنت کا شوق کیا وہ شہوات وخواہشات سے رک گیا۔ جس نے جہنم سے خوف کھایا، وہ حرام چیزوں سے دور ہو گیا۔ جس نے دنیا سے بے رغبتی کی اس نے مصیبتوں کو جھیلا اور جس نے موت کا انتظار کیا اس نے نیک کاموں میں سبقت لی۔''

۱۰:......حضرت یسیر بن عمرو فرماتے ہیں: ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت ابومسعودی انصاری رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ میں نے ان سے لوگوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا: جماعت کے ساتھ رہو۔ (یعنی انتشار والوں کے پاس نہ جانا) کیونکہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور صبر کرو حتیٰ کہ نیک آدمی راحت کو پہنچیں یا گناہ گار سے جان چھوٹے۔''

۱۱:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اے انسان کسی کو ایذا مت پہنچا اور اگر تجھے ایذا دی جائے تو صبر کر۔''

۱۲:......حضرت ابو سنان ضرار بن مرہ فرماتے ہیں: ''یہ بات عام طور پر اکابر میں کہی جاتی تھی کہ اے دنیا! مومن پر کڑوی ہو جا تاکہ وہ تجھ پر صبر کرے۔ اس کے تابع نہ ہو کہ تو اس کو (بددینی کے) فتنوں میں مبتلا کر دے۔'' ❷

---

❶ عدة الصابرين: ١٢٤. ❷ اورده ابونعيم فى الحلية: ٥/ ٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۳:......حضرت فرح بن یزید فرماتے ہیں: ''اس کے لیے بشارت ہے جو اپنے تقویٰ کے ساتھ اپنی شہوت پر غالب آ گیا اور اپنے صبر کے ساتھ خواہشات نفسانی پر۔''

۱۴:......حضرت عدی بن ثابت فرماتے ہیں: ''کراماً کاتبین بسا اوقات اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلقہ آدمی جس کے ساتھ وہ رہتے ہیں اس کی شکایت کرتے ہیں کہ یہ بات کو شروع کرتا ہے لیکن کبھی تکمیل کو نہیں پہنچاتا تو ان کو صبر کا حکم دیا جاتا ہے۔''

۱۵:......حضرت ربیعہ الجرسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر صبر آدمیوں میں سے ہوتا تو اچھا آدمی ہوتا۔''

۱۶:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صبر خیر کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اس کو عطا فرماتا ہے جو اس کے ہاں عزت والا ہوتا ہے۔'' ❶

۱۷:......حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ تکلیف پر صبر عطا فرماتا ہے اور آزمائش اور مصائب پر صبر دیتا ہے تو اللہ پر ایمان لانے کے بعد لوگوں کو جو کچھ نعمتیں ملی ہیں اس کو یہ (صبر) افضل نعمت ملتی ہے۔''

۱۸:......حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) مصیبت پر صبر کرنا اچھا ہے۔ (۲) لیکن گناہوں سے اپنے آپ کو روکنے کا صبر اس سے افضل ہے۔'' ❷

۱۹:......حضرت میمون ہی کا ارشاد ہے: ''کوئی شخص بھی خیر کی سب سے بڑی فضیلت کو نہیں پہنچا چاہے وہ نبی ہو یا نبی سے کم درجہ کا کوئی شخص ہو مگر صبر کے ساتھ۔'' ❸

۲۰:......حضرت سلیمان بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر عمل کا ثواب متعین ہے مگر صبر کا ثواب متعین نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠﴾ (الزمر: ۱۰) (صابرین کو بے حساب اجر ملے گا) آپ نے فرمایا: جیسے کثرت سے بارش

---

❶ عدة الصابرين: ص ١٢٤. ❷ عدة الصابرين: ص ٩٧.

❸ حلية الاولياء: ٤/ ٩٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

برستی ہے۔''❶

۲۱:...... حضرت محمد بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صابروں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کی تفسیر میں دونوں ہاتھ کھول کر فرمایا: اس طرح لپیں بھر بھر کر۔''❷

۲۲:...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے منبر پر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس بندہ پر بھی کوئی نعمت فرماتے ہیں، پھر اس سے وہ نعمت چھین لیتے ہیں اور اس کے بدلہ میں اس کو صبر عطا فرماتے ہیں تو اس سے چھینی ہوئی چیز کے مقابلہ میں یہ صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠﴾ بلاشبہ صابرین کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔''

۲۳:...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ [الرعد: ٢٤]

''فرشتے جنتیوں کو سلام کہیں گے اور یہ کہ یہ ثواب تمہیں دنیا میں صبر کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔''

اس کی تفسیر میں حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کا یہ سلام تمہاری دینداری کی وجہ سے ہوگا اور یہ کتنا اچھا بدلہ ہوگا جو تمہیں دنیا میں رہ کر عمل کرنے کی وجہ سے جنت کی شکل میں ملے گا۔

۲۴:...... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الصبر ثلاث: فصبر على المصيبة، وصبر على الطاعة، وصبر عن المعصية. فمن صبر على المصيبة حتى يردها بحسن عزائها كتب الله له ثلاث مائة درجة، بين الدرجة الى الدرجة كما بين السماء الى الارض، ومن صبر على الطاعة كتب الله له ستمائة درجة، مابين الدرجة الى الدرجة كما

❶ عدة الصابرين: ص ٩٩. ❷ تفسير ابن كثير: ٤/ ٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بين تخوم الأرض الى منتهى العرش ، ومن صبر عن المعصية كتب اللّٰه له تسع مائة درجة ما بين الدرجة الى الدرجة كما بين تخوم الارض الى منتهى العرش مرتين .))[1]

''صبر تین قسم پر ہے یا تو مصیبت پر ہوتا ہے یا اطاعت کرنے میں ہوتا ہے یا گناہ سے رکنے میں ہوتا ہے۔ پس جس شخص نے مصیبت پر صبر کیا اور تعزیت کے اچھے کلمات کے ساتھ اس مصیبت کو اچھے انداز سے برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے (جنت کے) تین سو درجے لکھ دیں گے۔ ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک کا فاصلہ اتنا ہوگا جیسے آسمان سے زمین کے درمیان کا فاصلہ ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے (جنت کے) چھ سو درجے لکھ دیں گے۔ ہر دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین کی تہ سے عرش کی انتہاء تک ہے اور جس نے گناہ سے اپنے آپ کو روکا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نو سو درجے لکھ دیں گے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اس کا دوہرا فاصلہ ہوگا جتنا زمین کی جڑ سے عرش کی انتہاء تک کا ہے۔''

۲۵:...... حضرت صالح المری یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمیں اپنی اطاعت پر صبر کی توفیق عطا فرما اور ہمیں نافرمانی سے رکنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اس چیز پر صبر عطا فرما جو تجھے پسند ہے اور ہمیں اس چیز پر صبر عطا فرما جس کو ہم پسند نہیں کرتے اور بڑے بڑے مشکل کاموں کے وقت بھی ہمیں صبر عطا فرما۔''[2]

۲۶:...... حضرت مسلم البطین فرماتے ہیں، میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا شکر افضل ہے یا صبر؟ فرمایا: صبر لیکن عافیت مجھے زیادہ محبوب ہے۔

۲۷:...... حضرت ضمرہ بن حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بردباری زینت ہے، پرہیزگاری

---

1. رواه الديلمي في الفردوس: ٢/ ٤١٦ رقم: ٣٨٣٦.
2. حلية الاولياء: ١٦/ ١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شان ہے اور صبر مشکلات میں بہترین سواری ہے۔'' [1]

۲۸:......امام محمد بن علی (یعنی امام باقر رحمہ اللہ) نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا ﴾ (الفرقان: ۷۵)

''وہ لوگ فقر پر صبر کے بدلہ میں جنت دیئے جائیں گے۔''

کی تفسیر میں فرمایا کہ غرفة کا معنی جنت ہے اور بِمَا صَبَرُوْا کا معنی فقر پر صبر کرنا ہے۔

۲۹:......حضرت ابو یزید فیض بن اسحاق رقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے آیت: ﴿ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ﴾ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت پر کاربند رکھا اور اپنے آپ کو اس معصیت سے روکا۔ جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا تو ان کو فرشتوں نے کہا: ﴿ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (تم پر سلام ہو اس دین پر چلنے کی وجہ سے جس پر تم کاربند رہے، پس یہ آخرت کا گھر کتنا ہی عمدہ ہے)۔''

۳۰:......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے: ﴿ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ صَبَرُوْا کا معنی تنگی، تکلیف اور زلزلوں میں صبر کرنا ہے اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا معنی فراخی کے ایام اور مخفی حالت میں نیک اعمال کرنا ہے۔

۳۱:......حضرت عطاء بن ابو مسلم خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جنت صبر اور تکلیف دہ کاموں کے پردہ میں رکھی گئی ہے۔ اس میں صبر یا تکلیف دہ کام کے دروازہ سے ہی داخل ہوا جا سکتا ہے اور جہنم شہوات اور لذات کے ساتھ بھر دی گئی ہے۔ اس میں خواہش نفسانی اور لذت کے دروازے سے ہی داخل ہوا جاتا ہے۔''

۳۲:......حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ کی صاحبزادی حضرت خصیلہ سے پوچھا: جب آپ کے ابا جان کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے ان سے کیا سنا؟'' تو انہوں نے فرمایا: مجھے انہوں نے بلایا اور میرے ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا: اے بیٹی!

[1] كتاب الحلم، ص ٦١ رقم: ٨٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کرنا، حتیٰ کہ انہوں نے میری پانچوں انگلیاں گنیں، پھر انہوں نے میرے بائیں ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: اے بیٹی! صبر کرنا حتیٰ کہ پھر انہوں نے میری پانچوں انگلیاں گنیں۔ (یعنی مکمل صبر کرنا)''

۳۳:......حضرت سخبرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من ابتلی فصبر، واعطی فشکر، وظلم فغفر، وظلم فاستغفر. ثم سکت! قالوا: ماله یا رسول اللّٰه؟ قال: ﴿أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾. ❶

''جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوا اور صبر کیا اور اگر کچھ ملا تو شکر کیا۔ ظلم ہوا تو معاف کیا اور ظلم کیا تو بخشش طلب کی۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو اس کو کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''ایسے لوگوں کو امن ملے گا اور وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔''

۳۴:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اربع من اعطیهن فقد اعطی خیر الدنیا والآخرة: قلب شاکر، ولسان ذاکر، وبدن علی البلاء صابر، وزوجة لا تبغیه خونا فی نفسه ولا ماله.)) ❷

''چار چیزیں ایسی ہیں جس کو وہ دی گئیں تو اس کو دنیا و آخرت کی خیر مل گئی:

(۱) شکر کرنے والا دل (۲) ذکر کرنے والی زبان

(۳) اور مصیبت پر صبر کرنے والا بدن

(۴) اور بیوی جو اس کی اپنی ذات میں خیانت نہ کرے یعنی زنا وغیرہ نہ کرے اور نہ اس کے مال میں خیانت کرے۔''

---

❶ رواه البیهقی فی شعب الایمان: ٤/ ١٠٤، رقم: ٤٤٣١.

❷ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ١١/ ١٣٤، رقم: ١١٢٧٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۳۵:...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصبر والسماح .)) [1]

''صبر اور سماح۔''

۳۶:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: صبر اور سماح کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''سماح اللہ کی فرض کی ہوئی چیزوں پر عمل کرنا ہے اور صبر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے رکنا ہے۔''

۳۷:...... حضرت مجاہد ﴿وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ کی تفسیر میں صبر کا معنی روزہ سے کرتے ہیں۔

۳۸:...... حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تین چیزیں ایسی ہیں جو جس شخص میں موجود ہوں گی، وہ نیکی کے شرف کو حاصل کر لے گا: (۱) طبیعت کا سخی ہونا (۲) اذیت پر صبر کرنا (چاہے وہ کسی طرف سے بھی پہنچی ہو)۔ (۳) پاکیزہ گفتگو کرنا۔''

۳۹:...... حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

((ابشری! فان اللّٰه عزوجل قد انزل لامتی الخیر کله، وقد انزل: ﴿اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ﴾ فقالت: بابی انت وامی، ما تلك الحسنات؟ قال: (الصلوات الخمس) ثم دخل علی فقال: (ابشری! فانه قد نزل خیر لا شر بعده) قلت: ما هو بابی انت وامی؟ قال: (انزل اللّٰه جل ذکره: ﴿مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا﴾ فقلت یا رب زد امتی، فانزل اللّٰه تبارك اسمه: ﴿مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ

[1] المطالب العالیة: ۳/ ۱۵۱، رقم: ۳۱۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾ فقلت یا رب زد امتی ، فانزل اللّٰہ تعالٰی:﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ﴾. [1]

''خوش ہو جاؤ۔ اللہ عزوجل نے میری امت کے لیے خیر ہی خیر نازل فرمائی ہے کیونکہ اس نے یہ آیت اتاری ہے:﴿اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ﴾ ''نیکیاں برائیوں کو مٹا دیں گی۔'' انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان نیکیوں سے کیا مراد ہیں؟ فرمایا: پانچ فرض نمازیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی خیر نازل فرمائی ہے۔ جس کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کونسی خیر؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل ذکرہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:﴿مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا﴾ ''جس نے ایک نیکی کی اس کو دس گنا ملے گا۔'' میں نے عرض کیا: یا رب! میری امت کے لیے اور اضافہ کر دیں تو اللہ تبارک اسمہ نے یہ آیت نازل فرمائی:﴿مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾ ''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیں اُگیں (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں۔'' میں نے عرض کیا: یا رب! میری امت کے لیے اور اضافہ فرمائیں: تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ﴾ ''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر ملے گا۔''

۴۰:...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

---

[1] لسان المیزان : ۱/ ۳۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((الصبر رضا .)) [1]

''صبر (اللہ پر) راضی رہنے کا نام ہے۔''

۴۱:......حضرت زافر بن سلیمان فرماتے ہیں: ''حضرت لقمان حکیم نے فرمایا: یقین کی حقیقت صبر ہے اور عمل کی حقیقت نیت ہے۔''

۴۲:......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کا خوف اور جنت کی محبت یہ دونوں آدمی کو دنیا کی چمک سے دور رکھتی ہیں اور (آخرت کی تیاری میں) اعمال کی مشقت پر برانگیختہ کرتی ہیں۔''

۴۳:......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نیکی کے اعمال میں سے کوئی عمل بھی ایسا نہیں، مگر اس کے پیچھے تکلیف ہے۔ اگر نیکی کرنے والے نے اس پر صبر کیا تو نیکی اس کو راحت کی طرف لے جائے گی اور اگر گھبرا گیا تو اس کو پہنچنے والی راحت واپس چلی جاتی ہے۔'' [2]

۴۴:......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''دنیا بڑی خائن ہے۔ اس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور نہ ہی اس کے دکھوں سے بچا جا سکتا ہے جو آدمی زندہ رہے گا وہ تکالیف میں مبتلا بھی ہوگا اور جو مر جائے گا وہ مصیبتوں سے جان چھڑا جائے گا اور جس آدمی نے ناگہانی آفات میں صبر نہ کیا، عاجز رہے گا۔''

۴۵:......حضرت ابوسلیمان نصیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے حواریوں نے عرض کیا: اے روح اللہ! ہمارے لیے کیا طریقہ ہے کہ ہم مکمل طور پر صبر کو حاصل کریں اور اس کی معرفت کو بھی۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمام امور میں اپنے عزم کو اپنی خواہشات کے بالمقابل رکھو، پھر اپنے دین میں کتاب اللہ کو اپنے سامنے رکھو۔''

۴۶:......حضرت اسماعیل بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یاسر، حضرت عمار بن یاسر اور ام عمار رضی اللہ عنہم کی

[1] تهذيب تاريخ دمشق : ٧/ ١٢٦ . [2] حلية الاولياء: ٢/ ٣٧١ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والدہ کے پاس سے گزرے، جبکہ اس وقت ان حضرات کو اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے کافروں کی طرف سے ایذا دی جا رہی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو یاسر اور آل یاسر! صبر اختیار کرو۔ تمہیں اس کے اجر میں جنت ملے گی۔"[1]

۴۷:...... حضرت ربیعہ الجرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر صبر مردوں میں سے ہوتا تو بڑی شان والا ہوتا۔"

۴۸:...... حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنو عبس کے بوڑھوں سے پوچھا: تم لوگوں کے ساتھ کس رخ سے پیش آتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: صبر کے ساتھ، ہم جس قوم سے بھی ملتے ہیں۔ ان کے ساتھ حوصلہ سے پیش آتے ہیں جتنا وہ ہمارے ساتھ حوصلہ سے پیش آتے ہیں۔"

۴۹:...... حضرت زیاد بن عمرو فرماتے ہیں: "ہم سب موت کو اور زخم کی تکلیف کو پسند نہیں کرتے لیکن صبر کر کے ایک دوسرے پر فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔"

۵۰:...... حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک بہادر سے پوچھا گیا کہ "شجاعت کیا ہے؟ فرمایا: ایک لحظہ کا صبر ہے۔"[2]

۵۱:...... امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے سامنے حضرت حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ دو شعر کہے:

اذا لم تسامح فی الامور تعقدت
علیك فسامح واخر العسر بالیسر
فلم ار او فی للبلاء من التقٰی
ولم ار للمکروہ اشفٰی من الصبر

"اگر تو معاملات میں چشم پوشی سے کام نہیں لے گا تو یہ تجھ پر بوجھ بن جائیں

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۶۲.

[2] مکارم الاخلاق: ص ۶۰، رقم: ۱۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گے۔ پس چشم پوشی سے کام لے اور تنگی کو آسانی کے ساتھ پھیر دے۔ میں نے تقویٰ سے زیادہ مصیبت کو دور کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی اور میں نے صبر سے زیادہ ناپسندیدہ چیز کو تسکین دینے والی بھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔‘‘

۵۲:......حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بامراۃ وھی تبکی علی قبر ، فقال لھا النبیؐ: اتقی اللّٰہ واصبری ، فقالت: الیك عنی ، وما تبالی بمصیبتی؟ فقیل لھا: انه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: فاخذھا مثل الموت! فاتته فقالت: انی لم اعرفك . قال: الصبر عند اول صدمة .))[1]

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے، جو ایک قبر پر رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈرا اور صبر کر۔ اس نے کہا: مجھ سے دور ہو جا۔ تجھے میری مصیبت کا کیا پتہ؟ اسے بتایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس کو موت سونگھ گئی۔ پھر وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ (یعنی آپ مجھے معاف فرما دیں) آپؐ نے فرمایا: صبر شروع صدمہ کے وقت ہوتا ہے (بعد میں تو اس آدمی کو صبر ہو ہی جاتا ہے۔‘‘

۵۳:......حضرت عمر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عجبت للمومن! ان اصابه خیر حمد الله وشکرہ ، وان اصابته مصیبة احتسب وصبر ، المومن یوجر فی کل شیء ، حتی اللقمة یرفعھا الی فیه .))[2]

’’میں مومن پر حیران ہوں۔ اگر اس کو خیر پہنچتی ہے تو اللہ کی حمد اور شکر بجا لاتا ہے

---

[1] مسلم: ۳۰۱۴.

[2] السنن الکبری للبیھقی: ۳/ ۳۷۶.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اس کو مصیبت پہنچتی ہے تو ثواب کی امید پر صبر کرتا ہے۔ مومن ہر حالت میں اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔''

۵۴:...... حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک دن میرے پاس ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام زیاد آ کر بیٹھے اور مجھ سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! میں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ دنیا کچھ نہیں ہے یا جنت ہے یا جہنم۔ میں نے کہا: نہیں خدا کی قسم یہ واقعی جنت یا جہنم ہے۔ فرمایا: جنت اور جہنم کے درمیان کوئی ایسی جگہ نہیں، جہاں لوگ ٹھہر سکیں۔ میں نے کہا: ان کے درمیان کوئی منزل نہیں جس میں لوگ ٹھہر سکیں۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم میں اپنے آپ کو جہنم سے بہت بچاتا ہوں۔ آج اللہ کی نافرمانی سے رکنا جہنم کی آگ میں طوق پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔''

۵۵:...... حضرت سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے سنا جو یہ دعا کر رہا تھا۔ اے اللہ! میرا مال اور میری اولاد تیرے جہاد میں خرچ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک خاموش نہیں رہ سکتا کہ اگر اس کو نعمت ملے تو شکر کرے اور اگر مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔ (اور ایسی باتوں کے اظہار سے رک جائے)۔''

۵۶:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی حمد ہو، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اس امت سے خطاء، نسیان اور وہ گناہ جن پر اس کو مجبور کیا گیا اور وہ اعمال جن کے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتی۔ ان کو معاف کر دیا گیا اور مجبوری کی حالت میں بہت سی ایسی چیزوں کو حلال کر دیا جن کو اس پر حرام کیا گیا تھا اور اس امت کو پانچ چیزیں عطا کی گئیں۔ اللہ نے ان کو دنیا بطور قرضہ کے دی اور بطور قرضہ کے ان سے دنیا طلب کی۔ پس جتنا وہ دنیا اپنے نفس کی خوشی سے دیں گے۔ اس کے بدلہ میں ان کو کئی گنا زیادہ اجر ملے گا۔ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اتنا مقدار میں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ اس کو کوئی نہیں جانتا۔ اسی کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾ ''کون ہے جو اللہ کو اچھے طریقے سے قرضہ دے، پھر وہ اس کے لیے اس کا اجر وثواب بہت گنا بڑھا دے۔'' اور جو کچھ اللہ نے اس امت سے زبردستی لیا اور انہوں نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو ان کے لیے اس کے بدلہ میں خاص رحمت اور عام رحمت اور ہدایت ملے گی اور یہ اس لیے کہ اللہ جل وعز کا ارشاد ہے: ''ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال واولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔ ان لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے۔'' اور اللہ تعالیٰ کی تیسری عنایت ان پر یہ ہوگی کہ اگر یہ شکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی نعمت میں اضافہ کر دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اگر تم شکر کرو گے تو میں (نعمتوں کو) اور بڑھا دوں گا۔'' اور اللہ تعالیٰ کی چوتھی عنایت یہ ہوگی کہ اگر اس امت کے لوگوں میں سے کوئی غلطیاں اور گناہ کرے گا حتیٰ کہ کفر تک جا پہنچے گا، پھر توبہ کرے گا تو اللہ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ اور اس کو اپنی محبت نصیب کرے گا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور گناہوں سے پاک رہنے والوں کو بھی۔'' اور پانچویں نعمت یہ ہوگی کہ اگر وہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کو اور تمام نبیوں کو عطا کی جاتی تو ان کے لیے بھی بڑی عطا ہوتی اور وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو میں تمہاری سنوں گا اور قبول کروں گا۔''

۵۷:...... حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بأساء سے مراد فقر ہے۔ ضراء سے مراد بیماری ہے اور حِيْنَ البأس سے مراد جہاد کے وقت صبر کرنا۔

۵۸:...... حضرت ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر نیک عمل کا ثواب معلوم ہے مگر صبر کا معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ 'صابرین کو ان کا اجر بے شمار دیا جائے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۹:......حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا: یہ کالی عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور کہا تھا۔ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ جس سے میرا بدن کھل جاتا ہے۔ آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا، اگر تو صبر کرے تو تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے عافیت دے دے۔ اس نے عرض کیا: میرا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا پردہ نہ کھلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی تھی۔'' [1]

۶۰:......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عبادت گزار لوگوں کو صبر سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ اسی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔'' [2]

۶۱:......حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس شہر کے بہت سے لوگ مٹی میں چلے گئے۔ جنہوں نے اللہ کی اطاعت پر صبر کر کے دنیا کاٹی تھی اور قرآن نے ان کے لیے دنیا کے بدلنے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''کیا ہماری (وعیدوں کو سن کر) یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں۔ اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس (عذاب) کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آ سکتا ہے۔'' اس آیت کے پڑھنے کے بعد حضرت حسن بن صالح رو پڑے۔ پھر فرمایا: ''جب موت اور اس کی سکرات آتی ہے تو اس کو اس کی وہ نعمتیں اور لذتیں جن میں وہ مصروف تھا کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ اس کے بعد آپ غش کھا کر لڑکھڑا گئے۔''

۶۲:......حضرت خلف بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان اپاہج لوگوں میں سے ایک مصیبت زدہ آدمی سے سنا جو یہ کہہ رہا تھا: ''تیری عزت کی قسم! اگر تو شیر کو حکم کرے جو مجھے چبا کر ٹکڑے کر دے۔ تب بھی تیری توفیق کے ساتھ تیرے لیے مجھ میں صبر کا اضافہ

---

[1] بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح: ۷/ ٤.

[2] حلیة الاولیاء: ۷/ ۳۰۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوگا اور تیرے احسان اور نعمت کی وجہ سے مجھ میں تیری رضا میں راضی رہنے کا اضافہ ہوگا۔''

حضرت خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب یہ آدمی یہ بات کہہ رہا تھا اس وقت کوڑھ کی بیماری نے اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور اس کے اکثر بدن کو جھاڑ دیا تھا۔ حضرت خلف فرماتے ہیں: میں نے ایسے ہی ایک اور جذام والے شخص سے سنا جو کہہ رہا تھا: ''اگر تو نے مجھے اس لیے تکلیف میں مبتلا کیا ہے کہ تو میرے صبر کو پہچانے تو مجھے صبر کی ایسی توفیق دے دے جو میری طرف سے تیری رضا کو پہنچ جائے اور اگر تو نے مجھے اس لیے مصیبت میں ڈالا ہے کہ تو مجھے اجر وثواب دے اور اپنی مصیبت کو میرے لیے اپنی رحمت تک پہنچنے کا سبب بنائے تو تیرے بندوں میں سے سب سے بڑی نعمت اور احسان والا کون ہوگا۔ جس کے ساتھ تو نے مجھ پر انعام فرمایا ہے جبکہ تو نے مجھے اپنے امتحان لینے کا اہل بھی بنایا ہے۔ پس تیرے لیے ہر حالت میں حمد ہے تو ہی ہر خیر کا مالک ہے اور ہر نعمت کا بخشنے والا ہے۔''

حضرت خلف فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوسلیمان داؤد الجواربی سے ایک دن سنا جبکہ انہوں نے مجھے متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابواسماعیل! اپنے دکھی ساتھیوں کو کہہ دو: تم صبر کو غنیمت جانو گویا کہ تم اس کی انتہا مدت کو پہنچ چکے ہو۔

حضرت خلف فرماتے ہیں: میں نے یہ بات ان مصیبت زدہ لوگوں میں سے ایک سے ذکر کی جس کی کنیت ابومیمون تھی اور وہ سمجھ دار آدمی تھا۔ اس نے مجھے کہا: اے ابواسماعیل! صبر کی کئی شرائط ہیں، میں نے کہا: اے ابومیمون وہ کیا ہیں؟ تو اس نے کہا:

۱۔ صبر کی شروط میں سے ایک یہ ہے کہ تو صبر کرنے کا طریقہ جانتا ہو کہ کیسے صبر کرے گا؟

۲۔ اور کس کے لیے صبر کرے گا؟

۳۔ اور تو صبر کر کے کیا چاہتا ہے؟

اس میں تو ثواب کی نیت کرے اور اس میں نیت کو عمدہ کرے شاید کہ تجھے خالص صبر نصیب ہو سکے ورنہ تو اس جانور کی طرح ہے جس کو کوئی مصیبت لاحق ہو اور وہ اس سے پریشان ہو، پھر بیماری چلی جاتی ہے تو اس کو بھی سکون آ جاتا ہے لیکن اس جانور کو یہ معلوم نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتا کہ اس کو کیا تکلیف ہوئی کہ اس پر وہ ثواب کی نیت کرے اور صبر کرے اور نہ ہی اس کو صحت کی نعمت کا پتہ ہوتا ہے کہ اس پر اللہ کی حمد ادا کرے اور شکر کرے۔

۶۳:......حضرت لیث بن ابی سلیم سے روایت ہے کہ ''حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اے ایوب! اپنے صبر پر نہ اترانا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے گوشت اور تمہارے خون کے ہر بال کے برابر حصہ کو کاٹا گیا ہے۔ اگر میں ہر ہر بال کی جگہ کو صبر نہ دیتا تو تو صبر نہ کر سکتا۔'' ❶

۶۴:......حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: ''حضرت ایوب علیہ السلام کو کوئی ایک پھوڑا نہیں نکلا تھا بلکہ عورتوں کے پستانوں کی طرح پھوڑے نکلتے تھے اور پھٹ جاتے تھے۔'' ❷

۶۵:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت ایوب علیہ السلام سات سال تک کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر پڑے رہے۔ آدمی آپ کے پاس سے گزرتا تھا تو اپنے ناک کو بند کر کے گزرتا تھا حتیٰ کہ آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے اور انہوں نے کہا اگر اللہ کو اس کی کوئی حاجت ہوتی تو یہ اس حالت کو نہ پہنچتا۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام نے (اللہ تعالیٰ کے سامنے) یہ شکایت کی اور فرمایا: ''مجھے تکلیف پہنچی ہے۔'' ❸

تنبیہ :......اس روایت کو ابن ابی الدنیا کے علاوہ امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب الزہد (۱/۱۰۹) میں اور ثعلبی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء ۱۲۴ میں روایت کیا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرات انبیاء اور رسولوں کو ایسی بیماریوں سے اور ایسے عیوب سے بچایا ہے جن کی وجہ سے لوگوں کو انبیائے کرام علیہم السلام سے نفرت پیدا ہو۔

۶۶:......حضرت زبید فرماتے ہیں کہ ''ابلیس نے کہا: مجھے ایوب کی کوئی چیز ایسی نہیں پہنچی جس سے مجھے خوشی ہو۔ سوائے اس کے کہ میں جب اس کے رونے کو سنتا تھا تو میں کہتا

---

❶ الدرر المنثور: ۵/ ۵۹۲.

❷ قصص الانبیاء المسمی عرائس المجالس للثعلبی: ص ۱۴۲.

❸ سورة الانبیاء: ۸۳۔ الزهد للامام احمد: ۱/ ۱۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ میں نے اس کو دکھ پہنچا دیا ہے۔''❶

۶۷:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی کیڑا حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم سے گرتا تھا تو آپ علیہ السلام اس کو پکڑ کر اس کی جگہ رکھ دیتے اور فرماتے: اللہ کے رزق سے کھاؤ۔''❷

تنبیہ:...... یہ روایت قصہ گوؤں کی من گھڑت ہوگی۔ واللہ اعلم

۶۸:...... سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جبریل علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا: اللہ عزوجل آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان کلمات کے ساتھ دعا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان میں سے ایک چیز دینا چاہتے ہیں: اے اللہ! میں آپ سے فوری عافیت کا یا تیری آزمائش پر صبر کا یا دنیا سے تیری رحمت کی طرف نکلنے کا سوال کرتا ہوں۔''

۶۹:...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی، جب میں نے اس کو یاد کرلیا تو پھر تحریر سے مٹا دیا تھا:

''وہ شخص کامیاب ہوا جو اسلام لایا اور اس کو گزارہ کی روزی دی گئی تو اس نے اس پر صبر کیا۔''❸

۷۰:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ادخل نفسك فى هموم الدنيا ، واخرج منها بالصبر .

''خود کو دنیا کے غموں میں داخل کرا اور ان سے صبر کے ساتھ نکل۔''

۷۱:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تو جب چاہے تو ایسے آدمی کو دیکھ سکتا ہے جس میں صبر نہ ہو لیکن جب تو کسی صبر والے کو دیکھے تو تیرا یہ دیکھنا کام کا ہے۔''❶

۷۲:...... حضرت عبیداللہ بن محمد التیمی فرماتے ہیں، مجھے میرے باپ نے بیان کیا:

---

❶ الزهد للامام احمد: ۱/ ۱۱۲. ❷ قصص الانبياء: ص ۱۲٤.

❸ رواه البيهقي فى شعب الايمان: ۷/ ۱۲٤، رقم: ۹۷۱۹.

❹ الزهد للامام عبدالله بن المبارك: ص ٦، رقم ١٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''حجاج بن یوسف نے اپنے ناخن کی طرف دیکھا جو ٹیڑھا ہوگیا تھا اس کا علاج کیا گیا تو تندرست ہوگیا تو حجاج نے کہا: صبر کا انجام کتنا خوب ہے۔''

۷۳:......امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: میرے سامنے احمد بن یحییٰ نے یہ شعر کہے:

مفتاح باب الفرج الصبر
وکل عسر معه یسر
والدهر لا یبقی علی حاله
والامر یاتی بعده الامر
والکره تفنیه اللیالی التی
یفنٰی علیها الخیر و والشر
وکیف یبقی حال من حاله
یسرع فیها الیوم والشهر

''خوشی کے دروازہ کی چابی صبر ہے اور ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا اور حالت کے بعد اور حالت بدلتی رہتی ہے۔ تکلیف کو راتیں ختم کر دیتی ہیں، جن میں خیر وشر بھی فنا ہو جاتا ہے۔ اس شخص کی حالت کب باقی رہ سکتی ہے جس کا حال یہ ہو کہ اس کے حال میں دن اور مہینے تیزی سے گزر رہے ہوں۔''

۷۴:...... امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے فرمایا: ''مصیبت صابر کو آسودہ حالی کی طرف لے جاتی ہے اور گناہ گار کو آسودہ حالی مصیبت کی طرف لے جاتی ہے۔''[1]

۷۵:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رایتم امرا لا تستطیعوا ان تغیروا، فاصبروا حتی یکون

[1] الزهد لابن المبارك: ص ۲۲۲، رقم: ٦٢٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ ھو الذی یغیر . ❶

''جب تم کوئی ایسی حالت دیکھو کہ تم اس کو تبدیل نہیں کر سکتے تو اس پر صبر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کو بدل دے۔''

۷۶:...... حضرت عصمت بن ابی حکیمہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ایک دن رو پڑے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس چیز نے رلا دیا ہے؟ آپ ﷺ نیا رشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کا آخری زمانہ اوران پر ڈالی جانے والی مصیبتوں کو یاد کیا ہے۔ ان میں سے صبر کرنے والا قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'' ❷

۷۷:...... حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی کثرت سے خیر طلب کیا کرتا تھا۔ اس پر مصیبت پڑی تو گھبرا گیا اور صبر نہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے انبیاء میں سے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ میرے فلاں بندے سے کہہ دیجیے کہ اگر تو صبر کرنے والے لوگوں میں سے نہیں تھا تو مجھ سے عافیت کا استخارہ کیوں نہیں کیا؟'' ❸

۷۸:...... حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ایک عالم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے تمہیں دنیا بطور قرض کے دی ہے اور تم سے اس کو قرض کے طور پر مانگا ہے۔ پس اگر تم دنیا اپنی خوشی سے اللہ کو دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایک نیکی کو دس تک بلکہ سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا دے گا اور اگر وہ تم سے خود لے اور اس لینے کو تم پسند نہیں کرتے تھے لیکن تم نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو یہ تمہارے لیے خاص رحمت اور عام رحمت بنے گی اور تمہارے لیے ہدایت لازم ہو جائے گی۔'' ❹

۷۹:...... حضرت عبداللہ بن نافع زبیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے صبر میں تقویٰ کی مختلف چیزیں جمع ہیں اور یہی مومنین کی پناہ گاہ ہے۔

---

❶ المعجم الکبیر: ۸/ ۱۹۲، رقم: ۷۶۸۵.

❷ الترغیب والترھیب. ❸ تقدم فی الحدیث: رقم ۶۸.

❹ الزھد لابن المبارک: ص ۲۲۶، رقم: ۶۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۰:...... حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صبر سمجھ داری ہے۔''

۸۱:...... حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلام کی یہ بات مشہور تھی کہ ''مومن صبر کا ایسا محتاج ہے جیسا کہ کھانے اور پینے کا محتاج ہے۔''

۸۲:...... حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں دیکھا، گویا میں کسی نہر پر ہوں اور مجھے کہنے والا کہتا ہے، خود بھی پی لو اور دوسروں کو بھی پلاؤ، جیسے تم غصہ میں صبر کیا کرتے تھے۔'' [1]

۸۳:...... حضرت یزید بن تمیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کو حجاج بن یوسف کی جیل میں قید کیا گیا تو انھوں نے کچھ لوگوں کو بیڑیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھا ہوا دیکھا کہ وہ اکٹھے ہی اٹھتے تھے اور اکٹھے ہی بیٹھتے تھے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کی آزمائش والو اس کی نعمت میں اور اے اللہ کی نعمت والو اس کی آزمائش میں اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کا اہل بنایا ہے کہ وہ تم سے امتحان لے۔ پس تم اس کو اس کا اہل بن کر دکھاؤ کہ اس کے لیے صبر کر رہے ہو تو انھوں نے پوچھا: اللہ تم پر رحم کرے۔ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مصیبت کا انتظار کر رہا ہے جو تم پر اتر چکی ہے تو انھوں نے کہا ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم اپنی اس جگہ سے نکلیں (بلکہ ہم اس پر صبر کریں گے)۔''

۸۴:...... حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شکایت کی جبکہ آپ نے اپنی ایک چادر کے ساتھ کعبہ کی ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا: کیا آپ ہمارے لیے مدد طلب نہیں کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی وجہ سے سرخ چہرہ کے ساتھ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا:

((قد كان من كان قبلكم يوخذ الرجل، فيخفرله فى الارض، ثم يجاء بالمنشار فيوضع فوق رأسه ما يصرفه عن دينه، او يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم

---

[1] الزهد للامام احمد: ص ٤٣٦ (طبعة دارالكتب العلمية).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وعصب، ما یصرفه عن دینه، ولیتمن اللّٰه هذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضر موت، لا یخشی الا اللّٰه والذئب علی غنمه، ولکنکم تعجلون.))❶

''تم سے پہلے لوگوں میں آدمی کو پکڑا جاتا تھا پھر اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا پھر آری منگوائی جاتی اور اس کے سر پر رکھ دی جاتی تھی پھر بھی اس کو یہ عذاب اس کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا یا لوہے کی کنگھیوں کے ساتھ اس کے گوشت کو ہڈیوں اور پٹھوں سے کریدا جاتا تھا۔ یہ عذاب بھی اس کو دینداری سے نہیں ہٹا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو پورا کرنے والے ہیں حتیٰ کہ سوار ''صنعاء'' سے ''حضر موت'' تک چلے گا اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہوگا اور بھیڑیا اس کی بکریوں کا نگہبان ہوگا لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔''

۸۵:......حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سر کے نیچے اپنی چادر کا تکیہ لگا کر درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں پر بددعا کیوں نہیں کرتے جن سے ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمیں ہمارے دین سے نہ پھیر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ پھیر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا اور ہر دفعہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی بات کہی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ بیٹھ گئے اور فرمایا:

((ایها الناس، اتقوا واصبروا، فو اللّٰه ان کان الرجل من المومنین قبلکم لیوضع المنشار علی راسه فیشق باثنین لا یرتد عن دینه، فاتقوا اللّٰه واصبروا، فان اللّٰه فاتح علیکم وصانع لکم.))❷

---

❶ رواه البخاری فی صحیحه، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ٤/ ١٨٠.

❷ رواه الحاکم فی المستدرك: ٣/ ٣٨٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔ پس اللہ کی قسم تم سے پہلے مومنین میں سے ایک آدمی کے سر پر آری رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا۔ اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فتح کے دروازے کھولنے والا ہے اور تمہارے لیے عجیب کام کرنے والا ہے۔''

۸۶:...... حضرت علی بن زید فرماتے ہیں: ''حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی: ''اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے کیا صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے۔'' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: تمہارے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا ہے۔ پس تم صبر کرنا۔''

۸۷:...... حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تو کوئی ایسا مشکل معاملہ دیکھے کہ اس کے علاوہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو صبر کر اور اللہ کی طرف سے آسانی کا انتظار کر۔''

۸۸:...... حضرت صالح بن عبدالکریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے معاملات کا سرچشمہ عقل کو بنایا ہے اور علم کو ان کے لیے رہنما بنایا ہے اور عمل کو ان کے لیے چلانے والا بنایا ہے اور اس پر صبر کے ذریعے سے ان کو تقویت دی ہے۔''

۸۹:...... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں ایک بات پر صبر کر لیتا ہوں جبکہ وہ میرے لیے مٹھی میں انگارا لینے سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مجھے اس پر صبر کرنے کے لیے کوئی چیز برانگیختہ نہیں کرتی، سوائے اس کے کہ مجھے اس سے بھی مشکل کا ڈر ہوتا ہے۔''

۹۰:...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تین صفتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے آدمی دنیا اور آخرت کی مرغوب چیزیں حاصل کر لیتا ہے۔ (۱) مصیبت کے وقت صبر (۲) اللہ کی قضاء پر راضی رہنا (۳) اور فراوانی کے دنوں میں دعا کرنا۔''

۹۱:...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی۔ ایسی بات میں نے نہ اس سے پہلے سنی نہ بعد میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ان اللّٰہ عزوجل قال: یا عیسیٰ، انی باعث من بعدك امة،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان اصابھم ما یحبون حمدوا وشکروا، وان اصابھم ما یکرھون احتسبوا واصبروا، اعطیھم من حلمی وعلمی))❶

''اللہ عزوجل نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت (محمدیہ) کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر ان کو وہ چیز ملے گی جس کو وہ پسند کرتے ہوں گے تو وہ حمد وشکر بجا لائیں گے اور اگر ان کو وہ چیز پہنچی جس کو وہ ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ اس پر ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے۔ میں ان کو اپنا تحمل اور علم عطا کروں گا۔''

۹۲:...... حضرت ابومحمد الازدی البصری فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے حضرت حسن بن حبیب بن ندبہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا: مجھے دنیا میں فقر پر میرے صبر کی وجہ سے معاف فرما دیا۔''

۹۳:...... حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کے دور دراز علاقوں میں ایک لشکر بھیجا۔ وہ بنوعبس کے کچھ بوڑھوں کو لے آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم نے قبل از اسلام کے زمانہ میں لوگوں سے جنگیں لڑی ہیں، تم نے کون سے قسم کا گھوڑا زیادہ صبر والا دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: جس کا رنگ سرخ اور سفید کے بین بین ہو۔ آپ نے پوچھا اور کون سا اونٹ تم نے زیادہ صبر والا دیکھا؟ انہوں نے کہا: پیچ در پیچ بالوں والا۔ آپ نے پوچھا: تم نے کون سی عورت زیادہ صبر والی دیکھی۔ انہوں نے کہا: ہم میں بے وطن عورت نے کبھی بھی صبر نہیں پایا۔ آپ نے پوچھا: تم کس وجہ سے لوگوں پر غلبہ پاتے تھے۔ انہوں نے کہا: صبر کے ساتھ ہم جس قوم کے مقابلہ میں نکلے تو ان کے مقابلہ میں اتنا حوصلہ اختیار کیا کہ وہ ہمارے مقابلے میں ویسا حوصلہ نہیں رکھتے تھے۔''

۹۴:...... امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مجھے ایک دانشور نے بیان کیا: ''میں جہاد کی خاطر نکلا میرا ارادہ تھا کہ جہاں رات دن دشمن کا خطرہ رہتا ہے ایسی چوکی پر پہنچوں گا جب میں عریش مصر تک پہنچا، یا عریش مصر سے ذرا دور تھا، میں نے ایک چھپر کے نیچے ایک آدمی کو

❶ رواہ الحاکم فی المستدرك: ۱/ ۳۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں اور نگاہ ضائع ہو چکی تھیں اور وہ یہ کلمات کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! میں تیری ایسی حمد کرتا ہوں جو تیری مخلوق کی تمام ادا کی ہوئی تعریفوں کو محیط ہو تیری فضیلت کے بقدر جو تجھے تیری مخلوق پر حاصل ہے کیونکہ تو نے مجھے اپنی مخلوقات میں سے بہت ساروں پر بہت سی فضیلت دی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں اس سے پوچھ کر رہوں گا کہ اس کو یہ حمد سکھلائی گئی ہے یا الہام کی گئی ہے۔ پھر میں اس کے قریب ہوا اور اس کو سلام کیا۔ اس نے مجھے سلام کا جواب دیا میں نے اس سے کہا میں آپ سے ایک چیز پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے اس کے متعلق بتائیں گے؟ اس نے کہا: اگر مجھے اس کے متعلق علم ہوگا تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ میں نے کہا: تم اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت پر اس کی حمد کر رہے تھے یا اس کی فضیلتوں میں سے کون سی دی ہوئی فضیلت پر اس کا شکر ادا کر رہے تھے؟ اس نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں میرے ساتھ اس نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں میں نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! اگر اللہ سبحانہ آسمان سے مجھ پر آگ پلٹ کر مجھے جلا دے اور پہاڑوں کو حکم دے اور وہ مجھے پیس ڈالیں اور سمندروں کو حکم دے اور وہ مجھے غرق کر ڈالیں اور زمین کو حکم دے تو وہ مجھے دھنسا دے۔ تب بھی میری اس کے ساتھ محبت بڑھ جائے گی اور میں اس کے شکر میں اور اضافہ کر دوں گا۔ مجھے بھی تم سے ایک کام ہے۔ میرا ایک لڑکا ہے جو میرے نماز کے وقت کی نگرانی کرتا تھا اور مجھے افطار کے وقت کھلاتا تھا اور وہ کل سے گم ہے کیا وہ تم مجھے ڈھونڈ دو گے؟ میں نے کہا: اس بندے کا کام کرنا اللہ کے قرب کا ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا جب میں ریت کے ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک درندہ اس کے لڑکے کو چیر پھاڑ کر کھا رہا ہے۔ میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، میں اس نیک آدمی کا سامنا کیسے کروں گا؟ اگر میں نے اس کو بتایا تو وہ مر نہیں جائے گا؟ پھر میں اس کے پاس گیا۔ اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے اس کو کہا میں آپ سے ایک چیز کا سوال کرنا چاہتا ہوں، کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے؟ اس نے کہا: اگر مجھے علم ہوگا تو میں تمہیں اس کے متعلق بتاؤں گا۔ میں نے کہا: اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نزدیک تمہارا مرتبہ زیادہ ہے یا حضرت ایوب علیہ السلام کا۔ کہا: بلکہ ایوب علیہ السلام اللہ کے نزدیک مجھ سے زیادہ مرتبہ والے ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کی قدر ومنزلت مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے کہا: اللہ نے ان کو آزمائش میں ڈالا تھا؟ لیکن انہوں نے صبر کیا ان کی تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ ان سے انس رکھنے والے بھی متوحش ہوگئے اور وہ راہ گزرنے والوں کی آنکھوں کا نشانہ بن گئے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: تم نے اپنے جس بچے کے بارے میں مجھے بتایا تھا میں اس کی تلاش میں نکلا تو میں نے اس کو ریت کے ٹیلوں کے درمیان دیکھا کہ اس کو ایک درندہ چیر پھاڑ کر کھا رہا تھا تو اس نے کہا: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رکھی۔ پھر اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور فوت ہوا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ آمین

میں نے کہا: انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، مجھے اس کے غسل، کفن اور دفن میں کون مدد دے گا؟ میں اسی حالت میں تھا کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ اپنی سواریوں کے ساتھ اسی چوکی کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: تمہارا اور اس کا کیا قصہ ہے؟ میں نے اس کی ساری حکایت بیان کی۔ تو وہ رک گئے اور ہم نے اس کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور ان کپڑوں میں کفن دیا جو ان کے پاس تھے اور میں نے اس کے جنازہ کی نماز کی امامت کرائی۔ پھر اسی چھپر کے نیچے دفن کر دیا۔ پھر لوگ جہاد کی چوکی کی طرف چلے گئے اور میں اسی چھپر کے نیچے اس کے انس کی وجہ سے رہ پڑا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو میں نے خواب میں اپنے اس متوفی کو دیکھا کہ وہ ایک سرسبز باغ میں ہے۔ اس پر سبز پوشاک ہے اور وہ کھڑے ہو کر تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: تم میرے وہی ساتھی نہیں ہو۔ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا تم کون سی نیکی کی وجہ سے اس درجہ کو پہنچے۔ کہا: میں صبر کی وجہ سے صابرین کے اس درجہ کو پہنچا ہوں۔ مصیبت پر صبر کی وجہ سے اور فراوانی پر شکر کی وجہ سے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اس دانشور نے کہا: اے ابوعمرو! تم اس ولی کی کونسی خوبی کا انکار کرو گے۔ اللہ نے اس سے محبت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کو مصیبت میں مبتلا کیا تو اس نے صبر کیا پھر اس کو نعمت دی تو اس کا شکر کیا۔ خدا کی قسم! اگر اس پر دنیا کے پہاڑ ترس نہ کھاتے اور سمندروں میں پڑے ہوئے سیپ نہ ہنستے اور رات اور دن اس کی مدد نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مخلوق میں سے معمولی سی چیز عطاء کر دیتے اور اس کی حکومت سے پھر بھی کچھ کم نہ ہوتا۔ ولید بن مسلم فرماتے ہیں: مجھے امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب سے مجھے اس دانشور نے یہ قصہ بیان کیا، اس وقت سے میں مصیبت زدہ لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔"

۹۵:...... سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگ قادسیہ کے دن ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ جس کے ہاتھ پاؤں کٹ چکے تھے اور وہ ہنس کر یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝۶۹﴾ [النسآء: ٦٩]

"(اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے) ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"

اس سے پوچھا گیا کہ تم پر خدا رحمت فرمائے۔ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ فرمایا کہ میں انصار کا ایک آدمی ہوں۔

۹۶:...... حضرت ہشام بن محمد فرماتے ہیں: "حضرت زید بن صوحان کے ہاتھ کو بعض فتوحِ عراق میں صدمہ پہنچا تو وہ مسکرانے لگے، جبکہ خون پھوٹ رہا تھا تو ان کی قوم کے ایک آدمی نے ان سے کہا: یہ مسکرانے کا موقع ہے؟ تو حضرت زید رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک درد ہے جو لاحق ہوا ہے۔ اللہ نے اس کا ثواب مجھے دینا چاہا ہے کیا میں اس کے ساتھ جزع فزع کا درد لاحق کر دوں۔ جس میں نہ تو کوئی انعام ہے اور نہ ہی نقصان کی تلافی ہے اور میرے مسکرانے میں بعض پریشان حال مومنین کے لیے تسلی ہے۔ تو اس اعتراض کرنے والے نے کہا تم اللہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۹۷:......حضرت مسعر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی کے پاس سے جنگ یمامہ میں گزر ہوا جبکہ اس کی آنتیں زمین پر گری ہوئی تھیں اور وہ بعض گزرنے والوں کو کہہ رہا تھا۔ میری آنتیں میرے پیٹ میں رکھ دو تاکہ میں ایک نیزہ یا دو نیزے کے برابر میدان جنگ میں قریب ہو جاؤں۔''

۹۸:......حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''حجاج بن یوسف نے حضرت حطیط رحمہ اللہ سے کہا: کیا تم مجھے سچ سچ جواب دو گے؟ آپ نے فرمایا: پوچھو میں نے اللہ سے عہد کیا ہے اگر تم مجھے تنہائی میں لے جاؤ گے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا اور اگر تم مجھے سزا دو گے تو میں صبر کروں گا اور اگر مجھ سے کچھ پوچھو گے تو میں سچ کہوں گا۔ اس نے کہا: عبدالملک (بن مروان) خلیفہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: تم کتنے بیوقوف ہو، مجھ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھتے ہو جس کی غلطیوں میں سے ایک غلطی تم ہو۔ تم نے زمین کو فساد سے پاٹ دیا ہے۔ اس نے کہا: کبھی آپ کو میری تنہائی ملی ہے؟ فرمایا: ایک مرتبہ لیکن میرے اور تیرے درمیان ایک چیز حائل ہوگئی تھی۔ جس نے مجھے تجھے قتل کرنے سے روک دیا تھا۔ حجاج نے کہا: مجھے بھی کچھ یاد آ رہا ہے لیکن تم تیسری صورت (میرے عذاب) پر صبر نہیں کرسکو گے۔ آپ نے فرمایا: جو اللہ چاہے گا۔ حجاج نے کہا: اے معبد! (حجاج بن یوسف کا عذاب دینے والا کارندہ) اس کو پکڑ لو تو اس نے آپ کو گرفتار کر کے ہر طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔ پھر آ کے حجاج کو اطلاع کی کہ اس کو کوئی پرواہ نہیں ہو رہی۔ تو حجاج نے کہا: اس کا کوئی غم خوار ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک ماں اور ایک بھائی ہے۔ تو اس نے آپ رحمہ اللہ کی والدہ کی پنڈلیوں کو دو لکڑیوں میں پھنسا کر بیلا تو حضرت حطیط رحمہ اللہ نے فرمایا: اے اماں! صبر کرنا، صبر کرنا پھر اس نے ان کی والدہ کو قتل کر دیا۔''

۹۹:......عبداللہ بن حمید ثقفی اپنے والد سے جو کہ حجاج بن یوسف کے چوکیداروں میں سے تھے، نقل کرتے ہیں: ''جب حضرت حطیط رحمہ اللہ کو پیش کیا گیا تو حجاج نے آپ کے ساتھ گفتگو کی۔ پھر ان کو عذاب دینے کا حکم دیا گیا تو عذاب دینے والے کارندے نے آپ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہا: اے حطیط! تجھے معلوم ہے مجھے تیرے بارہ میں گورنر نے کیا حکم دیا ہے؟ تم نے اس کے دفاع میں بھی کچھ کیا ہے؟ تو اس سے حضرت حطیط رحمہ اللہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے تو اللہ کی نافرمانی کر کے حجاج کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اپنی آخرت کو اس کی دنیا کے بدلہ میں بیچتا ہے تو ان لوگوں میں سے ہے جن کی دنیا اور آخرت تباہ ہوگئی۔ تیری آخر زندگی تک تباہی ہی تباہی ہے۔ اس نے کہا: اے حطیط جس کا اس نے تیرے متعلق حکم دیا ہے تم نے اس کے دفاع میں کیا کیا ہے؟ جب اس نے بار بار یہی سوال کیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے میں نے اس کے لیے وہ تیار کیا ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ صبر پر بے حساب اجر دے گا۔ اللہ کی قسم میں نے اسکے لیے صبر کو تیار کیا ہے حتیٰ کہ مجھ میں اللہ کی قضاء وقدرت نافذ ہو جائے۔

چنانچہ آپ کو انواع واقسام کے عذاب دیئے گئے تو آپ رحمہ اللہ نے اف تک نہ کیا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی جان نکلنے کے قریب ہوئی تو قید خانہ سے نکال کر کورا کرکٹ کے ڈھیر پر ڈال دیا تو آپ کے اردگرد لوگ جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ اے حطیط! پڑھو لا الٰہ الا اللہ تو وہ اس کے لیے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے لیکن صاف صاف نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس کے بعد ان کی جان نکل گئی۔

۱۰۰:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی تھا اس کا نام عقیب تھا۔ وہ ایک پہاڑ پر اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو لوگوں کو مختلف قسم کے عذاب دیتا تھا اور وہ بڑا ظالم تھا۔ عقیب نے کہا: کیا اچھا ہوتا اگر میں اس کی طرف اترتا اور اس کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا۔ یہ میرے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ وہ پہاڑ سے اترا اور اس سے کہا کہ ارے خدا سے ڈرو! تو اس کو ظالم نے کہا: اے کتے تیرے جیسا شخص مجھے اللہ سے ڈرنے کا حکم کرتا ہے؟ میں تجھے ایسی سزا دوں گا کہ دنیا بھر میں کسی کو نہیں دی ہوگی۔ چنانچہ اس کے لیے حکم دیا کہ اس کی زندہ حالت میں قدموں سے سر تک کھال اتار دی جائے۔ چنانچہ اس کی کھال اتاری گئی جب اس کی کھال اتر کر پیٹ تک پہنچی تو وہ تھوڑا سا رو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی: عقیب! صبر کر میں تجھے غم کی دنیا سے نکال کر خوشی کے محل میں لے جاؤں گا اور تنگی کی جگہ سے نکال کر فراخ جگہ میں لے جاؤں گا۔

پھر جب کھال اترتے اترتے چہرہ تک اتر گئی تو اس کی چیخ نکل گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو وحی فرمائی: عقیب! تو نے میرے آسمان والوں اور میری زمین والوں کو رلا دیا ہے تو نے میرے فرشتوں کو میری تسبیح سے غفلت میں ڈال دیا ہے۔ اگر تو نے تیسری مرتبہ فریاد کی تو میں اس قوت پر زبردست عذاب ڈال دوں گا۔ حتیٰ کہ اس کے چہرے سے بھی کھال اتار دی گئی، تب بھی اس نے صبر کیا۔ اس خوف سے کہ اس کی قوم پر عذاب نہ آئے۔"

۱۰۱:...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے مروی ہے: "ان سے امر و نہی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا حکم نہ دیا پھر فرمایا: اگر تم ایسا صبر کرو جیسا اسرائیلی نے کیا تو ٹھیک ہے۔ آپ سے پوچھا گیا اسرائیلی کا صبر کیسے تھے؟ فرمایا: تین آدمی تھے۔ جمع ہوئے پھر کہا کہ یہ آدمی ایسا اور ایسا غلط کام کرتا ہے۔ ان کی اس سے مراد ان کا بادشاہ تھا، پھر انہوں نے کہا کہ اس کے پاس ہم میں سے ہر ایک اکیلا اکیلا جائے اور تنہائی میں اس سے ملے اور اس کو امر اور نہی کرے تو ان میں سے ایک شخص گیا اور دربار میں پہنچ کر اس کو حکم کیا اور نہی کی تو بادشاہ نے کہا میں تجھے یہاں نہیں دیکھنا چاہتا تو اس کے لیے قید کا حکم کر دیا گیا۔ جب یہ خبر باقی دو کو پہنچی تو انہوں نے کہا اب امر و نہی واجب ہوگئی۔ پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس گیا اور کہا ارے تیرے پاس ایک آدمی آیا تھا اور تجھے امر اور نہی کی تھی لیکن تو نے اس کے لیے قید کا حکم کر دیا۔ تو اس نے کہا: میں تجھے اس کا ساتھی سمجھتا ہوں۔ میں تیرے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو اس کے ساتھ کیا ہے۔ پھر اس کے لیے قتل کا حکم دیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ جب یہ خبر تیسرے کو پہنچی تو اس نے کہا اب تبلیغ واجب ہوگئی پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور کہا ارے تیرے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے تجھے امر اور نہی کی تو تو نے اسے قید کر ڈالا دوسرا آیا تو تو نے اس کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے کہا: میرا خیال ہے تو بھی اس کا ساتھی ہے۔ میں تیرے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو اس کے ساتھ کیا تھا پھر اس کے لیے حکم دیا تو اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے دھوپ میں زمین پر اس کے کانوں میں میخیں لگا دی جائیں۔ تو سورج کی تپش اس کو اوپر اور نیچے سے پہنچتی تھی۔ ان کا مقصد تھا کہ یہ کوئی بات کر کے بادشاہ سے معذرت کر لے گا لیکن اس نے انکار کر دیا۔

حضرت ابو یزید جنھوں نے اس بات کو فضیل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ان تینوں ساتھیوں میں سے ایک نے کہا تھا۔ اگر تم میں سے کسی ایک کو تکلیف پہنچائی جائے تو وہ یہ دعا کرے۔ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَائَكَ ، ''اللہ مجھے تجھ پر قربان کرے۔''

۱۰۲:...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''حجاج بن یوسف نے ایک آدمی کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے۔ پھر حکم دیا کہ اس کو کوفہ کے دروازے پر سولی لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ اس کو کشتی میں سوار کیا جب کوفہ کے قریب پہنچے تو آدمی نے کچھ کھسکھساہٹ سنی تو پوچھا: کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمیں تمہیں سولی لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ تم چھلانگ لگا کر پانی میں خودکشی نہ کر لو، تو اس نے کہا: میں خودکشی کر لوں گا؟ خدا کی قسم! مکھی میرے ہاتھ پر یا پاؤں پر بیٹھتی ہے تو میں اس کو ہٹانا بھی پسند نہیں کرتا تاکہ میری اپنے نفس کے لیے مدد نہ ہو۔

چنانچہ انھوں نے اس سے یہ دعا کرتے ہوئے بھی سنا: ''اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ لوگوں کی تکلیف دہی سے بھاگ کر تیرے عذاب تک پہنچوں اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں لوگوں سے پہنچی ہوئی مصیبت کو تیرے عذاب کی طرح کر ڈالوں اور میں آپ کے ساتھ اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ لوگ مجھ میں خیر دیکھیں اور مجھ میں خیر نہ ہو۔ اے اللہ! میرے ساتھ خیر کا ارادہ فرما اور میرے ساتھ خیر فرما بیشک تو اپنی مرضی کرتا ہے۔''

۱۰۳:...... حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے ایک شخص نے پوچھا جس کے ہاتھ جھڑ چکے تھے اور کہا: اے ابو عبداللہ! آپ نے کوئی اس سے بڑی مصیبت یا عذاب سنا ہے۔ جس میں ہم مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم غور کرو اپنی مصیبت کے متعلق اور گزشتہ لوگوں کی مصیبتوں کے متعلق تو تمہاری مثال آگ کے مقابلہ میں دھویں کی سی ہے۔ پھر آپ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت کو پیش کیا گیا۔ اس کا نام سارہ تھا اور اس کے سات بیٹے بھی بادشاہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ یہ بادشاہ لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے کے امتحان میں ڈالتا تھا، چنانچہ اس نے ان میں سے سب سے بڑے بیٹے کو بلایا اور اس کے سامنے خنزیر کا گوشت رکھا اور کہا اس کو کھاؤ۔ اس نے کہا: میں ایسی چیز کھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ جس کو اللہ نے مجھ پر ہمیشہ کے لیے حرام کیا ہے۔ بادشاہ نے اس کے لیے سزا کا حکم دیا تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس کو ایک ایک عضو کر کے کاٹا، حتیٰ کہ قتل کر دیا۔ پھر اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا: تم کھاؤ تو اس نے کہا: میں بھی ایسی شئے نہیں کھاتا جس کو اللہ نے مجھ پر حرام کیا ہے تو اس نے تانبے کی ایک دیگ کا حکم دیا۔ جس کو رال سے بھر دیا گیا پھر اس کو کھولایا گیا جب وہ کھول گئی تو اس کو اس میں ڈال دیا۔ پھر اس سے چھوٹے کو بلایا اور کہا: تم کھاؤ۔ اس نے کہا: تم زیادہ کمزور اور قلیل اور حقیر ہو۔ اللہ کے سامنے کہ میں تمہارے کہنے پر ایسی چیز کھاؤں، جس کو اللہ نے مجھ پر حرام قرا دیا ہے۔ تو بادشاہ ہنس پڑا اور کہا تم جانتے ہو۔ اس کا مجھے گالی دینے کا کیا مقصد ہے؟ یہ مجھے غصہ آلود کر کے چاہتا ہے کہ میں اس کو جلدی سے قتل کر دوں لیکن میں اس کے ارادہ کو غلط ثابت کر دوں گا، پھر اس کے لیے بادشاہ نے حکم دیا تو اس کی گردن کی کھال اتاری گئی، پھر اس کے لیے حکم دیا کہ اس کے سر اور منہ کی کھال بھی اتار دی جائے تو اس طرح اس کی کھال اتارتا رہا۔ اسی طرح سے وہ مختلف عذاب دے کر کے ان میں سے ہر ایک کو قتل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ان سب سے چھوٹا بھائی بچ گیا تو بادشاہ اس کی طرف اور اس کی ماں کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی ماں سے کہا کہ تو نے دیکھا میں نے تیرے ساتھ کیا حشر کیا ہے؟ اپنے بیٹے کو لے جا اور تنہائی میں صرف ایک لقمہ کھانے پر آمادہ کرتا کہ یہ تمہارے لیے زندہ رہے۔ اس نے کہا: اچھی بات ہے، پھر وہ اپنے بیٹے کو تنہائی میں لے گئی اور کہا اے بیٹے! یہ بات ذہن نشین رکھو کہ تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک پر میرا ایک حق تھا اور تجھ پر میرے دو حق ہیں کیونکہ میں نے تیرے بھائیوں میں سے ہر ایک کو دو دو سال دودھ پلایا تھا۔ جب تیرا باپ فوت ہوا تھا تو تو حمل میں تھا۔ میں نے تیرے بڑی فکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی۔ تیری کمزوری اور میری تیرے ساتھ شفقت کی وجہ سے میں نے تجھے چار سال تک دودھ پلایا ہے۔ اس لیے میرے تجھ پر دو حق ہیں (ماں کا بھی باپ کا بھی) میں تجھے اللہ کا واسطہ اور تجھ پر اپنے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تجھ پر حرام کی ہے اس کو مت کھانا ورنہ میں قیامت کے دن جب تیرے بھائیوں سے ملاقات کروں گی تو تو ان میں شامل نہیں ہوگا۔ تو اس نے کہا: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے تجھ سے یہ بات سنوائی۔ مجھے ڈر تھا کہ تم مجھ سے مطالبہ کروگی کہ میں وہ کھاؤں جو اللہ نے مجھ پر حرام کیا ہے۔

پھر وہ اپنے بیٹے کو بادشاہ کے پاس لے گئی اور کہا یہ لو۔ میں نے اپنی بات کر دی ہے اور اس کو سمجھا دیا ہے۔ تو بادشاہ نے اس کو کھانے کا حکم دیا تو اس نے کہا: میں تو ایسی کوئی چیز نہیں کھاؤں گا جو اللہ نے مجھ پر حرام کی ہے۔ تو اس نے اس کو بھی قتل کر دیا اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ پھر اس نے اس کی ماں سے کہا: میں تجھے آج کے صدمہ میں گنجائش دینا چاہتا ہوں تو تباہ ہو جائے تو ہی ایک لقمہ کھا لے، پھر جو تو چاہے گی میں تیرے ساتھ وہی کروں گا اور تجھے وہ کچھ دوں گا جو تو پسند کرے گی تا کہ تو عیش سے زندگی گزار سکے۔ وہ کہنے لگی: میں اپنی اولاد کی اموات کو اور اللہ کی نافرمانی کو جمع کروں؟ اس کے بعد میرا ابھی زندہ رہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں ایسی کوئی چیز نہیں کھاؤں گی جو اللہ نے مجھ پر ہمیشہ کے لیے حرام کی ہے۔ تو اس نے اس کو بھی قتل کر دیا اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ملا دیا۔“

۱۰۴:...... حضرت ابوعبدالرحمٰن مغازلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں حجاز میں ایک ایسے آدمی کے پاس گیا جو مصیبت میں مبتلا تھا میں نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اس کی عافیت اس دکھ سے زیادہ ہے جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا اور اس نے اتنی نعمتیں مجھ پر فرمائی ہیں جو شمار سے بھی زیادہ ہیں۔ میں نے کہا: جس دکھ میں تم مبتلا ہو کیا اس کا درد زیادہ ہو رہا ہے؟ تو وہ رو پڑا پھر کہا کہ جس دکھ کا مجھے درد ہے۔ صبر کرنے والوں کے سردار نے سختی کے دنوں میں کمال اجر کا جو وعدہ دیا ہے۔ اس نے میرے نفس کو تسلی دے دی ہے۔ پھر اس پر غشی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چھا گئی اور کچھ دیر اسی حالت میں رہا، پھر اس کو افاقہ ہوا تو کہا میرا خیال ہے کہ صبر والوں کے لیے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بڑا مرتبہ ہوگا کہ کسی بھی عمل کا ثواب اس سے سبقت نہیں کر سکے گا۔ ہاں جس کو اللہ عزوجل خود دینا چاہے۔"

۱۰۵:...... امام ابن الدنیا فرماتے ہیں، شیخ اہل حجاز ابوجعفر اموی نے میرے سامنے ایک دیہاتی کے لیے شعر کہے:

علیك بتقوی اللّٰه واقنع برزقه
فخیر عباد اللّٰه من هو قانع
ولا تلهك الدنیا ولا طمع بها
فقد اهلك المغرور فیها المطامع
وصبرا علی نوبات ماناب واعترف
فما یستوی عبد صبور وجازع
الم تر اهل الصبر یجزوا بصبرهم
بما صبروا واللّٰه راء وسامع
ومن لم یکن فی نعمة اللّٰه عنده
سوی ما حوث یوما علیه الاضالع
فقد ضاع فی الدنیا وخیب سعیه
ولیس لرزق ساقه اللّٰه مانع

"اپنے اوپر اللہ سے ڈرنے کو لازم کرلو اور اس کے رزق پر قناعت کرو کیونکہ اللہ کے بہترین بندوں میں سے وہ شخص ہے جو قناعت پسند ہے۔

تجھے دنیا لہو ولعب میں مبتلا نہ کرے اور نہ طمع میں مبتلا کرے، کیونکہ لالچ نے دنیا سے فریب خوردہ کو ہلاک کر دیا ہے۔

جو مصیبتیں آئیں اس پر صبر کرو اور قصور کا اعتراف کرو کیونکہ صبر کرنے والا آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ہائے ہائے کرنے والا برابر نہیں ہو سکتا۔

تم نے صبر والوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو ان کے صبر کی جزا دی گئی اور اللہ دیکھنے سننے والا ہے۔

اور جو شخص اپنے تئیں اللہ کی نعمت میں نہ ہو تو اس کے لیے وہ دن اور یہ زندگی برابر ہے، جس میں اس کی پسلیاں آر پار ہو جائیں گی۔

وہ دنیا میں ضائع ہو گیا اور اس کی نعمت بے کار ہو گئی اور اللہ جو رزق دینا چاہتا ہے اس کے رزق کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔''

۱۰۶:......امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے سامنے قریش کے ایک آدمی نے یہ شعر کہے:

الخلق للخالق والشكر للـ

منعم والتسليم للقادر

وخالص البر ومحض التقى

والورع الصادق للصابر

''مخلوق خالق کے لیے ہے اور شکر منعم کے لیے اور پیروی قادر کے لیے ہے اور خالص نیکی اور خالص تقویٰ اور سچی پرہیزگاری صابر کے لیے ہے۔''

۱۰۷:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان ایک گھڑی کے صبر کے بدلہ میں بہت سی خیر کو پہنچ جاتا ہے۔''

۱۰۸:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ما يزال البلاء بالمومن والمومنة فى جسده وفى ولده ، حتى يلقى الله يوم القيامة وما عليها من خطيئة .))[1]

''مومن اور مومنہ کے جسم میں اور اس کی اولاد میں مصیبت لگی رہتی ہے، حتیٰ کہ

[1] الترمذی ، كتاب الزهد، باب ماجاء فى الصبر على البلاء: ٤/ ٦٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب وہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن ملے گا تو اس پر (اس بلا پر صبر کے اجر کے طور پر) کوئی گناہ باقی نہیں ہوگا۔"

۱۰۹:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سب سے پہلے جن لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ وہ لوگ ہوں گے جو خوشی اور غمی میں اللہ کی حمد بجالاتے ہوں گے۔"❶

۱۱۰:...... حضرت حبان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فصبر جمیل" کے متعلق ارشاد فرمایا: "اس سے مراد وہ صبر ہے جس میں کوئی شکوہ شکایت نہ ہو۔"

۱۱۱:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لیے مصیبت کے بقدر صبر نازل ہوتا ہے۔"❷

۱۱۲:...... حضرت عصمت بن ابی حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس چیز نے رلایا ہے۔ فرمایا: میں نے اپنی امت کے آخری زمانہ کو یاد کیا اور ان پر اترنے والی بلا کو (تو رو پڑا) ان میں سے صبر کرنے والا جب (قیامت کے دن) آئے گا تو اس کو دو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔"❸

۱۱۳:...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صبر آدمی کا اللہ کے لیے اعتراف ہے جو اس کو اس کی طرف سے بطور دکھ پہنچتا ہے اور اس کا اللہ کے ہاں ثواب کی امید رکھنا اس کو فائدہ پہنچاتا ہے اور آدمی کبھی گھبرا جاتا ہے جبکہ وہ صبر کرنے والا ہوتا ہے اور اس سے صبر ہی نظر آتا ہے۔"

۱۱۴:...... حضرت یونس بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے پوچھا کہ منتہائے صبر کیا ہے؟ فرمایا: "جس دن آدمی کو مصیبت پہنچے اس کا وہ دن پہلے والے دن کی طرح ہو۔"❹

---

❶ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠٢. ❷ الترغيب والترهيب: ٣/ ٦٤.
❸ رواية اخرى للحديث الوارد فى الفقرة: (٧٦) وسبق التعليق عليه هناك.
❹ تفسير ابن كثير: ١/ ٨٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵:......حضرت قیس بن حجاج اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مصیبت والا قوم میں ایسا ہو کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ اس کو کیا دکھ ہے۔

۱۱۶:......حضرت عمرو بن قیس الملائی "فصبر جميل" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مصیبت پر راضی رہنا اور سر تسلیم خم کرنا صبر جمیل ہے۔

۱۱۷:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کظیم صبر کرنے والے کو کہتے ہیں۔"❶

۱۱۸:......حضرت خالد بن خداش فرماتے ہیں: ہم سے حضرت صالح المری نے فرمایا: "اگر صبر میٹھا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے نہ فرماتے اِصْبِرْ (صبر کرنا) لیکن صبر کڑوا ہے۔"❷

۱۱۹:......حضرت مجاہد (فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وعد اللہ سے مراد صابرین کے لیے ان کا ثواب ہے۔

۱۲۰:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "پہلی صدی میں ایک شخص نے دوسرے کو گالی دی تو دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اپنے چہرہ سے پسینہ کو پونچھ کر یہ آیت پڑھی: (اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے) حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہ شخص اس آیت کو سمجھتا تھا اور اس کی فہم رکھتا تھا، جبکہ اس کو جاہل لوگ ضائع کر دیتے ہیں۔"❸

۱۲۱:......حضرت محمد سوقہ فرماتے ہیں کہ یہ بات معروف تھی کہ صبر کے ساتھ فراوانی کے ایام کا انتظار کرنا عبادت ہے۔

۱۲۲:......حضرت ابوبکر بن عیاش اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: "حضرت حطیط رحمہ اللہ تیل بیچتے تھے اور گورے رنگ کے جوان تھے۔ آپ حجاج بن یوسف کے پاس گئے اور فرمایا: تمہیں حیا نہیں آتی۔ گورنر ہو کر جھوٹ بولتے ہو؟ تیرا خیال ہے کہ کسی گناہ گار کو چھوڑنا حلال نہیں اور یہ تیرے چچا زاد تیرے آس پاس سب گناہ گاروں کا ٹولہ ہے۔ (پھر اس کے اردگرد

---

❶ عدة الصابرين: ص ۱۲۷.   ❷ حلية الاولياء: ٦/ ۱۷۱.

❸ الزهد للحسن البصرى: ص ۱۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) کیا ایسا نہیں ہے؟ تو ان سب نے جواب میں حجاج سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اس کا خون پلا دو۔ (یعنی اس کو قتل کر دو)۔''

۱۲۳:...... حضرت عمر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت حطیط الزیات کو حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کیا گیا تو حجاج نے ان سے پوچھا: کیا تو حروری ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حروری نہیں ہوں لیکن میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں تیرے ساتھ اپنے ہاتھ سے اپنی زبان سے اور اپنے دل سے جہاد کروں گا۔ میرے ہاتھوں کو تو نے باندھ دیا ہے۔ لیکن میری زبان سے تو سن رہا ہے وہ کیا کہتی ہے۔ اور میرے دل کی حالت کو اللہ جانتا ہے کہ اس میں کیا گزرتی ہے۔ حجاج کی پولیس کے افسر نے چھلانگ لگا کر حجاج سے کچھ سرگوشی کی تو حطیط نے حجاج سے کہا: اس کی بات مت سننا یہ تجھے دھوکہ دے رہا ہے۔ تو ان سے حجاج نے کہا: تم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں ان کے بارے میں اچھی بات کہتا ہوں۔ اس نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں اس وقت پیدا نہیں ہوا تھا۔ حجاج نے آپ سے کہا: اے بدبودار عورت کے بیٹے! کیا تم ابوبکر و عمر کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے اور عثمان کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تو اس سے حطیط نے فرمایا: اے بدبودار عورت کے بیٹے! جلدی نہ کر میں نے لوگوں کو پایا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر و عمر پر اجماع کیا ہے تو میں نے ان کی بات کو لے لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا تو میں نے خاموشی میں وسعت پائی۔ حجاج کی طرف سے عذاب دینے والا معد نامی شخص اچھل کر کھڑا ہوا اور کہا: اگر گورنر کی رائے ہو تو وہ اس کو میرے سپرد کر دے۔ خدا کی قسم! میں آپ کو اس کی چیخیں سناؤں گا۔ حجاج نے کہا: اس کو گرفتار کر لے۔ تو اس نے آپ کو اپنی گرفت میں لیا اور رات بھر عذاب دیتا رہا لیکن حطیط نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ جب صبح ہونے کو تھی تو اس نے آپ کی پنڈلیوں کو پیسنے کے لیے دو لکڑیاں منگائیں اور آپ کی پنڈلی کو اذیت دے کر توڑ دیا اور اس کو دہرا کر دیا۔ تو اس سے حضرت حطیط رحمہ اللہ نے فرمایا: اے لوگو! میں سب سے بگڑے ہوئے اور سب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے گھٹیا! میری پنڈلی کو توڑنے کے بعد اس کو دہرا کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میں تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو وہ حجاج کے پاس گیا تو حجاج نے اس سے کہا: تیرے قیدی نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: اگر امیر کی رائے ہو تو اس کو منگوا لے اس نے میری جیل کے لوگوں کو مجھ پر بگاڑ دیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اب صبر نہیں کریں گے۔ حجاج نے کہا حطیط کو میرے سامنے پیش کرو۔ آپ کو اس کے سامنے لایا گیا اور اس کے سامنے رکھ دیا گیا۔ حجاج کے پہلو میں اہل شام کے مشائخ میں سے ایک شیخ بیٹھا ہوا تھا۔ حطیط نے حجاج سے کہا: کیا دیکھتے ہو؟ تو اسحاق نے کہا: یہ معد کی بات سوچ رہے ہیں۔ (جو اس نے کہی تھی کہ) اس نے قسم اٹھا کر کہا تھا کہ میں تجھے ضرور اس کی چیخیں سناؤں گا۔ تو آپ سے حجاج نے کہا: کیا تم قرآن سے کچھ پڑھ سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: پڑھو۔ حطیط نے کہا: نہیں بلکہ تم پڑھو۔ تو حجاج نے ان سے کہا: تم پڑھو۔ حطیط نے فرمایا: نہیں بلکہ تم پڑھو جو کچھ تم پڑھو گے (اور) ہر بار بات اسی پر لوٹاتے رہے۔ تو حجاج نے یہ آٹھ آیات پڑھیں: ''بیشک انسان پر ایک زمانہ میں ایسا وقت بھی آ چکا ہے جس میں کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا۔'' حتیٰ کہ وہ اس ارشاد باری تعالیٰ تک پہنچا۔ ''اور لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' حطیط نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، تو حجاج ٹھہر گیا۔ تو اس سے حطیط نے فرمایا: یہ ہے وہ آیت دیکھو تم قیدیوں وغیرہ کو عذاب دیتے ہو۔ تو حجاج نے کہا: میرے سامنے عذاب دینے کی چیز پیش کرو۔ چنانچہ اس کے پاس موٹی سوئی اور کھجور کا موٹا کانٹا لایا گیا۔ پھر اس کے حکم کے مطابق آپ کی انگلیوں میں ان کو چبھویا گیا۔ تو وہ شیخ جو حجاج کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے آج کے دن کی طرح اس سے زیادہ صبر والا شخص نہیں دیکھا۔ تو اس سے حطیط نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنین پر صبر کو پلٹ دیتا ہے۔ تو حجاج نے معد سے کہا: تو تباہ ہو جائے۔ مجھے اس سے راحت پہنچا۔ تو اس نے ان کو حجاج کے سامنے سے اٹھا لیا۔ حجاج کے کسی معاون نے کہا کہ میں نے ان پر ترس کھایا اور ان کے قریب ہوا اور کہا: کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ بس میری زبان خشک ہوگئی ہے میں اللہ کے ذکر کی اب استطاعت نہیں رکھتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲۴:......حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: ''حجاج بن یوسف نے پوچھا: کیا حطیط کا کوئی رشتہ دار ہے؟ لوگوں نے کہا: ماں اور بھائی ہے۔ تو اس نے اس کی ماں کی پنڈلیوں پر لاٹھیاں پھیریں۔ حطیط نے کہا: اے ماں! صبر کرنا۔ چنانچہ اس نے اس کو بھی شہید کر دیا۔''

۱۲۵:......حضرت ابوبکر بن عیاش اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مغیرہ بن ثقفی کے آزاد کردہ غلام ابو ثابت نے بیان کیا: ''مغرب کے وقت حضرت حطیط کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کے پیٹ پر سو کوڑے مارے گئے اور ان کی پشت پر بھی سو کوڑے مارے گئے پھر ان کو ایک قباء میں ڈال کر گھر میں پھینک دیا گیا۔ میں نے پوچھا: اے حطیط! کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم! میں پیاسا ہوں۔ میں نے کہا: کیا میں آپ کو پانی پلا دوں؟ فرمایا: نہیں مجھے ڈر ہے کہ آپ کو کوئی دیکھ لے اور آپ کو بھی میری مصیبت میں پھنسا دے۔''

۱۲۶:......حضرت عمرو بن قیس الماصر سے روایت ہے: ''حضرت حطیط بنو ضبہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جب ان کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کو بہت تکلیف پہنچائی جا چکی تھی لیکن انہوں نے کوئی بات نہ کی، پھر ایک مکھی آئی جو ان کے زخم پر بیٹھ گئی تو آپ کی زبان سے سی نکل گئی۔ ان سے پوچھا گیا: تم نے عذاب پر تو صبر کر لیا یہ تو مکھی تھی؟ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے عذاب میں سے نہیں ہے۔''

۱۲۷:......حضرت ابوبکر بن عیاش امام اعمش سے روایت کرتے ہیں: ''حضرت حطیط کے ہاتھ میں سوا داخل کر کے کھینچا جاتا تھا۔''

۱۲۸:......حضرت جعفر بن ابی مغیرہ فرماتے ہیں: ''حضرت سعید بن مسجوح اور حضرت حطیط الزیات مکہ شریف کی طرف چلے جب ذاتِ عرق مقام تک پہنچے تو سعید بن مسجوح نے حضرت حطیط سے فرمایا: اے حطیط! میرا خیال ہے کہ دشمنوں نے ہمارے لیے گھات لگائی ہوئی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ ہم بصرہ کی طرف مڑ چلیں۔ ان سے حطیط نے فرمایا: میں تو مکہ جاؤں گا تو سعید بصرہ کی طرف چل پڑے اور حطیط کو گھات لگانے والوں نے گرفتار کر لیا۔ حجاج نے کہا: اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ حطیط نے فرمایا: میں نے کعبہ کے پاس اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رب سے تین چیزوں کا عہد کیا تھا۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے گا تو میں سچ بولوں گا۔ اگر مصیبت ڈالی جائے گی تو صبر کروں گا اگر درگزر کیا گیا تو میں شکر کروں گا۔ حجاج نے کہا: میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: تم زمین میں اللہ کے دشمنوں میں سے ہو۔ تم لشکر تیار کرتے ہو اور بدگمانی پر لوگوں کو قتل کر دیتے ہو۔ اس طرح سے اس کی آپ نے بہت سی برائیاں گن دیں۔ حجاج نے کہا: خلیفہ (عبدالملک بن مروان) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جرم میں تم سے بھی بڑھ کر ہے، تم اس کی صرف ایک چنگاری ہو، پھر خلیفہ کی بھی بہت سی برائیاں ذکر کیں۔ حجاج نے کہا: اس کو قسم وقسم کے عذاب میں مبتلا کرو۔ تو اس کے کارندوں نے آپ پر عذاب کے پہاڑ توڑ دیئے، اخیر میں حجاج نے کہا: اس کی آنتیں پھاڑ دو۔ چنانچہ اس کے کارندے ان کی کمر کو لپٹ گئے اور ان کا گوشت ادھیڑنے لگ گئے حتیٰ کہ ان کو زندگی کی آخری رمق پر پہنچا کر چھوڑا۔ اور حجاج سے ذکر کیا کہ یہ زندگی کی آخری رمق میں ہے۔ حجاج نے کہا: اس کو پھینک دو تو وہ آپ کو میدان میں پھینک گئے۔

اس حکایت کے بیان کرنے والے حضرت جعفر فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس پہنچا تو کچھ لوگوں کو ان کے پاس دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ان کے بھائی یا جاننے والے تھے۔ ان میں سے ایک نے آپ سے پوچھا: اے حطیط! کسی چیز کی خواہش ہے؟ فرمایا: ایک گھونٹ پانی، چنانچہ پانی لایا گیا۔ معلوم نہیں وہ انار کے جوس کا ستو تھا یا پانی تھا۔ آپ نے اس کو پیا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔''

۱۲۹:...... امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: مجھے علی ابن الحسن بن ابی مریم نے بیان کیا: ''مصیصہ میں ایک شخص تھا۔ جس کا آدھا نچلا حصہ گل چکا تھا اور اس کے بعض جسم میں روح باقی تھی۔ نابینا تھا۔ ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ جس میں اس کے پیشاب کرنے کا سوراخ کر دیا گیا تھا۔ ایک شخص اس کے پاس گیا اور پوچھا: اے ابومحمد کیا حال ہے؟ فرمایا: دنیا کا ملک کٹ گیا ہے۔ اب اللہ کی طرف رخ ہے۔ اب خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے اسلام پر موت دے دے۔''[1]

---

[1] حلیة الاولیاء: ۱۰/ ۱۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰:...... امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں، مجھے علی بن الحسن نے بیان فرمایا: ''ایک شخص نے ایک مرتبہ کہا کہ میں مصیبت زدہ لوگوں کا امتحان لوں گا چنانچہ اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ طرسوس میں ایک آدمی کے پاس گیا جس کے ہاتھ اور پاؤں خارش سے جھڑ چکے تھے میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! یہ حالت ہے کہ درد کی وجہ سے ہر عضو علیحدہ علیحدہ تکلیف میں مبتلا ہے۔ اگر رومی اپنے شرک اور کفر کے باوجود میری حالت پر مطلع ہوں تو وہ بھی مجھ پر ترس کھانے لگیں۔ یہ سب اللہ کی مرضی ہے۔ میں اس دکھ کو پسند کرتا ہوں۔ جس کو اللہ پسند کرتا ہے۔ جتنا اس نے مجھ سے دکھ میں لے لیا ہے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے رب نے میری ان انگلیوں کو کاٹ دے جن سے میں گناہ کرسکتا تھا۔ اب اس نے میری کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ سوائے زبان کے جو اس کا ذکر کرتی ہے۔ اس شخص نے پوچھا: تمہیں یہ بیماری کب سے لگی ہے؟ اس دکھی انسان نے کہا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ سب مخلوق اس کے غلام اور محتاج ہیں۔ جب تم بندوں میں کوئی فقر محتاج دیکھو تو اللہ کے سامنے اس کی شکایت کرو۔ اللہ کی بندوں کے سامنے اپنی شکایت نہیں کی جاتی۔'' [1]

۱۳۱:...... حضرت ابوعبداللہ البراثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خلف البریرانی نے بتایا: ''میں ایک کوڑھ کی بیماری والے آدمی کے پاس آیا۔ جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں جھڑ چکے تھے اور خود نابینا ہو چکا تھا۔ اس کو میں نے کوڑھیوں کے پاس چھوڑ دیا اور کئی دن تک اسے بھول گیا، پھر جب مجھے یاد آیا تو میں نے اس کو پوچھا: ارے میں تم سے غافل ہوگیا تھا۔ مجھ سے کوڑھی نے کہا: میرا ایک ہے جو مجھ سے غافل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا: مجھے تم بھلا دیئے گئے تھے۔ اس نے کہا: میرا ایک ہے جو مجھے نہیں بھولتا۔ میں نے کہا: میں نے تجھے یاد نہیں رکھا۔ اس نے کہا: میرا ایک ہے جو مجھے یاد رکھتا ہے۔ تم نے مجھے اللہ کے ذکر سے چھڑا کر اپنے ساتھ مشغول کر دیا ہے۔ میں نے کہا: میں تیری کسی عورت سے شادی نہ کر دوں جو تجھے اس گندگی سے صاف رکھے گی۔ تو وہ رو پڑا۔ پھر مجھے کہا: اے خلف! تو میری شادی کرنا

---

[1] صفة الصفوة: ٤/ ٢٨٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے جبکہ میں دنیا کا بادشاہ ہوں اور اس کی دلہن میرے پاس ہے۔ میں نے کہا: تیرے پاس تو دنیا کا کوئی ملک نہیں تو تو اندھا ہے، نہ تیرے ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور تو ایسے کھاتا ہے جیسے جانور کھاتے ہیں۔ اس نے کہا: میں اللہ عزوجل سے راضی ہوں کیونکہ اس نے میرے اعضاء کو ختم کر دیا اور میری زبان کو اپنے ذکر میں جاری کر دیا ہے۔ حضرت خلف فرماتے ہیں کہ اس شخص کی اس بات سے میرے ہاں اس کی پوری قدر ومنزلت پیدا ہوگئی پھر وہ تھوڑی دیر زندہ رہا اور فوت ہوگیا۔ میں نے اس کے لیے کفن کا بندوبست کیا کفن چونکہ لمبا تھا اس لیے میں نے کچھ کاٹ لیا تو خواب میں مجھے کوئی ملا اور مجھ سے کہا گیا اے خلف! تو نے میرے ولی پر لمبا کفن دینے سے بخل کیا ہے، ہم نے تیرا کفن واپس کر دیا ہے اور اس کو اپنی طرف سے سندس اور استبرق (کے کپڑے) کا کفن دے دیا ہے۔ خلف فرماتے ہیں کہ میں اس جگہ گیا جہاں کفن ملتے ہیں تو دیکھا کہ کفن وہاں پڑا ہوا ہے۔"

۱۳۲:...... حضرت یحییٰ بن عمر حنفی نے بنو حنیفہ کے ایک آدمی سے نقل کیا کہ "انہوں نے اپنے ایک بوڑھے کے پاس ایک معالج کو علاج کے لیے بلایا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا میں نے اللہ کو پایا ہے کہ اس نے صبر والوں کو ایسے انعامات دیئے ہیں کہ اپنے بندوں میں سے کسی کو ایسے انعامات نہیں دیئے۔ پوچھا گیا: اللہ تم پر رحم کرے وہ کیا انعام ہیں؟ اس بوڑھے نے کہا: میں نے سنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: (صابرین کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا) اس لیے میں نے کبھی بھی اس اجر کے برابر کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ اس نے علاج نہ کرایا اور جب درد شدت اختیار کرتا تھا تو وہ کہتا: (تو اس سے درد کو سکون ملتا اور اس کی وجہ سے اس کو ہلکا پن محسوس ہوتا تھا)۔"

۱۳۳:...... حضرت ابو المحبر بن قحذم فرماتے ہیں: "خارجی فرقہ کی ایک مشہور شجاء نامی عورت تھی۔ جب اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے تو اس نے صبر کیا اور اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے قرآن کی یہ آیتیں پڑھنے لگی۔ (اور آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے)۔ (اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے)۔ پھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: ''اپنے دکھ میں اگر بصیرت پر ہوں تو یہ اس ثواب کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ جس کی میں اللہ سے طلب گار ہوں۔ اس کے بعد اس نے اپنی موت تک کوئی بات نہیں کی۔''

۱۳۴:...... ابوسوار عدوی فرماتے ہیں، جب شجاء (نامی خارجی عورت) کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے تو میں نے اس سے زیادہ بلا پر صبر والا مرد اور صبر والی عورت کبھی نہیں دیکھی۔ جب لوگ اس کا مثلہ کر رہے تھے تو وہ اپنے نفس کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ کی طرف جا رہی ہوں، اللہ کی قسم اللہ میرے نزدیک اس کی مخلوق سے زیادہ محبوب ہے، پھر مر گئی۔''

۱۳۵:...... عبدالملک بن کریب اصمعی فرماتے ہیں، مجھے اس آدمی نے بیان کیا جس نے اس عورت کو دیکھا تھا: ''جب اس کو عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس لیے حکم دیا گیا تو اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے تو اس نے کوئی لفظ نہ کہا۔ پھر جب اس کو داغنے کے لیے آگ لائی گئی اور اس نے آگ کو دیکھا تو چیخ پڑی۔ اس سے پوچھا گیا تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے گئے تو تو نے کوئی بات نہ کی، جب تو نے آگ دیکھی تو ابھی وہ تیرے قریب نہیں پہنچی تھی کہ تیری چیخ نکل گئی۔ اس نے کہا: میں تمہاری آگ دیکھ کر نہیں چیخی اور نہ ہی میں نے تمہاری دنیا پر افسوس کیا ہے بلکہ میں نے اس کو دیکھتے ہی جہنم کی آگ کو یاد کر لیا تھا۔ اس لیے وہ ہوا جو تم نے دیکھا ہے۔ پھر اس کے لیے حکم دیا گیا تو اس کی دونوں آنکھوں میں سلاخیں پھیر دی گئیں تو اس نے یہ دعا کی: (اے اللہ! دنیا میں میرا غم طویل ہو گیا پس آخرت کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا)۔ یہ کہہ کر مر گئی۔''

۱۳۶:...... حضرت عبدالجلیل القیسی فرماتے ہیں: ''جب عبیداللہ بن زیاد نے شجاء کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیا تو وہ کارندہ جس نے یہ کام کرنا تھا لوہے اور رسی کے ساتھ آیا تو اس عورت نے کہا: مجھ سے دور رہو میں ایسے کلمات پڑھتی ہوں جو ان کو سنے گا وہ مجھ سے یاد کر لے گا۔ پھر اس نے اللہ کی تعریف اور ثناء کی، پھر کہنے لگی۔ یہ میری دنیا کا آخری دن ہے۔ اس پر مجھے کوئی افسوس نہیں اور مجھے امید ہے کہ آخرت کے دنوں میں سے یہ میرا پہلا دن ہے جو مجھے پسند ہے۔ پھر کہنے لگی: خدا کی قسم! مجھے اپنی فناء کا علم ہے۔ وہ ذات جس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے دنیا سے بے رغبت کر کے اپنے لیے بقاء بخشی اور مجھ پر دنیا کی ساری مصیبتوں کو آسان کیا۔ پس جو چیز اللہ نے مؤخر کی ہے مجھے اس میں جلدی کرنا پسند نہیں ہے اور جو اللہ نے جلدی کی ہے اس میں مجھے تاخیر پسند نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کو پیش کیا گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور آنکھیں نکالی گئیں، حتیٰ کہ وہ مرگئی۔

۱۳۷:...... حضرت بکر بن حمران فرماتے ہیں: ''جب شجاء سے کہا گیا کہ تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا اور تیری آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس نے کہا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ خوشی اور غمی میں عافیت میں اور مصیبت میں، مجھے تو اللہ کی راہ میں اس سے بھی زیادہ تکلیف دیئے جانے کی امید تھی۔ پھر جب اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے تو اس کا خون نہیں رکتا تھا چنانچہ اس کو موت کا یقین ہوگیا تو اس نے کہا: زندگی میلی تھی اور موت پاکیزہ ہے۔ اے نفس! اللہ کے بڑے ثواب کو جس کی تجھے امید تھی، پہنچ گیا ہے تو نے ہمیشہ کا سرور پالیا تجھے اس کے ساتھ دنیا کی کڑوی زندگی نقصان نہیں دے گی اور نہ ہی فانی زندگی میں لوگوں کا لڑنا جھگڑنا نقصان دے گا۔ اس کے بعد اس کے جسم کو کچھ دیر اضطراب ہوا پھر مرگئی۔''

۱۳۸:...... سالم بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ'' سالم ہلالی (خارجی) نے ایک جنازہ پڑھایا۔ پھر اوس کے محل کے سایہ میں بیٹھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا: ہر بستر پر مرنے والا بدگمانی میں ہے (یعنی اس کی موت کے اچھے برے ہونے میں بدگمانی رہتی ہے) پھر کہا: تمہیں پتہ ہے تمہاری بہن شجاء کا کیا حال ہوا تھا؟ انہوں نے کہا: اس کا کیا حال ہوا تھا؟ اس نے کہا: ابن زیاد نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے تھے اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں تو اس نے تکلیف کا کوئی کلمہ نہ کہا۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا مجھے موت کے طاری ہونے کے وقت نے تمہارے اس لوہے کے درد سے اپنی طرف مصروف کرلیا تھا۔''

۱۳۹:...... حضرت بکر بن مصاد عابد فرماتے ہیں: ''مالک بن دینار خود بھی روتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی رلاتے تھے اور اپنے رونے کے درمیان فرماتے تھے کہ اللہ کی اطاعت پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(جو مشقتیں آتی ہیں) صبر کرو کیونکہ یہ تھوڑا سا صبر ہے اور اس کے فائدے بہت طویل ہیں اور معاملہ اس سے بھی تیز ہے (یعنی موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کب زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔اس لیے عبادت پر صبر کرلو تاکہ آخرت اچھی ہو جائے)۔''

۱۴۰:...... امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے صبر کیا تو اس کے صبر نے اس کی نعمت میں کچھ کمی نہیں کی اور جس نے ہائے ہائے کی تو اس کا فائدہ کتنا کم ہو گیا۔''

۱۴۱:...... حضرت محمد بن صبیح العجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی طرف سے صابرین کو خاص رحمت بھی عطا کی جاتی ہے اور عام رحمت بھی، ان کی فضیلت کو کون پہنچ سکتا ہے سوائے اس کے جو ان میں سے ہو۔ صابرین کو مبارک ہو ان کا درجہ کتنا بلند ہے اور ان کی منازل جنت میں کتنی اعلیٰ ہوں گی۔ خدا کی قسم صابرین کی یہ جماعت اس مرتبہ کو اللہ کے احسان اور توفیق سے ہی پہنچ سکتی ہے، تعریف اسی کی ہے جس نے یہ فضیلت عطا فرمائی اور نعمتوں کا تانا بانا بنا۔ اس کی ہم پر اور تمام مخلوق پر بے شمار حمد کرنا لازم ہے۔ وہ ایسا غنی ہے کہ اس کے سامنے کوئی بھی سخی حائل نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا کریم ہے کہ کوئی مانگنے والا اس کو اکتاہٹ میں نہیں ڈال سکتا اور وہ ایسا تعریف والا ہے کہ اس کی کامل مدح تک کوئی مدح کرنے والا نہیں پہنچ سکتا اور ہم تو اس کے بندے ہی ہیں۔ کوئی ایسا شرمندہ ہے کہ وہ اس کی اطاعت سے محروم کر دیا گیا اور اس کی نافرمانی کرنے سے نہ رک سکا اور کوئی ایسا فرمانبردار ہے کہ اس کو اللہ کی مرضیات پر چلنے کی توفیق ہو گئی اور وہ دنیا سے اور دنیا میں جو نافرمانیاں ہیں ان سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ہمیں اپنے فضل میں ڈھانپتے ہوئے فرمایا: (اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے) ہمیں امید ہے کہ ہم اس کے فضل سے اس کی رحمت کو پالیں گے اگرچہ ہم اپنے برے اعمال کی وجہ سے اس کے اہل نہیں۔ ہائے شرمندگی وہ کیسا کریم ہے جو تیرے ساتھ مہربانیاں کرتا ہے اور تو صبح شام اس کے ناپسندیدہ کاموں کے درپے ہے۔''

۱۴۲:...... حضرت ابو محمد حبیب رحمہ اللہ اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے: ''اشـكـا ماذا شـكـافـاذو گویا کہ تم صبر کے انجام میں مطمئن ہو۔ مجھے معلوم نہیں۔ قیامت کے دن اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شخص کا کیا حال ہوگا جس کے موجودہ ایام زندگانی کھوٹے ہوگئے۔''اس کے بعد اتنے روتے تھے کہ ان کے آنسوان کی داڑھی تک بہہ جاتے تھے۔''

۱۴۳:...... حضرت میثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ''اے رب! تیرے بندوں میں سے کون زیادہ صبر والا ہے۔فرمایا: ان میں سے جو غصہ کو زیادہ قابو میں رکھنے والا ہو۔''

۱۴۴:...... تمیم کے ایک بوڑھے نے بیان کیا: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صعصعہ بن صوحان رحمہ اللہ سے پوچھا: مروت کیا ہے؟ فرمایا: صبر اور خاموشی۔ اس کے لیے صبر کرنا جو تجھے غصہ دلائے۔ اگرچہ غصہ آپ کے قابو سے باہر ہو جائے اور خاموشی یہ ہے کہ جب تک آپ سے پوچھا نہ جائے آپ خاموش رہیں۔''

۱۴۵:...... حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کی جہاد میں (دشمن سے) مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے حوصلہ نہ ہارا۔ حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا یا غالب آ گیا تو اس سے قبر میں (منکر نکیروں کی طرف سے) سوال جواب نہیں کیا جائے گا۔'' [1]

۱۴۶:...... حضرت مسمغ بن عاصم فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید نے فرمایا: ''جو اللہ کی عبادت میں صبر کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس پر صبر دے دیتا ہے اور قوت دے دیتا ہے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی سے رکنے پر صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس پر مدد کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر مجھے فرمایا: اے سیار! تیرا کیا خیال ہے تو اپنی خواہش کے مقابلہ میں اللہ کی محبت کو تباہ سکتا ہے۔ اگر تو ایسا کرے تو کیا وہ تیرے صبر کو ناکام کر دے گا۔ جس نے اپنے آقا سے بدظنی کی اس نے برا کیا۔ اس نے بھی اور اس طرح کے دوسرے لوگوں نے بھی۔ پھر حضرت عبدالواحد رو پڑے اور اتنا روئے کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ غشی نہ ہو جائے پھر فرمایا: اے مسمغ! تجھ پر میرا باپ قربان گناہ گاروں پر صبح وشام نعمت

[1] المعجم الکبیر: ٤ / ١٨٧، رقم: ٤٠٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اس کی رحمت سے کیسے مایوس ہو سکتے ہیں؟“ [1]

۱۴۷:...... حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: ”مجھ سے شام کے ایک عبادت گزار نے کہا: اے ابوعبیدہ! خدا کی قسم کل صبر کرنے والے جان لیں گے کہ صبر کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اچھا نتیجہ ہوگا خوش کن ہوگا رد نہیں ہوگا اور اللہ کی نافرمانیوں میں گھر کر ان کو ہلکا سمجھنے والے بھی جان لیں گے کہ یہ نافرمانیاں ان پر وبال بن جائیں گی۔ ناتجربہ کار خائف کا راستہ برا ہے اور ڈر اور نگہبانی کو چھوڑنا ان چیزوں میں سے ہے، جن سے ڈرنا چاہیے پھر آپ رو پڑے۔“

۱۴۸:...... حضرت ابن سماک فرماتے ہیں: ”جس نے صبر کو سواری بنایا وہ عبادت پر قوی ہوگیا اور جس نے مایوسی کو سامنے رکھا۔ وہ لوگوں سے مستغنی ہوگیا۔ جس نے اپنے نفس کی فکر کی اس کی خاک کا کوئی اور وارث نہیں ہوگا۔ جس نے خیر سے محبت کی اور اس کو اس کی توفیق ملے گی اور جس نے شر کو ناپسند کیا وہ اس سے بچایا جائے گا اور جو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی دنیا پر راضی رہا تو اس نے اپنے نفس کا حصہ گنوا دیا اور جس نے آخرت سے بڑا حصہ لینے کا ارادہ کیا اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس نے اپنے نفس کو اس پر لگا دیا اور اس پر دنیا اور دنیا کی سب چیزیں بے قیمت ہوگئیں۔ ترک دنیا پر صبر کرنا دنیا میں زہد کی اصل ہے اور گناہوں سے رکنا مشکل ہے اور اللہ کی فرمانبرداری پر صبر کرنا خیر کی فرع اور خیر کی تکمیل ہے۔“

۱۴۹:...... حضرت حکیم بن جعفر فرماتے ہیں مجھے قرہ النحات نے بیان کیا: ”میں نے بیت المقدس میں ایک عابد سے کہا: مجھے وصیت فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا: اپنے اوپر صبر، تصبر اور اصطبار کو لازم کر لے۔ میں نے پوچھا صبر کیا ہے؟ تصبر کیا ہے؟ اور اصطبار کیا ہے؟ فرمایا: صبر مصیبتوں اور آزمائشوں کے نازل ہونے کے وقت تسلیم ورضا کا اور مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے تسلیم ورضا پر اپنے نفوس کو مائل رکھنے کا نام ہے۔ اور تصبر مصیبت نازل ہونے کے وقت اس کی کڑواہٹ کے گھونٹ پی جانے کو اور اس کے گرنے کے وقت نفس کے مجاہدہ اور سکون کو کہتے ہیں۔ اور اصطبار مصیبتوں اور بلاؤں کے نازل ہونے کے وقت ان کا

[1] حلیة الاولیاء: ٦/ ١٦٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بشاشت طبع کے ساتھ استقبال کرنے کا نام ہے اور جو مصیبتیں نازل نہیں ہوئیں، ان کے خیال اور فکر میں انتظار کرنے کا نام ہے۔ پس جب آدمی اس حالت کو پہنچ جاتا ہے اس کو مصطبر کہتے ہیں اس کو پرواہ نہیں ہوتی کہ آگے کیا ہوگا؟

۱۵۰:...... امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں، ''میں نے ایک حکمت میں پڑھا تھا کہ صبر کی دس صورتیں ہیں:

۱۔ گناہوں سے رکنا بھی صبر ہے۔ ۲۔ فرائض پر عمل کرنا بھی صبر ہے۔
۳۔ شبہات سے بچنا بھی صبر ہے۔ ۴۔ فقر کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔
۵۔ درد کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔ ۶۔ مصیبتوں کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔
۷۔ لوگوں کی اذیت برداشت کرنا بھی صبر ہے۔
۸۔ خواہشات نفس سے باز رہنا بھی صبر ہے۔
۹۔ فضول کلام سے بچنا بھی صبر ہے۔
۱۰۔ نوافل کی ادائیگی بھی صبر ہے۔

ان صوتوں میں سے ہر عمل جس کو تو کرتا ہے اور اس میں تجھے مشقت ہوتی ہے تو تو اس میں صبر کرنے والا ہے اور ہر وہ عمل جو تو کرے اور اس میں تجھے مشقت نہ ہو اس کا صبر سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے لیے بہترین مدد ہوتا ہے کہ وہ اس کی تکلیف کی مشقت کو کافی ہو جاتا ہے اور مشقت میں حلاوت کا ذائقہ بھی دے دیتا ہے۔''

۱۵۱:...... حضرت خلف بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ مجھ سے ہند کے دانشوروں میں سے ایک آدمی نے کہا: ''صبر اس شخص کے پاس ہوسکتا ہے جس کا اللہ کے پاس عظیم اجر موجود ہو۔ سب سے صابر قیامت کے دن پرہیزگاروں سے آگے بڑھ جائیں گے اور صبر ہر چیز میں اچھا ہے اور یہ اللہ کی اطاعت میں اور اس کی نافرمانی سے بچنے میں سب سے اچھا ہے۔''

۱۵۲:...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''عنقریب کچھ ایسے کام ہوں گے جن کو تم پہلے نہیں جانتے ہوگے تم پر ان میں صبر کرنا لازم ہے۔ اس وقت صبر انگارے کو مٹھی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لینے کی طرح ہوگا یہ مت کہنا کہ بدل جاتی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کو بدل دیں۔''

۱۵۳:...... حضرت عطیہ بن سلیمان فرماتے ہیں: ''میں نے جمعہ کی نماز پڑھی پھر واپسی پر حضرت یونس بن عبید کے پاس بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ ہم نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے پوچھا: کیا جنازہ میں شرکت کے لیے جاؤ گے؟ چنانچہ ہم بنوسعد کے ایک قبیلہ میں گئے اور وہاں ایک جنازہ پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا: فلاں عابد کے پاس عیادت کے لیے جانا ہے چلو گے؟ چنانچہ ہم ایک آدمی کے پاس پہنچے جس کے منہ میں پھوڑا نکلا ہوا تھا جس سے اس کی داڑھیں بھی نظر آرہی تھیں، وہ جب بھی کوئی بات کرنا چاہتا تو پانی کا بڑا پیالہ منگاتا اور کپاس بھی پھر اپنی زبان کو تر کرتا پھر کوئی اچھے سے کلمات کہتا، چنانچہ جب ہم اس کے پاس بیٹھے تھے تو اس نے پیالہ منگایا تاکہ وہ طریقہ اختیار کرے جو وہ کرتا تھا۔ اسی حالت میں وہ اپنی زبان تر کر رہا تھا کہ اس کی دونوں آنکھیں پیالہ میں گر پڑیں۔ اس نے ان کو اٹھا کر اپنے ہاتھ سے مسلا پھر کہا: میں ان میں چکناہٹ دیکھ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اب ان میں کچھ نہیں رہا پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر یہ دعا کی: (سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے دونوں آنکھیں دی تھیں۔ پھر ان سے مجھے میری جوانی اور صحت میں فائدہ پہنچایا۔ حتیٰ کہ جب میری زندگی کے دن ختم ہوگئے اور میری موت کا وقت آپہنچا تو ان کو مجھ سے لے لیا تاکہ ان کے بدلہ میں ان سے بہتر عطا فرمائے۔'' ان شاء اللہ

اس سے حضرت یونس نے فرمایا: ہم تو آپ کو صبر دلانے آئے تھے لیکن اب ہم تمہیں مبارک دیتے ہیں۔ اس نے کہا: بہتر، پھر اس نے دعا کی۔ اس کے بعد ہم اس سے نکل کر حضرت ابورجاء عطاردی کی خدمت میں گئے اور اپنا قصہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا: تم عید (عصر کی) نماز پڑھی۔ پھر تم نے (مسلمان) بھائی کی زیارت کی۔ تم خیر ہی خیر کو پہنچے ہو اور میں بھی اللہ کی قسم خیر کو پہنچا ہوں کیونکہ میں نے گزشتہ رات ایک ہزار آیات سے زیادہ تلاوت کی ہے۔''

۱۵۴:...... امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاؤں میں پھوڑ نکلا جو پنڈلی تک پہنچ گیا تو آپ کے علاج کے لیے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اطباء کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھیجا تو انہوں نے کہا: اس کا کوئی علاج نہیں۔ سوائے اس کے کہ ان کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ جب آپ کا پاؤں کاٹا گیا تو آپ ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے چہرے پر کچھ بھی تغیر معلوم نہ ہوا۔'' [1]

۱۵۵:...... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر صبر آدمی ہوتا تو لوگوں میں سے کمال درجہ کا آدمی ہوتا۔ گھبراہٹ، جہالت، حرص اور حسد سب شاخیں ہیں۔ ان کی اصل ایک ہی ہے (یعنی صبر کا نہ ہونا)۔''

۱۵۶:...... حسین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ایک ہندی حکیم کا قول ہے: ''صبر عقل کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے، عقل کی پیدائش کے بقدر صبر حاصل ہوتا ہے۔''

۱۵۷:...... حسین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں، میرے سامنے ابوالعتاہیہ نے اپنے متعلق یہ شعر کہے:

صبرت ولم ابدا كتئابا ولن ترى   اخا جزع الا يصير الى الصبر
وانى وان ابديت صبر المنطو   على حزن منه احر من الجمر
واملك من عينى الدموع وربما   تبادر عاص من سوابقها يجرى

''میں نے صبر کیا اور اپنے رنج کو ظاہر نہ کیا اور تو گھبرانے والے کو نہیں دیکھے گا مگر وہ بھی بالآخر صبر کر ہی لیتا ہے۔ اگرچہ میں نے صبر ظاہر کیا ہے لیکن یہ ایسے غم پر محیط ہے جو انگارے سے بھی زیادہ گرم ہے۔ میں اپنے آنکھوں کے آنسوؤں کو قابو میں رکھتا ہوں لیکن بسا اوقات گناہ گار سے اس کے سابقہ جرائم کی وجہ سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔''

۱۵۸:...... امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے سامنے حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ اشعار کہے:

تعز اذا اصبت بكل امر   من التقوى امرت به مصابا

---

[1] تهذيب الكمال: ۲۰/ ۲۰۔۲۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فکل مصیبة عظمت وجلت تخف اذا رجوت لھا ثوابا

''صبر کر جب تجھے تقویٰ کے کسی مسئلہ میں تکلیف پہنچے۔ تکلیف کے وقت تجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر مصیبت جو بڑی اور اہم ہو۔ جب تو اس میں ثواب کی امید رکھے تو ہلکی ہو جاتی ہے۔''

۱۵۹:...... کسی ساحل پر رہنے والے ایک عابد نے فرمایا: ''خدا کی قسم اے جوان! اللہ کی ناراضگی جس سے تو بچنا چاہتا ہے اس کو اس کی رضا مندی کے کاموں کی اتباع سے بہتر سے کسی صورت میں نہیں پا سکتا۔ پھر وہ رو پڑا اور فرمایا اور یہ کس طرح سے ہو آرزوؤں کا دھوکہ ہمیں تیزی سے زندگی گزارنے (اور موت آ جانے) سے بے پرواہ کر رہا ہے۔ پھر رو کر فرمایا: اے جوان! بھول اور غفلت جو ہماری عقلوں پر چھا چکی ہیں۔ ان کو اچھا نہ سمجھنا۔ ہم دنیا کے حریص ہو چکے ہیں اور دنیا کے کام میں مشغول ہیں، دنیا کی حرص اور کام سے ہم اپنے رزق کو نہیں بڑھا سکتے۔ اس فانی دنیا میں آخرت کے اپنے حصہ کو چھوڑ رہے ہیں۔ جس میں وہاں کے رہنے والوں کو بے حساب رزق ملے گا۔ یہ دنیا تو آخرت تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ ہمارے یہ نیک اعمال اور آخرت کی طلب کی حرص ہمارے رزق بھی بڑھاتی ہے اور دنیا اور آخرت کی لذتوں کو بھی بڑھا دیتی ہے۔ پھر رو کر فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ کے ارادہ کے مقابلے میں صبر سے قوت حاصل کر یہ تجھے اللہ کے پاس تیرے اچھے ارادہ تک پہنچا دے گا۔ ہم نے اس کی اطاعت پر صبر جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔''

۱۶۰:...... حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ نے اپنی دعا میں فرمایا: ''اے اللہ! میں آپ سے ایسی خیر طلب کرتا ہوں جو آپ کے پاس کے صابرین کے ثواب تک پہنچا دے اور اے اللہ! میں آپ سے ایسا شکر طلب کرتا ہوں جو تیرے شکر کرنے والوں کے لیے جو تو نے ان کے شکر پر انعام کا اضافہ کرنا ہے اس انعام تک پہنچا دے اور اے اللہ! میں آپ سے ایسی توبہ چاہتا ہوں جو ہمیں گناہوں کی میل کچیل سے پاک کر دے۔ حتیٰ کہ ہم اس کے بدلہ میں تیرے ہاں تیری طرف رجوع کرنے والوں کے مقام تک پہنچ جائیں تو تمام نعمتوں اور خیر کا مالک ہے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہر سختی دکھ اور تکلیف میں تیری طرف رغبت ہے۔ اے اللہ! ہمیں ان چیزوں پر صبر عطا فرما جو تیرے فیصلے سے ہمیں ناگوار گزرے اور اس پر فرمانبرداری کے ساتھ رضا بھی عطا فرما اور ہمیں جس چیز پر تیری قضاء جاری ہو چکی، ہماری محبت کے ساتھ ہمیں شکر کی اور اپنی حسن قضا کے ساتھ سکون کی توفیق عطا فرما۔ ہم تیرے لیے عاجزی کرنے والے جھکنے والے بنیں تجھ سے مزید نعمتوں کی اور تیرے قرب کی اے کریم امید رکھیں۔ اے اللہ! تجھ پر ایمان لانے کے بعد تیرے نزدیک ہمیں اس کے علاوہ کوئی چیز زیادہ نافع نہیں ہے اور اس کا تو ہم پر احسان کر چکا ہے۔ (یعنی ہمیں تو ایمان عطاء کر چکا ہے) تو ہم سے اس کو نہ چھیننا۔ حتیٰ کہ ہمیں اسی پر موت دے دینا۔ ہم تیرے ثواب پر یقین رکھتے ہوں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہوں، تیری آزمائش پر صبر کرتے ہوں اور اے کریم! تیری رحمت کی امید رکھتے ہوں۔''[1]

۱۶۱:...... حضرت ابو خیرہ نحوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صبر عظمت کی اعلیٰ صفات میں سے ہے۔''

۱۶۲:...... حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کوئی انسان ایمان کے بعد صبر سے افضل کوئی چیز نہیں دیا گیا سوائے شکر کے کیونکہ صبر اور شکر میں افضل اور ثواب میں زیادہ تیز ہے۔''

۱۶۳:...... حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صبر ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے جسم میں دو ہاتھ، جو شخص مصیبت پر صبر نہیں کرتا وہ نعمتوں پر شکر بھی نہیں کرتا۔ اگر صبر آدمی ہوتا تو بڑی شان والا اور خوبصورت ہوتا۔''

۱۶۴:...... حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو کاموں میں صبر کو اختیار کرے گا تو وہ خیر کو سمیٹ لے گا اور نیکی کی گرہیں کھول لے گا اور کمال درجہ کے اجر حاصل کر لے گا۔''[2]

۱۶۵:...... حضرت درست قزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تو تمام نیکی کے اعمال کے مقابلہ میں صبر کے ثواب کی فضیلت کو جاننا چاہے تو

---

[1] حلیة الاولیاء: ۵/ ۱۱۱. [2] حلیة الاولیاء: ۵/ ۱۱۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحت مندوں کے مقابلہ میں مصیبت زدہ لوگوں کو دیکھ لے اور ان کے درمیان امتیاز کر لے اور یہ بھی جان لے کہ اللہ عزوجل سے آسمانوں میں اور نہ زمین میں ایک معمولی ذرہ بھی نہیں چھپ سکتا۔"

۱۶۶:...... حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ہمسایہ کی شکایت لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اس کو اذیت دینے سے باز رہنا اور اس کی اذیت پر صبر کرنا موت بطور جدائی ڈالنے کے کافی ہے۔"[1]

۱۶۷:...... حضرت ابومغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے عمر بن ذر رحمہ اللہ سے سنا جو اس آدمی کو نصیحت کر رہے تھے جس کو اس کے پڑوسی نے ایذاء پہنچائی تھی۔ اے بھائی! صبر کر خدا کی قسم قیمت میں صبر کے ثواب کی طرح میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اپنے لیے صبر کو لازم کر لو۔ اس کی وجہ سے تم صابرین کے ثواب کو پہنچ جاؤ گے۔ اور جان لو کہ صبر اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہے اور یہ ہرگز کسی کو نہیں ملتا۔ مگر جس کی آقا کے سامنے شان ہو پس جتنی تجھ میں قدرت ہے صبر کرنے کی اس کو غنیمت جان تو اس کا فوری بھی اور دیر سے بھی ان شاء اللہ اچھا انجام دیکھے گا۔"

۱۶۸:...... حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس یزید کی بیعت کا پیغام پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اچھا رہا تو ہم راضی رہیں گے اور اگر مصیبت ہوگی تو ہم صبر کر لیں گے۔"

۱۶۹:...... احمد بن واصل کوفی کہتے ہیں: میں طالبین کے لیے خط لکھتا تھا۔ اہل مکہ کی ایک عورت بھی ان کے ساتھ خط و کتابت رکھتی تھی۔

ایک مرتبہ اس نے ان کی طرف یہ شعر لکھے:

اما والذی لا خلد الا لوجهه ومن لیس فی العز المنیع له کفو

---

[1] الجامع الصغیر: ۲/ ۲۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئن كان بدء الصبر مرا فعقبه   لقد يجتنى من غبه الثمر الحلو [1]

''سن لو کسی کو دوام حاصل نہیں، سوائے اللہ کی ذات کے اور بے مثال غلبہ میں بھی اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اگر چہ صبر کی ابتدا کڑوی ہوتی ہے لیکن اس کے بعد میٹھا پھل حاصل ہوتا ہے۔''

۱۷۰:...... ابو محمد خزیمہ بیان کرتے ہیں: ''حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک اندھے کوڑھی اپاہج ننگے شخص کے پاس سے گزرے۔ جو برص کا مریض بھی تھا اور وہ الحمد لله على نعمته، (اللہ کی اس کی نعمت پر حمد ہو) کہہ رہا تھا۔ ایک شخص جو حضرت وہب رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔ اس نے اس سے کہا: تم پر کونسی نعمت ہے جبکہ تم اس حالت میں ہو؟ اس مصیبت زدہ نے کہا: اپنی نگاہ شہر والوں کی طرف اٹھا کر دیکھ کہ اس میں کتنے لوگ رہتے ہیں، میں اللہ کی اس کی نعمت پر حمد کیوں نہ کروں، کیونکہ ان میں میرے سوا دوسرا کوئی نہیں جس کو اللہ کی معرفت حاصل ہو۔'' [2]

۱۷۱:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات انصار سے فرمایا: ''تم (میرے بعد) شدید حق تلفی دیکھو گے۔ اس پر تم صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو۔ میں (تمہیں قیامت کے دن) حوض پر ملوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم صبر کر لیں گے۔'' [3]

۱۷۲:...... حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بات مشہور تھی کہ: ''سچی بات کہنا اور حق پر صبر کرنا شہداء کے اعمال کے برابر رہے۔''

۱۷۳:...... حضرت عبیداللہ بن محمد تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے اپنے حضرات سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہوئے اور بہترین خطبہ دیا اور یہ خطبہ آپ کو بہت پسند آیا۔ بنو اسرائیل نے بھی پوچھا کیا لوگوں میں

---

[1] عدة الصابرين: ص۱۲۸.   [2] حلية الاولياء: ٤/ ٦٨.

[3] وقد سبق تخريجه.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ سے بھی بڑا عالم ہے؟ فرمایا: نہیں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں ایک شخص ہے جو آپ سے زیادہ عالم ہے۔ عرض کیا: اے رب! مجھ سے بڑا عالم کون ہے؟ جب کہ آپ نے مجھے تورات عطا فرمائی ہے اور اس میں ہر چیز کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ سے بڑا عالم میرے بندوں میں سے وہ ہے جس کو میں نے رسول بنایا اور اس کو ایک ہٹ دھرم جابر بادشاہ کی طرف مبعوث کیا تو اس نے اس رسول کے ہاتھ پاؤں اور ناک کاٹ دی تو میں نے اس کے وہ اعضاء جو کاٹے گئے تھے دوبارہ لگا دیئے۔ میں نے اس کو اس کی طرف پھر رسول بنا کر بھیجا تو وہ جب بادشاہ کی طرف جا رہا تھا تو اس نے یہ کہا کہ میں اپنے لیے وہ پسند کرتا ہوں جو تو میرے لیے پسند کرتا ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا جیسا تو نے فوراً کہہ دیا: انی اخاف ان یقتلون ، (مجھے ڈر ہے کہ وہ (فرعونی) مجھے قتل نہ کر دیں)۔''

۱۷۴:...... حضرت محمد بن معاویہ الازرق فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے ایک شیخ نے بیان کیا: ''حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو یونس علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل مجھے زمین کے سب سے بڑے عبادت گزار کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ تو حضرت جبریل ان کو ایک آدمی کے پاس لے گئے جس کے ہاتھوں اور پاؤں کو کوڑھ نے کاٹ دیا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا: (تو نے جب تک چاہا مجھے ان سے نفع پہنچایا اور جب چاہا مجھ سے ان کو چھین لیا اور تو نے میرے لیے اپنے متعلق طویل آرزو کو باقی رکھا اے نیکی سے پیش آنے والے اے جوڑنے والے) تو حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ مجھے کوئی ایسا عبادت گزار دکھائیں جو دن کو روزے رکھتا ہو اور رات کو عبادت کرتا ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص بھی مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسی طرح عبادت گزار تھا اب مجھے حکم ملا ہے کہ میں اس کی نگاہ بھی چھین لوں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ بہ گئیں تو اس شخص نے پھر یہی دعا کی (تو نے جب تک چاہا آرزو کو باقی رکھا اے نیکی سے پیش آنے والے اے جوڑنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والے)۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس دکھی سے فرمایا آؤ دعا کرو ہم بھی تمہارے ساتھ دعا کرتے ہیں اللہ تم پر تمہارے ہاتھ پاؤں اور تمہاری نگاہ کو لوٹا دیں گے اور تم ویسی عبادت کر سکو گے جیسی پہلے کرتے تھے۔ اس عابد نے کہا مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیوں؟ عابد نے فرمایا: اگر خدا کی چاہت اسی میں ہے تو اس کی چاہت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل! خدا کی قسم میں نے کسی کو اس سے بڑا عبادت گزار نہیں دیکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے یونس! یہ وہ راستہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اس سے بہتر طریقہ سے نہیں پہنچا جا سکتا۔'' [1]

۱۷۵:...... حضرت ابوصیداء فرماتے ہیں: ''حجاج بن یوسف نے حطیط رحمہ اللہ کی طرف کچھ آدمی بھیج کر ان کو بلایا اور کہا کہ اسے یہ بات پہنچی ہے کہ حطیط کہتا ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ اگر تو مجھے کچھ عطا کرے گا تو میں شکر کروں گا اور اگر تو نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں صبر کروں گا۔ حجاج نے اس بات کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی پھر وہ جو کچھ بھی ان سے پوچھتا رہا آپ سچ بولتے رہے اور حجاج اسی اثناء میں ان کو ایک لاٹھی کے سرے کے ساتھ مار رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا: اپنے ہاتھ روک لے ورنہ میں اللہ سے معاہدہ کروں گا کہ جب تک میری اس سے ملاقات نہ ہو تجھ سے ایک لفظ بھی نہیں بولوں گا لیکن حجاج نے اس سے رکنے سے انکار کر دیا اور حطیط خاموش ہو گئے۔ حجاج چاہتا تھا کہ یہ بات کریں لیکن انہوں نے انکار کر دیا تو اس نے سزا دینے والے کو پکارا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اشقر پر چڑھا دو، اشقر کھجور کی چھال کی بنی ہوئی رسی تھی جو دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی تھی جس پر مرد کو چڑھایا جاتا تھا اور اس کی شرمگاہ کو اذیت پہنچائی جاتی تھی اور اوپر پھینکا جاتا جب وہ نیچے گرنے لگا تو مرد اس کو تھامتے تھے۔ یہ تکلیف ان کو کئی دن تک دی جاتی رہی جب بھی آپ کوئی اعتراض کرتے آپ کو یہی اذیت دی جاتی تھی جب آپ کو رسی میں بٹا جاتا تھا تو آپ یہ آیات پڑھتے تھے: ''انسان کم ہمت

[1] حلیة الاولیاء: ۹/ ۳۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوا ہے (یعنی) جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب فارغ البالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے مگر نمازی۔'' جب الا المصلین تک پہنچتے تو اس کو لمبا کر کے پڑھتے اور کوئی کلمہ نہ کہتے۔ حتیٰ کہ ان کو اذیت دینا بند کر دیا جاتا تھا۔ آپ اسی طرح اذیت میں رہے حتیٰ کہ رسی نے آپ کے پیٹ کو دبا دیا تو فرمایا: مجھے حجاج کے پاس لے چلو۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں تو خوشخبری دینے والا حجاج کے پاس گیا (کہ حطیط آپ سے بات کرنا چاہتا ہے) حجاج نے کہا: کیا خبیث گھبرا گیا ہے؟ اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ جب آپ کو پیش کیا گیا تو حجاج نے کہا: ہاں گھبرا گئے ہو؟ فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم میں نہیں گھبرایا اور نہ ہی مجھے زندگی کی طمع ہے میں جانتا ہوں کہ میں مر جاؤں گا لیکن میں اس لیے آیا ہوں کہ تیرے خبیث اعمال پر تجھے ڈانٹ پلاؤں اور اپنے سینہ کو ٹھنڈک پہنچاؤں پھر ڈانٹتے ہوئے اس کو کہا: تو اس جرم میں ملوث نہیں؟ تو اس جرم میں ملوث نہیں؟ حتیٰ کہ اس سے جھگڑنے لگے تو حجاج نے ایک نیزہ منگوایا اور آپ کو گھونپ دیا۔''

۱۷۶:...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت اسحاق بن یحییٰ نے بیان کیا: ''جب حضرت حطیط کو عذاب دیا جا رہا تھا تو وہ یہ دعا کر رہے تھے: ''اے اللہ! تو خوب صبر دیتا ہے۔ اپنے بندے حطیط پر بھی صبر کو پلٹ دے۔''

۱۷۷:...... حضرت قاسم بن عبدالواحد فرماتے ہیں: ''جب زیاد کو ذوالثفنات کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے، پھر پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: تو نے میری دنیا خراب کی ہے اور میں نے تیری آخرت خراب کر دی ہے۔ پھر انہوں نے اپنے پاس کی ایک عورت اس کے پاس بھیجی اور اس کا حال پوچھتے تھے تو وہ کہتی مجھے کچھ معلوم نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں نہ رات کو اس کا بستر بناتی ہوں نہ دن کو۔ میں دن کو اس کا کھانا بھی تیار نہیں کرتی فرمایا کہ کیا تو مجھے یہ بتانا چاہتی ہے کہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے، اگر وہ اتنا اچھا ہے تو شاید میں نے اس کو سزا دے کر ظلم کیا ہے اس لیے اس پر انہوں نے سو غلام آزاد کر دیئے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۷۸:......حضرت ابو حیان تیمی فرماتے ہیں: ''کچھ لوگ حضرت سوید بن شعبہ کے پاس گئے۔ یہ سوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فاضل شاگردوں میں سے تھے۔ جبکہ سوید کے گھر والے ان سے کہہ رہے تھے، ہماری روح آپ پر فدا ہو۔ ہم آپ کو کیا کھلائیں؟ کیا پلائیں! تو یہ ان کو ہلکی سی آواز میں جواب دے رہے تھے یہ سرین کا گوشت دبلا ہو گیا ہے اور (بیماری سے) بستر پر پڑا رہنا طویل ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک کٹے ہوئے ناخن کے برابر بھی مجھ میں کمی کرے۔'' ❶

۱۷۹:......حضرت عمرو بن مرہ فرماتے ہیں: ''حضرت ربیع بن خثیم کو فالج ہو گیا تو آپ کے منہ سے بدمزہ، بدرنگ اور بدبودار پانی نکل کر آپ کی داڑھی پر چلا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا لیکن طاقت نہ ہوئی کہ اس کو پونچھ سکیں تو بکر بن ماعز نے اٹھ کر اس کو پونچھ دیا۔ حضرت ربیع نے ان پر خفیہ نگاہ ڈال کر (کراہت کو) بھانپ لیا پھر فرمایا: اے بکر! یہ تکلیف جو مجھے ہے یہ اللہ کے سامنے لشکر جرار سے زیادہ سرکش نہیں ہے (اگر وہ اس کو مجھ سے دور کرنا چاہے تو کر سکتا ہے)۔'' ❷

۱۸۰:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص رات بھر بخار میں رہا اور صبر کیا اور اللہ کی رضا پر راضی رہا تو وہ اس دن کی طرح گناہوں سے نکل گیا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔'' ❸

۱۸۱:......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرا سن ڈھل گیا ہے میرا جسم بیمار پڑ گیا ہے اور مال ختم ہو گیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس جسم میں کوئی خیر نہیں، جس کو دکھ نہ پہنچے اور اس مال میں کوئی خیر نہیں۔ جس میں کمی واقع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کو

---

❶ صفة الصفوة: ۳/ ۴۲. ❷ طبقات ابن سعد: ۶/ ۱۹۰.

❸ شعب الایمان: ۷/ ۱۶۷، رقم: ۹۸۶۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مصیبت میں ڈال دیتے ہیں اور جب اس کو مصیبت میں ڈالتے ہیں تو اس کو صبر کی توفیق دیتے ہیں۔'' ❶

۱۸۲:...... حضرت قرۃ النجات فرماتے ہیں: ''میں نے اردن کے ایک عابد سے جو پہاڑوں میں رہتا تھا خواہش کی کہ مجھے کچھ وصیت کریں۔ تو اس نے کہا: اچھے کام کرو اور نیکیوں کے ساتھ اللہ تک پہنچو۔ مجھے کوئی چیز معلوم نہیں کہ وہ مالک کو زیادہ راضی کرنے والی ہو سوائے اس چیز کے جس سے مالک محبت کرتا ہو۔ پس تم اس کی محبت حاصل کرنے میں سبقت کرو، وہ تمہیں جلدی اپنی محبت تک پہنچا دے گا۔ پھر وہ رو پڑے۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائے، مجھے کچھ اور بھی نصیحت کریں۔ فرمایا کہ الہ کی محبت اور خواہش پر صبر کرنا ہر نیکی کی اصل ہے۔ یا فرمایا کہ ہر خیر کی اصل ہے۔ حضرت قرۃ النجات فرماتے ہیں کہ مجھے فلسطین کے ایک عابد نے بتایا کہ یہ بات مشہور تھی رضائے الٰہی میں صبر اختیار کرنا بدن میں سر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔''

۱۸۳:...... حضرت ابراہیم بن یزید نخعی کوفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت اسود (بن یزید جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے شاگردوں میں سے تھے) کی ماں پاؤں سے معذور ہو کر بیٹھ گئی تو اس کی وجہ سے اس کی بیٹی نے بڑی گھبراہٹ کے الفاظ کہے تو اس کی والدہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر اس میں کوئی خیر ہے تو اس میں اضافہ کر دے۔'' ❷

۱۸۴:...... حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ایک پھوڑا دیکھا۔ شاید کہ انہوں نے دیکھا کہ اس پھوڑے کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے تو فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ اس پھوڑے میں اللہ تعالیٰ کی مجھ پر کون سی رحمت ہو رہی ہے؟ تو میں خاموش ہو گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس نے یہ پھوڑا میری آنکھ میں یا میری زبان کے کنارے پر نہیں نکالا اور نہ ہی عضو تناسل کے کنارہ پر۔ فرماتے ہیں کہ

❶ المرض والكفارات رقم: ٢٥٤.
❷ صفة الصفوة: ٣/ ١٨٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے سامنے ان کا یہ پھوڑا بے قیمت ہو کر رہ گیا۔'' ❶

۱۸۵:...... حضرت ابوحیان تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں حضرت سوید بن شعبہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ان حضرات میں سے تھے جن کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خط لکھے تھے۔ یہ سر جھکائے ہوئے اور کپڑا لپیٹے ہوئے بیٹھے تھے۔ اگر ان کی اہلیہ نے ان سے یہ نہ کہا ہوتا ہمارا گھرانہ آپ پر فدا ہو ہم آپ کو کیا کھلائیں؟ کیا پلائیں؟ تو مجھے گمان نہ ہوتا کہ کپڑے کے نیچے کوئی چیز ہے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے بھتیجے! سرین اور ران کے درمیانی حصہ میں اور ریڑھ کی ہڈی میں پھوڑے نکلے ہوئے ہیں اس کے سوا کوئی تکلیف نہیں، خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ اس تکلیف میں ناخن برابر بھی کمی ہو (بلکہ اس پر صبر کروں گا)۔''

۱۸۶:...... حضرت لیث بن ابی سلیم فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت طلحہ بن مصرف کو حضرت طاؤس رحمہ اللہ کی یہ بات بیان کی کہ وہ تکلیف سے کراہنے کو پسند نہیں کرتے تھے تو ان سے بھی ان کی بیماری میں وفات تک دکھ کی کوئی بات نہ سنی گئی۔'' ❷

۱۸۷:...... حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر مجھے عافیت مل جائے اور میں شکر کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ مجھے تکلیف پہنچے اور میں صبر کروں۔''

۱۸۸:...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ''صبر دو قسم پر ہے۔ ایک صبر تو یہ ہے کہ آدمی اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رکے اور اس کے ساتھ یہ صبر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت میں سے جو کچھ اس پر فرض کیا ہے اس کو ادا کرے۔ یہ افضل صبر ہے اور دوسرا صبر یہ ہے کہ مصیبتوں پہ صبر کرے اور وہ نفس کا اللہ کے لیے اعتراف کرنا ہے کہ جب آدمی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ محض اللہ کی خاطر اس کو برداشت کرے اور اس سے ثواب کی امید رکھے۔ یہی وہ صبر ہے جس پر اس کو اجر عظیم دیا جائے گا۔ تو ایسے شخص کو بھی دیکھے گا جو مصیبت کے

---

❶ حلیة الاولیاء: ۲/ ۳۵۲. ❷ حلیة الاولیاء: ٤/ ٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وقت صبر کرنے والا اور بہت برداشت کرنے والا ہوتا ہے لیکن اللہ کی رضا کا خواہش منداور اس سے ثواب کا امیدوار نہیں ہوتا۔ جب کہ تجھے ہر دین میں مصیبت پر صبر کرنے والے بھی مل جائیں گے۔ جب تو مصیبتوں میں صبر میں غور کرے گا تو دو صبر واجب ہو جائیں گے۔ ایک اللہ کے لیے دوسرا انسان کی ذات میں اچھی صفات کے ہونے کی وجہ سے۔ اور آپ سے گھبراہٹ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ گھبراہٹ دو شکل میں ہوتی ہے۔ ایک گناہوں کی وجہ سے آدمی کو گھبراہٹ ہوتی ہے اور دوسری مصیبت کے وقت۔ مصیبت کے وقت گھبراہٹ یہ ہے کہ آدمی اللہ کی رضا کا خیال نہ کرے اور نہ اس کے ثواب کی امید رکھے بلکہ یہ سمجھے کہ کوئی بری چیز ہے جو مجھے پہنچی ہے۔ یہ گھبراہٹ ہے برداشت کرنے والا آدمی بھی گھبرا جاتا ہے لیکن دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ صبر کر رہا ہے۔''

۱۸۹:...... حضرت یزید الرقاشی فرماتے ہیں: ''﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ میں الحقُّ سے مراد کتاب اللہ ہے اور ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ میں الصبر سے مراد اللہ کی اطاعت میں ڈٹے رہنا ہے۔'' [1]

۱۹۰:...... حضرت یزید الرقاشی فرماتے ہیں: ''اے بوڑھوں کی جماعت! جنہوں نے گناہوں کو نہ چھوڑا۔ حتیٰ کہ گناہ ان کو چھوڑ گئے۔ کاش! جبکہ وہ گناہ کرنے سے عاجز آ گئے تو وہ یہ تمنا نہ کریں کہ ان کو اگر قوت حاصل ہو جائے تو وہ گناہ کریں۔''

۱۹۱:...... حضرت علی بن حسن نے فرمایا: ''ایک شخص نے حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کتنے صابر ہیں؟ فرمایا: گھبرانا اور آہ وفغاں کرنا دونوں حالتوں سے برا ہے۔ مطلوب سے دور کرتا ہے۔ حسرت کو پیدا کرتا ہے اور واویلا کرنے والے کے لیے عار بن جاتا ہے۔''

۱۹۲:...... حضرت اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ نے بیان کیا: ''جب حضرت حطیط کو اذیت دی جا رہی تھی تو وہ یہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! تو فراوانی کے ساتھ صبر عطا فرماتا ہے۔ پس اپنے بندے حطیط پر بھی صبر کی فراوانی فرما۔'' [2]

---

[1] تفسیر الطبری: ۳۰/ ۱۸۸.
[2] روایة اخری للفقرة: ۱۷۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۹۳:...... حضرت بکر بن خنیس فرماتے ہیں: ''میں ایک کوڑھی کے پاس سے گزرا جبکہ وہ یہ دعا کر رہا تھا: ''مجھے آپ کی عزت اور جلال کی قسم! اگر آپ مصیبت ڈال کر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تب بھی آپ کے لیے میرے اندر محبت کا اضافہ ہوگا۔''

۱۹۴:...... حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لقمان حکیم سے کہا گیا کون شخص زیادہ صبر والا ہے؟ فرمایا: وہ صبر جس کے پیچھے ایذا نہ ہو۔'' [1]

۱۹۵:...... حضرت عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں: ''میں اور حضرت فرقد سنجی اور حضرت محمد بن واسع اور حضرت مالک بن دینار فارس میں ایک دوست کی زیارت کے لیے گئے۔ جب ہم نے رامہرمز کو عبور کیا تو نویرہ مقام پر پہاڑ کے دامن میں پہنچے۔ پھر ہم وہاں سے کچھ آگے چلے تو ہم نے ایک کوڑھی کو دیکھا جس سے پیپ اور خون کے قطرے گر رہے تھے۔ ہم میں سے ایک نے اس کو کہا: ارے! اگر تو اس شہر میں داخل ہوتا اور علاج معالجہ کرتا تو اس بلا سے نجات پا لیتا۔ تو اس نے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا: الٰہی! تو ان کو اس لیے لایا ہے کہ یہ مجھے تم پر غصہ دلائیں۔ عزت بھی تیرے لیے ہے اور رضا بھی تیرے لیے ہے میں کبھی بھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔'' [2]

۱۹۶:...... امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حسن بن علی نے حدیث بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت کثیر بن عبید الحذاء الحمصی نے حدیث بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت محمد بن حمیر نے حدیث بیان کی: حضرت مسلمہ بن علی سے انہوں نے حضرت عمر بن ذر سے انہوں نے حضرت ابوقلابہ سے انہوں نے حضرت ابومسلم خولانی سے انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے (رضی اللہ عنہم)۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں لیا جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں غم کو دیکھ رہا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (انا للہ وانا الیہ راجعون) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے اور کہا: انا للہ وانا الیہ

---

[1] الزھد للامام احمد: ۱/ ۱۵۴.   [2] حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۱۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راجعون میں نے کہا: ہاں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اے جبریل! آپ نے یہ کیوں پڑھا؟ فرمایا: آپ کی امت آپ کے تھوڑے عرصہ کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہوگا باہم جنگ کرے گی۔ میں نے پوچھا: کس طرح؟ جبکہ میں ان میں کتاب اللہ چھوڑ جاؤں گا۔فرمایا: کتاب اللہ کی وجہ سے وہ بھٹکیں گے اور یہ ان کے حکمرانوں اور علماء کی طرف سے ہوگا۔حکمران لوگوں کو ان کے حقوق روک رکھیں گے جب وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے تو وہ ان کو ان کے حقوق نہیں دیں گے۔ اس طرح سے ان میں جنگیں ہوں گی اور علماء حکمرانوں کی پیروی کریں گے اور ان کو گمراہی میں لے جائیں گے۔اس طرح سے حکمران اپنے طریقہ پر ڈٹے رہیں گے۔ میں نے پوچھا: پھر جو لوگ ان میں سے سلامت رہیں گے وہ کس طرح سے سلامتی پائیں گے؟ فرمایا: باز رہنے اور صبر کرنے سے۔ اگر ان کو ان کا حق دیا جائے گا تو لے لیں گے اور اگر نہیں دیا جائے گا تو چھوڑ دیں گے۔'' [1]

❀❀❀❀

[1] رواہ ابو نعیم فی الحلیة: ٥/ ١١٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صبر و تحمل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ . اما بعد !

اللہ تعالیٰ نے صبر کو اس شہ سوار کی مانند بنایا ہے جو کبھی لڑکھڑا کر نہیں گرتا اور صبر کی مثال اس ننگی تلوار کی طرح ہے جو کبھی کند نہیں پڑتی۔ صبر اس لشکر کی مانند ہے جو کبھی ہزیمت کا شکار نہیں ہوتا، اور اس کی مثال اس مضبوط قلعہ کی ہے جس پر حملہ آور غلبہ حاصل کر کے اسے نیست و نابود نہیں کرسکتا، اور صبر اس سواری کے مانند ہے جو اپنے شہ سوار کو لے کر کبھی راستہ نہیں بھٹکتی، صبر و تحمل اور اللہ کی نصرت مدد دونوں جڑواں بھائی ہیں، بلا شبہ اللہ کی نصرت اور مدد صبر کرنے والے کے ساتھ ہے، صبر کا مقام جسم میں سر کی مانند ہے، صبر ہی دنیا و آخرت میں نجات وفلاح اور کامیابی وکامرانی کی کنجی ہے۔ صبر اللہ کے راستہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کرنے والوں کے لیے بیش بہا تحفہ ہے خصوصاً اس وقت جبکہ نصرت الٰہی کا نزول ہوتا ہوا دکھائی نہ دے اور دعوت وتبلیغ سے وابستہ داعیوں کے لیے اس وقت امید کی کرن ہے جب لوگ اس کی بات ماننے میں پس و پیش سے کام لیں۔ اسی طرح صبر عالم دین کے لیے اس وقت زادراہ کی حیثیت رکھتا ہے جب وہ علم دین کے حصول کے لیے راہ نوردی کرتے ہوئے غریب الدیاری اختیار کرے گویا کہ صبر چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے، کمسن نوجوان، عورت ومرد ہر ایک کے لیے بہترین زادراہ ہے ان میں سے ہر ایک صبر کا سہارا پکڑتا ہے اور اسی کے دامن رحمت میں آ کر پناہ حاصل کرتا ہے اور اسی کے مرکزی پلیٹ فارم سے اپنا سفر شروع کرتا ہے۔

تو سوالات یہ پیدا ہوتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- آخر یہ صبر ہے کیا؟
- اس کی انواع واقسام کیا ہیں؟
- اس کے فوائد وثمرات کیا ہیں؟
- کیسے اس پرعزم مقام تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؟
- اور وہ کون سی رکاوٹیں اور آفتیں ہیں جو اس مقام تک رسائی کی راہ میں دیوار بن سکتی ہیں؟

یہی وہ عناصر ہیں جن کے بارے میں ہم اس کتابچہ کے اندر بحث کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ہماری مدد کرے اور ہمیں اس عمل کی انجام دہی میں اپنی نصرت واعانت سے نوازدے۔

محمد صالح المنجد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعریف کا بیان

لغوی تعریف:

عربی زبان میں صبر کے معنی حبس یا قید و بند اور روکے رکھنے کے آتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھ جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔''

مراد یہ ہے کہ اس طرح کے مؤمنین کو اپنی صحبت سے مستفید ہونے کا موقعہ عنایت فرمایئے اور ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ مت کیجیے بلکہ اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھیے۔

بنی اسرائیل نے کہا تھا جس کے بارے میں خبر دیتے ہوئے باری تعالیٰ نے خود یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ﴾ (البقرۃ: ٦١)

''ہم سے ایک ہی کھانے پر کسی صورت میں بھی صبر نہ ہو سکے گا۔''

مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے کفران نعمت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ کہا کہ ہم ایک ہی کھانے پر اکتفا کرنے کی خاطر اپنے نفس کو جبراً ہرگز ہرگز روکنے کی طاقت نہیں رکھتے گویا کہ ایک طرح کا کھانا (من وسلوی) پر اکتفا کر کے ہم صبر نہیں کر سکتے۔

کہا جاتا ہے (قُتِلَ فُلان صبرًا) مراد یہ ہے کہ اسے قتل کرنے کی غرض سے قید کر لیا گیا ہے اب اسے اس وقت تک قید و بند کی صعوبت برداشت کرنی پڑے گی حتی کہ قتل کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ میزان صرفی کے اعتبار سے کہا جائے گا (صبر ، یصبر ، صبرا) نیز زبان وادب کے اعتبار سے صبر (جزع وفزع) کی ضد ہے ان میں سے ہر ایک کے معنی ایک دوسرے کے عکس ہوا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے (رجل صابر ، وصبار ، وصبیر ، وصبور) اور عربی زبان میں مؤنث کا صیغہ بھی (صبور) ہی آتا ہے۔

اور جب کہا جائے (التصبر) تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے مشقت اور صعوبت برداشت کر کے صبر کیا۔ مراد یہ ہے کہ دکھاوے کی خاطر بلا وجہ کا بطور تکلف صبر کا مظاہرہ کیا۔

اور کہا جاتا ہے صبر کے پانچ مختلف مراتب اور درجات ہیں:

(۱) صابر (۲) مصطبر (۳) متصبر

(٤) صبور (٥) وصبار

ان میں سے صابر تو صبر کے سلسلہ میں عام طرح کے مرتبہ پر فائز شخص کو کہا جاتا ہے اس کے بعد مصطبر کا مرتبہ ہے یعنی صبر پر جما رہنے والا اور ابتلاء سے دوچار شخص اسی طرح (متصبر) کہہ کر وہ شخص مراد لیا جاتا ہے جو بناوٹی طور پر صبر کرے اور اپنے نفس کو دکھاوے کی غرض سے بناوٹی صبر کے لیے آمادہ کرے اور (صبور) سے مراد صبر عظیم کا مظاہرہ کرنے والا۔ جس کا صبر لوگوں میں مثال ہو جس نے صبر کی انتہا کردی ہو۔ بایں طور کہ اس کا مدمقابل اس کی سکت نہ رکھتا ہو اور (صبار) سے مراد حد سے زیادہ صبر وتحمل سے کام لینے والا۔ [1]

اصطلاحی وفنی تعریف:

نفس کو مرغوبات ومحبوبات سے روکنے کی مشقت وصعوبت برداشت کرنا اور ہوائے نفس کے چنگل میں پھنس جانے سے نفس کو بچائے رکھنا صبر کہلاتا ہے۔

یا نفس کو اس چیز کی انجام دہی کی طرف گامزن رکھنا جس کی انجام دہی اللہ کو مطلوب ہے اور اس عمل کی انجام دہی سے روکے رکھنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

اسی لیے مصیبت وابتلاء کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹے رہنے والے شخص کو (صابر) کہا

[1] ملاحظہ ہو: لسان العرب : ٤/٤٣٧ ـ القاموس المحیط : ١/٥١٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے نفس کو جزع وفزع سے روکے رکھا۔ لہٰذا اس کو صابر کہا گیا۔

ماہ رمضان کو ''شہر صبر'' کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ مسلمانان عالم اس ماہ مبارک کے ایام میں کھانے پینے اور شہوت وغیرہ پوری کرنے کی عادت سے اجتناب کی مشقت وصعوبت برداشت کرتے ہیں۔

صبر وتحمل کا موزوں ترین وقت

اس بارے میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عورت کے پاس سے گذر ہوا جو ایک قبر پر بیٹھی رو پیٹ رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر وتحمل سے کام لے۔'' تو اس عورت نے جواب دیا: ''تم کو اس سے کیا سروکار ہے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور مجھ سے دور ہو جاؤ۔'' تم کو میری مصیبت کا کیا اندازہ؟ تم اگر میری طرح مصیبت سے دوچار ہو تو تمہیں پتہ چلے مگر تم تو اس سے ناواقف ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس حال میں بحث ومباحثہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اس طرح کی صورتحال سے نپٹنے کے لیے ایک داعی کے لیے یہی موزوں ترین اسلوب دعوت ہے اور یہی مناسب اور صحیح موقف کا انتخاب ہے بعد میں اس کو بتلایا گیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو تم کو نصیحت کر رہے تھے یہ سن کر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی غرض سے خود چل کر آئی تو دیکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر نہ کوئی سکیورٹی گارڈ ہے اور نہ کوئی چوکیدار۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور معذرت عرض کیا: مجھے معاف فرمادیجیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

''صبر تو غم واندوہ سے دوچار ہوتے وقت اول وہلہ میں ہوتا ہے اب اس پر کف افسوس ملنے سے کیا فائدہ؟'' [1]

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور: ١٢٨٣۔ صحيح مسلم: ٩٢٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام قرطبی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''نفس انسانی پر صبر وتحمل اس وقت بڑا ہی شاق گزرتا ہے جبکہ مصیبت کا اس پر حملہ ہو اور معاملہ گرم ہو اس موقع پر صبر کا ثواب بھی بڑا ہی عظیم الشان ہے۔ اس وقت صبر کرنا جگر گردے کی بات ہے اور صبر واستقامت کے بلند ترین مرتبہ پر ثابت قدمی کی دلیل بھی اور جب معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے اور مصائب وآلام کی تلخی ختم ہو جائے تو پھر تو سب کو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اس میں کوئی بڑی بات نہیں اسی لیے کہا گیا ہے عقل منداور ہوشمند شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصیبت وابتلاء کے وقت احمق شخص سے تین گنا زیادہ چوکس وچوکنا رہے۔'' [1]

صبر کی قدر ومنزلت

ا۔اللہ کی اطاعت وفرماں برداری پر:

صبر کے مختلف انواع واقسام میں سے قدر ومنزلت میں بلند ترین مرتبہ اور نفوس انسانی پر بوجھل ترین چیز اللہ کی اطاعت وفرماں برداری پر صبر وتحمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ (مریم : ٦٥)

''سو اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر خوب صابر رہ۔''

یعنی کسی کے کہنے سننے کی پرواہ مت کرو اپنے دل کو رب ذوالجلال کی بندگی پر جمائے رکھو جو سارے جہان کا رب ہے اور سب سے نرالی صفات رکھتا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ (اصطبر) کا ورود ہوا ہے اور یہ لفظ (اصبر) کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے، چونکہ ترکیب جملہ میں الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے اس قاعدۂ کلیہ کی بنیاد کہا جا سکتا ہے کہ (لفظ) اصطبر (اصبر) کے مقابلہ میں زیادہ فصیح و بلیغ ہے اور اپنے معنی و مراد کی طرف دلالت میں زیادہ موزوں ومناسب ہے بہ نسبت

---

[1] تفسیر القرطبی : ١٧٤/٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(اصبر) کے۔ مراد یہ ہے کہ لفظ (اصطبر) یہاں پر معنی کی طرف رہنمائی کرنے میں اکمل واتم ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طه: ١٣٢)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ۔''

مراد یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی پر پابندی کے ساتھ جم جائیے اور اپنے گھر والوں اور اہل وعیال کو بھی اس کی تاکید کرتے رہیے۔

۲۔ معصیت ونافرمانی سے اجتناب پر:

اس کا معاملہ بھی سابق الذکر مسئلہ کی طرح ہے۔ معصیت کو ترک کرنے سے پہلے اس سے کنارہ کشی کی نیت کا استحضار کر کے اپنے نفس پر کنٹرول کی جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ جب نفس پر قابو پا کر اسے ترک کر دیا تو اس سے گلوخلاصی کے دوران اس پر صبر کرنا اور اسکی انجام دہی سے پرہیز کرنے کے بارے میں نفس کشی کرنا اس سلسلہ کا دوسرا مرحلہ ہے اور گناہوں کے اسباب کو اپنے اندرون سے نکال دینے کے بعد اس کے عدم انجام دہی کی توفیق مل جانے کی وجہ سے غرور وتکبر میں مبتلا نہ ہونا بھی اس سلسلہ کا آخری مرحلہ ہے۔

۳۔ مصائب پر:

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صبر جمیل تو وہ نعمت ہے جس پر جزع وفزع کی گنجائش ہی نہیں۔'' [1]

جو چیز صبر وتحمل کے منافی ہے وہ نوحہ وماتم، جزع وفزع، نالہ وشیون ہے، جسے کرایہ کی نوحہ کرنے والی عورتیں کیا کرتی ہیں یا یہ ان جیسی پیشہ ور خواتین کی عادت ہوا کرتی ہے۔ صبر کرنے کے بجائے ان کا کام گالوں پر تھپڑ رسید کرنا، گریباں چاک کرنا، کپڑے نوچنا اور لباس چاک کر کے تار تار کر ڈالنا اور سر پٹخنا، شور و واویلا، چیخ وپکار اور جاہلی نعرے بازی کرنا ہوتا ہے یہ اور اس طرح کی تمام چیزوں سے پرہیز کرتے ہوئے اس موقع پر صبر وتحمل سے کام لینے کی

[1] تفسیر ابن کثیر: ٦١٩/٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بڑی قدر و منزلت ہے۔

جیسے انسان اپنے امراض وعلل کو طبیب یا ڈاکٹر یا حکیم کے سامنے کھول کر بیان کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اسی طرح مرض کی شدت کی وجہ سے کراہنا یا تکلیف محسوس کرنا جس کا مقصد نفس کو تسلی دینا اور سکون حاصل کرنا ہو یا کرب والم سے راحت کے خیال سے ایسا کرنا جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جہاں تک سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول ''تین چیزوں کو صبر میں شمار کیا جاتا ہے: (۱) کسی کے سامنے اپنی تکلیف کی شکایت نہ کرنا۔ (۲) اپنی مصیبت کا کسی کے سامنے گلہ شکوہ نہ کرنا۔ (۳) اور خود اپنے میاں مٹھو بن کر اپنی ذات کا تزکیہ نہ کرنا عین صبر ہے۔''[1]

اس قول کی تشریح وتوضیح میں کہا گیا ہے کہ یہاں پر سفیان ثوری رحمہ اللہ کے اس مقولہ کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے کرب یا اپنی مصیبت کو ناراضی وناخوشی یا اللہ کی قضاوقدر پر عدم اطمینان کی بنیاد پر بیان نہ کرے اور ہر کس وناکس کے سامنے اسے گاتا نہ پھرے اور مذکورہ اسباب کی بنیاد پر اس کا برسر عام ڈھنڈورا نہ پیٹے، اگر اس کے پس پردہ کوئی نیک نیتی یا اجروثواب والی غرض پوشیدہ ہو تو اس کا بیان کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثال کے طور پر تم لوگوں کے سامنے امراض کے علاج ومعالجہ کی غرض سے لوگوں سے دریافت کرو یا اس مصیبت سے چھٹکارے اور نجات کی غرض سے اپنا حال دل بیان کر ڈالو یہ اور اس طرح کی صورت حال میں اس کا جواز ہے کیونکہ اس طرح کا رویہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے ناراضگی اور خفگی نہیں کہلاتا اور ایسا کرنے سے انسان صبر وتحمل کے دائرے سے خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہاں پر اس حقیقت کا بھی انکشاف کردوں کہ ہر وہ شخص جو صبر سے کام لینے کا دعوی کرے اسے صابر نہیں کہا جاسکتا بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن کا ظاہر حال گواہی دیتا ہے کہ وہ مصائب پر صابر وشاکر ہیں لیکن درحقیقت وہ جزع فزع کا شکار ہوتے ہیں جس کی بنیاد پر صبر کے اجروثواب سے محرومیت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

---

[1] تفسیر الطبری: ۷/ ۱٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر کے فوائد وثمرات

صبر وتحمل بہت سے ثمرات وفوائد کے حصول کا ذریعہ ہے اور بہت زیادہ منافع کی دستیابی کا وسیلہ ہے، عظیم الشان خوبیوں کا گنجینہ ہے اور مؤمن کے لیے ہر طرح کی بھلائی سے آراستگی کا ذریعہ ہے۔ کسی عربی شاعر کا قول ہے:

''میں دشواریوں اور سختیوں کو آسان سمجھتا رہتا ہوں حتی کہ میں اپنی دلی خواہش کو حاصل نہ کرلوں اور صبر کرنے والے کی امنگیں اور امیدیں بہرصورت شرمندۂ تعبیر ہو کر رہتی ہیں۔'' ❶

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ پر تدبرانہ نظر ڈال کر دیکھو جب انہوں نے اپنی بے جا قید وبند کی صعوبت پر صبر وتحمل سے کام لیا تو ان کے صبر نے ان کو غلامی سے آزاد کرا کر حکومت کے تخت پر فائز کر دیا۔ کسی عربی شاعر کا قول ہے:

''کیا اللہ کے رسول علیہ السلام کی مظلومانہ قید وبند اور تہمت کی آلودہ طرز زندگی میں تمہارے لیے اسوہ اور نمونہ کا سامان نہیں جنہوں نے صبر جمیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک لمبے عرصہ تک حبس بے جا کی سزا کاٹی جس کے نتیجہ میں صبر جمیل نے انہیں سیاہ وسفید کا مالک بنا کر تخت شاہی کا حق دار بنا دیا۔'' ❷

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے صابرین کو مختلف اوصاف سے متصف کیا ہے اور قرآن کریم میں کم وبیش ستر (۷۰) جگہ صبر کا تذکرہ فرمایا ہے نیز بلند وبالا درجات اور خیرات

---

❶ روح المعانی: ۱۷۶/٤.

❷ تاریخ بغداد: ۴۷۹/۱۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وبرکات کو صبر کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے صبر کا ثمرہ اور نتیجہ قرار دیا ہے۔''[3]

لہٰذا ہم یہاں پر ان بعض فوائد وثمرات کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو محض صبر کی وجہ سے صابرین کے لیے منتج ہو کر منظر عام پر آتے ہیں۔

کامیابی وکامرانی کا ذریعہ:

قرآن کریم نے صبر وتحمل اور فلاح وکامیابی کو باہم مربوط کر کے دونوں کا رشتہ مستحکم کر دیا ہے اور کامیابی وکامرانی کو صبر کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱصْبِرُوا۟ وَصَابِرُوا۟ وَرَابِطُوا۟ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝٢٠٠ ﴾ (آل عمران : ٢٠٠)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

آیت کریمہ میں کامیابی وکامرانی کو ان امور کے ساتھ مربوط کر کے بیان کیا گیا ہے جن کا تذکرہ وضاحت کے ساتھ اس میں موجود ہے۔

حفاظت فراہم کرنے کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس بات کے حکم سے آگاہ کر دیا ہے کہ بلاشبہ وہ گھاٹے اور خسارے میں ہے الا یہ کہ جو ایمان لائے اور بارگاہ الٰہی میں سر تسلیم خم کر دے اور نیک عمل کرے اور صبر وتحمل سے کام لینے والا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''زمانے کی قسم ہے! بلاشبہ انسان سراسر نقصان اور گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی (مراد اللہ کی شریعت کی پابندی اور محرمات ومعاصی سے اجتناب کی) تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔'' مراد مصائب وآلام پر صبر، احکام وفرائض شریعت پر عمل کرنے میں صبر، معاصی سے اجتناب پر صبر، لذت وخواہشات کی قربانی پر صبر، صبر بھی اگرچہ تواصی بالحق میں شامل ہے تاہم خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے

---

[1] احیاء علوم الدین: ٤/ ٦١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسے الگ ذکر کیا گیا ہے۔ (العصر: ۱،۳)

مغفرت اور اجر عظیم کے حصول کا ذریعہ:

عمل صالح کی انجام دہی کے ساتھ صبر وتحمل پر عمل پیرا ہونے والے شخص کو مغفرت اور اجر کبیر کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾﴾ (ھود: ۱۱)

''مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔''

مراد یہ ہے کہ اہل ایمان راحت وفراغت ہو یا تنگی ومصیبت دونوں حالتوں میں اللہ کے احکام کے مطابق طرز عمل اختیار کرنے میں صبر وتحمل سے کام لیتے ہیں۔

جنت تک رسائی کا راستہ:

نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو جس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہے جنت کی بشارت سنائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب ترین چیزیں لے کر آزماؤں اور وہ اس پر صبر وتحمل سے کام لے تو میں ان دونوں چیزوں کے بدلہ اس کو جنت کا پروانہ عطا کر دیتا ہوں۔''[1]

یہاں پر دو چیزوں سے مراد اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔

اگر کسی بندۂ مؤمن کا اس کائنات میں بسنے والوں میں سے کوئی محبوب ترین شخص اٹھا لیا جاتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہے تو اس کے لیے جنت کے علاوہ اور کوئی بدلہ نہیں۔ چنانچہ اس بارے میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

[1] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذھب بصرہ: ٥٦٥٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''میرے نزدیک میرے اس بندۂ مؤمن کے لیے اہل دنیا میں سے جس کے محبوب کو میں نے اٹھالیا ہو اور وہ اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اجر و ثواب کی امید رکھے) جنت کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔'' [1]

اس عورت کا قصہ مشہور ہے جسے نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی بشرطیکہ وہ صبر وتحمل سے کام لے، چنانچہ اس بارے میں سیّدنا عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں زمین پر جنتی عورت کا مشاہدہ نہ کروا دوں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ اتنی دیر میں ایک کالی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا ماجرا بیان کیا کہ مجھے مرگی کی بیماری ہے یا مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کیجئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو صبر وتحمل سے کام لو اور اس کے بدلے تیرے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیے دیتا ہوں کہ وہ تجھے اس بیماری سے نجات دے دے۔ تو اس عورت نے نبی کریم ﷺ کا مشورہ سن کر کہا کہ میں صبر کروں گی! مگر اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ جو میں برہنہ اور عریاں ہو جاتی ہوں، اس بارے میں میرے لیے دعا کیجیے کہ میں عریاں نہ ہوا کروں تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی۔ [2]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو مخاطب کرکے یہ خوشخبری سنائی ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان کے لیے جنت تو ہے مگر جنت کے حصول سے پہلے اس کے لیے ابتلاء وآزمائش بھی ناگزیر ہے اور اس پر صبر کرنا بندۂ مؤمن کا شیوۂ بندگی ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللّٰہ تعالیٰ: ٦٤٢٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یضرع من الریح: ٥٦٥٢۔ صحیح مسلم: ٢٥٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾﴾

(البقرة: ٢١٤)

''کیا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے، انھیں تنگدستی اور تکلیف پہنچی اور وہ سخت ہلائے گئے، یہاں تک کہ رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، کہہ اٹھے اللہ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔''

سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''جب قیامت کا دن آئے گا اور ایک منادی ندا لگائے گا کہ صابرین کہاں ہیں؟ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں، یہ سن کر مخلوق خدا میں سے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا، اس سے کہا جائے گا: چلو جنت کی طرف چلو، راستہ میں ملائکہ سے ان کی ملاقات ہو جائے گی، تو وہ لوگ فرشتوں سے کہیں گے: ہم صابرین کی جماعت سے تعلق رکھنے والے اہل صبر واستقامت ہیں، تو ملائکہ ان سے دریافت کریں گے ذرا اپنے صبر کی کیفیت بتلاؤ۔ تم کیا کیا کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نے اللہ کی اطاعت وبندگی اور اس کی فرماں برداری پر صبر وتحمل سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی سے اجتناب اور اس سے پہلوتہی پر صبر کیا، تو ملائکہ کہیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ، بھلائی اور نیک کام کرنے والوں کا اجر وثواب کیا ہی اچھا ہے۔''[1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جنت کو انسانی طبیعت پر گراں گذرنے والی چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جہنم کو

---

[1] حلیة الاولیاء: ۳/۱۳۹، ۱٤۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شہوات نفسانی کے چنگل میں جکڑ دیا گیا ہے۔'' [1]

تو اے ابن آدم' طبیعت پر گراں گذرنے والی چیزوں پر صبر کیے بغیر جنت میں کیوں کر داخل ہو سکتے ہو؟ اور تم اپنے آپ کو شہوات نفسانیہ پر کنٹرول کیے بغیر کیوں کر جہنم کی آگ سے بچا سکتے ہو؟

حدیث مذکور اس بات کی غمازی کر رہی ہے کہ جنت تک رسائی کا راستہ (مکارہ) یعنی طبیعت پر گراں بار چیزوں کو عبور کرتا ہوا گزرتا ہے کیونکہ حدیث میں (حفت) کا لفظ وارد ہوا ہے اس مراد یہ ہے کہ جنت کو (مکارہ) ہر چہار جانب سے طبیعت پر گراں بار چیزیں گھیرے ہوئے ہیں۔ اگر تم مکارہ یعنی طبیعت پر گراں بار چیزوں کے پر خطر راستہ کو عبور نہیں کرو گے تو جنت میں کیسے داخل ہو گے؟ لہٰذا جنت میں داخلہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تم دل کو ناپسند چیزوں پر قائم پل پر پیادہ چلتے ہوئے صحیح سلامت اس سے گزر جاؤ اور ایسا بغیر صبر وتحمل کی بیساکھی کا سہارا لیے ہوئے ناممکن ہے اور جہاں تک عذاب جہنم کا معاملہ ہے تو اسے شہوات ومرغوبات سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور ان سے کنارہ کشی کے بارے میں صبر وتحمل سے کام لیے بغیر جہنم سے گلوخلاصی ناممکن ہے (اللّٰھم اعذنا من عذاب النار).

جنت میں فرشتوں کا سلام:

اللہ تعالیٰ صابرین کا وصف بیان کرتے ہوئے بوجہ امتنان بیان فرما رہا ہے کہ اس کے ملائکہ جنت میں صابرین وشاکرین پر سلام بھیجتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۴)

''سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔''

جنت میں بیت الحمد بطور جزا:

اگر بندہ اپنی اولاد کے فوت ہو جانے پر صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض جنت

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها و أهلها، باب صفة الجنة: ۲۸۲۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں اس کے لیے ایک گھر الاٹ کر دیتا ہے جس کا نام بیت الحمد ہے۔ اس بارے میں سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی بندے کا لڑکا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی تو فرشتے جواب دیتے ہیں: جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''تم نے اس کے لخت جگر کو اس سے جدا کر دیا۔ تو فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندے نے اس موقع پر کیا کہا؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں: اس نے آپ کی حمد وثنا بیان کی اور (انا للّٰه وانا الیه راجعون) کہا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کا یہ جواب سن کر فرشتوں کو حکم دیتا ہے: ''میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔'' [1]

اجر وثواب کی حفاظت کا ذریعہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝٩٠﴾

(یوسف: ۹۰)

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے تو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

ثواب کے حصول کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝٨٠﴾ (القصص: ۸۰)

''اور ان لوگوں نے کہا جنھیں علم دیا گیا تھا، افسوس تم پر! اللہ کا ثواب اس شخص

[1] ترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب: ۱۰۲۱ وحسنه۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کرنے والے ہیں۔‘‘

مراد یہ ہے کہ جنت کے مستحق صابر وشاکر لوگ ہی ہوں گے جو دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش اور آخرت کی زندگی میں رغبت رکھنے والے ہوں۔

اجر وثواب میں مسلسل اضافے کا سبب:

اللہ تعالیٰ نے صابر وشاکر لوگوں کے اجر میں کئی گنا اضافہ ہونے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا﴾ (القصص : ٥٤)

’’یہ لوگ ہیں جنھیں ان کا اجر دوہرا دیا جائے گا، اس کے بدلے کہ انھوں نے صبر کیا۔‘‘

جبکہ اعمال صالحہ کا اجر متعین اور محدود ہے لیکن صبر کا اجر وثواب لا محدود ہے۔ اس کی مثال اس دریائے ناپیدا کنار کی ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾﴾ (الزمر : ١٠)

’’صرف صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر کسی شمار کے بغیر دیا جائے گا۔‘‘

اس آیت کریمہ میں صابرین کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ ان کو ان کے صبر کے بدلے میں اس طرح پورا پورا اجر دیا جائے گا کہ اسے حساب کے پیمانوں سے ناپنا ممکن نہیں ہوگا، یعنی ان کا اجر غیر متناہی ہوگا۔ سلیمان بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہر عمل کا اجر وثواب محدود ہوتا ہے مگر صبر کا معاملہ اس قاعدۂ کلیہ سے جداگانہ ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرما دیا ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾﴾ (الزمر : ١٠)

’’صرف صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر کسی شمار کے بغیر دیا جائے گا۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ اس کا ثواب موسلا دھار بارش کی مانند ہے۔'' ❶

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صبر کرنے والوں کے اجر وثواب کی نہ تو نپائی ہوگی اور نہ اسے تولا جائے گا انہیں بغیر ناپے تولے پیمانے بھر بھر کر کے دیا جائے گا۔'' ❷

دین میں امامت کی خلعت:

اللہ تعالیٰ نے دین میں امامت وسربلندی کے منصب کو صبر ویقین سے مربوط کر دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۫ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ۝۲۴﴾ (السجدة : ٢٤)

''جب انھوں نے صبر کیا ہم نے ان میں سے کئی پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے، اور وہ ہماری آیات پر یقین کیا کرتے تھے۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صبر ویقین کے ذریعے دین میں امامت کے منصب پر فائز ہوا جاسکتا ہے گویا کہ دین میں منصب امامت تک رسائی کا زینہ (صبر ویقین) ہی ہے۔'' ❸

اللہ کی معیت کا حصول:

اللہ تعالیٰ نے صابرین کے لیے اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝۱۵۳﴾ (البقرة : ١٥٣)

''یقیناً اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔''

مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی پسندیدہ باتوں پر عمل کرتا ہے چاہے وہ نفس پر کتنی ہی شاق کیوں نہ گزریں اور دل پر کتنی ہی گراں بار کیوں نہ ہوں اور اللہ کی ناپسندیدہ باتوں سے بچتا

---

❶ ذم الهوىٰ : ٦٠.
❷ تفسير ابن كثير : ٦٣/٤.
❸ مجموع الفتاوىٰ : ٣٥٨/٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے، چاہے خواہشات اس کو اپنی طرف کتنا ہی کھینچیں ایسے شخص کو اللہ کی معیت حاصل ہوکر رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کا حصول:

اللہ تعالیٰ نے صبر ویقین کو اپنی نصرت کا ذریعہ بنایا ہے اور اسے صابرین وشاکرین کا ہتھیار قرار دیا ہے اور بندے کو اس کا سہارا پکڑ کر استعانت کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ﴾ (البقرة: ٤٥)

''صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔''

جو شخص صبر کی دولت سے عاری ہے اس کو تائید غیبی اور نصرت الٰہی کیوں کر حاصل ہوسکتی ہے؟ یہ صبر ہی ہے جس کے ذریعے کردار کی پختگی اور دین میں استقامت حاصل ہوتی ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دل کے نہ چاہتے ہوئے بھی محض صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی ناپسندیدہ چیز کے ارتکاب سے کنارہ کشی میں بڑی خیر وبرکت کا پہلو پوشیدہ ہے اور صبر ویقین ہی کے ساتھ نصرت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔'' [1]

یہ امر واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی کمک فراہم کر کے اس وقت مدد اور نصرت کی جب انہوں نے صبر ویقین اور خشیت الٰہی وتقویٰ کا مظاہرہ کیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلٰۤى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ۝۱۲۵﴾

(آل عمران: ١٢٥)

''کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو اور وہ اپنے اسی جوش میں تم پر آ پڑیں تو تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا، جو خاص نشان والے ہوں گے۔''

[1] احمد: ٢٨٠٠ وصححه الارنؤوط.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرعون پر بنی اسرائیل کی فتح اور غلبہ کے اسباب میں سے اہم ترین سبب بنی اسرائیل کی صبر ویقین سے سرشاری تھی اور ان کا مصیبت وناگہانی پر پختہ صبر ویقین تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ ﴾ (الاعراف : ١٣٧)

”اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔“

آیت کریمہ میں مصنوعات سے مراد کارخانے، انڈسٹریاں، عمارتیں، اور ہتھیار وغیرہ ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صبر کی اصل عزم وجزم اور پختہ ارادگی اور مستقل مزاجی ہے اور اس کا ثمرہ اور پھل کامیابی اور کامرانی ہے۔“ [1]

دشمنوں کی مکاری اور فریب سے نجات کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے صبر اور تقویٰ کو دشمن کی چال اور اس کی دھوکا دہی ودغابازی کے لیے عظیم ترین ڈھال بنا دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ ﴾

(آل عمران : ١٢٠)

”اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

---

[1] تاریخ دمشق : ٥١/ ٤٠٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی رحمت اور ہدایت کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے صابرین وشاکرین کو تین چیزوں سے بطورِ خاص نوازا ہے۔ یہ خصوصیت ان کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ان میں سے ایک تو اللہ کی خاص نوازشوں کا حصول ہے اور اس کی خاص رحمت سے بہرہ وری ہے اور اس کی ہدایت سے سرشاری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾﴾ (البقرۃ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

’’اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول:

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو صبر کے ساتھ مربوط کر دیا ہے اور صبر کرنے والوں کو اپنی محبت کا اہل قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾﴾

(آل عمران: ۱۴۶)

’’اور کتنے ہی نبی ہیں جن کے ہمراہ بہت سے رب والوں نے جنگ کی، تو نہ انھوں نے اس مصیبت کی وجہ سے ہمت ہاری جو انھیں اللہ کی راہ میں پہنچی اور نہ وہ کمزور پڑے اور نہ انھوں نے عاجزی دکھائی اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی ثنا کا حصول:

یہ صبر ہی کی دین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے ایوب علیہ السلام کی بڑے ہی حسین وجمیل پیرایہ بیان میں تعریف کی ہے اور کیوں نہ کرتے؟ انہوں نے تو حقیقی صبر کا نمونہ پیش کردیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا وَجَدْنَٰهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴾ (ص : ٤٤)

''بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا، اچھا بندہ تھا۔ یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا۔''

بذات خود روشنی ہونا:

سیّدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نماز نور ہے، صدقہ ایسی دلیل وبرہان ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور صبر روشنی وضیاء ہے اور قرآن یا تو تمہارے حق میں باعث حجت ہے یا تمہارے خلاف حجت قاطع ہے۔''[1]

اللہ کی آیات سے مستفید ہونے کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے اس بات سے باخبر کیا ہے کہ اس کی آیات بینات یا اس کی روشن نشانیوں سے صابرین وشاکرین ہی مستفید ہوا کرتے ہیں بلاشبہ جولوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر حد سے زیادہ صبر کرنے والے ہیں انھی کو اللہ تعالیٰ کی آیات بینات سے استفادہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مبالغہ کا صیغہ استعمال کرکے اس کی اہمیت کی مزید وضاحت فرمادی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ وَذَكِّرْهُم بِأَيَّىٰمِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴾

(ابراهيم : ٥)

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الطهارة ، باب فضل الوضوء : ۲۲۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا، بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔''

مراد یہ ہے کہ دونوں قسم کے حالات سننے سے صابر وشاکر بندوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت گھبرانا اور راحت کے وقت اترانا نہیں چاہیے جو لوگ پہلے کامیاب ہوئے ہیں وہ سختیوں پر صبر کرنے سے ہی ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ کے پیش نظر سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا قول وارد ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ ﴾ (لقمان : ۳۱)

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک کشتیاں سمندر میں اللہ کی نعمت سے چلتی ہیں، تاکہ وہ تمھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر بڑے صابر، بڑے شاکر کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔''

اور قوم سبا کا قصہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ ﴾ (سبا : ۱۹)

''ہم نے انھیں کہانیاں بنا دیا اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ہر طرح ٹکڑے ٹکڑے کرنا، بلاشبہ اس میں ہر بہت صبر کرنے والے، بہت شکر کرنے والے کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔''

اسی طرح نعمت کے معرض بیان میں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنا احسان کیا ہے۔ کشتی اور جہازرانی کا بھی ذکر ہے۔ یہ کشتی ہی ہے جو بندوں کو اور ان کے ساز و سامان کو لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام کرتی ہے۔ یہ وہ نعمت الٰہیہ ہے جس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر صابرین وشاکرین ہی تدبر وتفکر کر کے مستفید ہوتے ہیں۔

ارشا باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾﴾ (الشوریٰ: ۳۲، ۳۳)

''اور اسی کی نشانیوں میں سے سمندر میں چلنے والے جہاز ہیں، جو پہاڑوں جیسے ہیں۔ اگر وہ چاہے ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ اس کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ بے شک اس میں ہر ایسے شخص کے لیے یقیناً کئی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔''

قرآن کریم کے اندر یہ چار مواقع ایسے ہیں جو اس بات کی دلیل فراہم کرتے ہیں کہ اللہ کی آیات اور نشانیوں سے صابرین وشاکرین ہی استفادہ کرتے ہیں۔ انہی کو اس کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ یہ رتبہ بلند انہی کے لیے خاص ہے۔

مطلوب تک رسائی کا ذریعہ:

کسی عربی شاعر کا قول ہے: ''مایوسی کا ہرگز ہرگز شکار نہ ہونا، اگرچہ حصول مدعا میں کتنی ہی تاخیر کیوں نہ ہو جائے۔ اگر تم نے صبر کے دوش پر سوار ہو کر منزل مقصود تک رسائی کی کوشش کی تو اللہ کی مدد آ کر رہے گی اور تم اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو گے۔ صبر وشکر کرنے والا اپنی مراد کو پا کر رہتا ہے اور وہ اس لائق ہے کہ اپنی حاجت کے حصول تک رسائی پا جائے اور یقیناً پا کر رہتا ہے۔ ٹھیک اس طرح جس طرح بار بار دروازہ کھٹکھٹانے والا بالآخر دروازے کے اندر داخلہ حاصل کر لیتا ہے۔'' [1]

اسی طرح ایک اور عربی شاعر کا کہنا ہے: ''بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو کسی کام کی انجام دہی کی کوشش میں جدیت سے کام لیں اور صبر کو اپنا ساتھی بنائیں جو شخص ایسا کرتا

[1] دیوان الحماسۃ: ۲/۳۳۔۳۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ ضرور سرخرو ہوتا ہے۔"❶

مصیبت پر صبر سے بہترین نعم البدل مل جانا:

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"ہر وہ مسلم شخص جس کو مصیبت اپنے نرغے میں لے لے اور وہ زبان سے وہی کلمات نکالے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے جس کے نکالنے کا حکم دیا ہے:

((انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اجرنی فی مصیبتی، واخلف لی خیرا منھا الا اخلف اللہ لہ خیرا منھا.))

"ہم اللہ ہی کے لیے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری اس مصیبت میں اجر وثواب سے نواز دے اور اس کا نعم البدل عطا فرما تو اللہ اس دعا کی برکت سے اس کو اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔"

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو میں نے کہا: ابوسلمہ سے بہتر کون مسلم شخص ہوسکتا ہے؟ اور میں نے مذکورہ دعا کا ورد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نعم البدل کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی صورت میں مجھے شوہر عطا فرمایا۔"❷

دنیا میں عزت اور شرف کا ذریعہ:

صبر وشکر ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر بندہ دنیا میں عزت وکمال کی اوج ثریا پر فائز ہوجاتا ہے۔ وہ اس لیے کہ صابر وشاکر شخص لوگوں کے سامنے اپنی جبین نیاز نہیں ٹیکتا اور نہ ہی ان کے سامنے سربسجود ہوتا ہے اور لوگوں کے مال ودولت کی طرف للچائی نگاہوں سے نہیں دیکھتا اور نہ ہی لوگوں کی جبیں ٹٹولنے کی تگ ودو کرتا ہے۔

---

❶ المستطرف: ۱۲۵/۲.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة: ۹۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ غزوۂ تبوک میں ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے صدا لگائی: ''اے قریش کی جماعت! اجروثواب اور صبر وشکر میں سے جتنا زادراہ تمہارا حصہ ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ صبر دنیا میں عزت وشرف، بزرگی کے حصول کا ذریعہ ہے اور آخرت میں اللہ کے فضل وکرم کا پرتو ہے لہٰذا صبر وشکر سے کام لو اور آپس میں اس کی تلقین کرتے رہا کرو۔'' [1]

عربی زبان کے شاعر سلیم بن مہاجر جبیلی کا کلام ہے: ''میں نے اپنے چہرے پر صبر وشکر کا خوبصورت غازہ لگالیا تو اس سے میرا چہرہ کھل اٹھا اللہ تعالیٰ نے صبر وشکر کی برکت سے بخیلوں کے سامنے میرے چہرے کو رسوا ہونے سے بچالیا۔'' [2]

❀❀❀❀

---

[1] تاریخ دمشق: ٤٦/٥٦.

[2] المستطرف: ١/١٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر میں زادِ راہ والے اسباب و وسائل

بہت سے وہ لوگ جو مصائب یا آزمائش کی گھڑی میں بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب ان کو اس بارے میں سمجھایا جاتا ہے یا نصیحت کی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو صبر کی توفیق ہی نصیب نہیں فرمائی ہے یا ہماری قسمت میں صبر نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ جب انہیں عبادت وریاضت میں سے کسی نوعیت کی عبادت کی انجام دہی کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اس کو صبر وشکر سے بجالانے کے عادی نہیں ہوتے تو وہ یہ حربہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ اور اس طرح کی اور چیزیں بھی ہیں جہاں وہ اس قسم کی بات کرتے ہیں۔ان کے دماغ میں یہ بات گردش کرتی رہتی ہے کہ صبر بھی اللہ کی طرف سے عطا کردہ عطیہ ہے انسان کے اندر بذات خود اس کے حصول کی طاقت اور قوت نہیں اور نہ ہی وہ اسے اپنی جدوجہد سے حاصل کرسکتا ہے؟''

لیکن ایسا نہیں ہے یہ محض ان کی خام خیالی ہے ورنہ اگر صبر کسبی نہ ہوتا تو ہم ان نصوص کے سامنے جن میں صبر کا حکم دیا گیا ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھے حیرت واستعجاب کے عالم میں بیٹھے رہتے۔ یہ محض ان کی بہانے بازی ہے کیونکہ سنت نبویہ میں نصوص قطعیہ موجود ہیں جو اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ صبر بھی مختلف خصلتوں کی طرح ایک خصلت ہے جس کا حصول ممکن ہے۔

چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر وتحمل کی دولت سے مالا مال کردیتا ہے۔''[1]

یہ قضیہ امر مسلم کی حیثیت رکھتا ہے کہ لوگ اپنی خلقت یا جبلت کے اعتبار سے صبر وتحمل کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ: ١٤٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ان میں سے بعض صبر وتحمل کا پہاڑ ہوتے ہیں اور بعض لوگوں سے بڑی مشکل صبر ہو پاتا ہے یعنی ان کی طبیعت میں تحمل و برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ صبر عمل قلبی کا نام ہے اللہ کی توفیق وعنایت سے انسان ریاضت نفسیہ شاقہ اور مستقل جدوجہد نیز اس سلسلہ میں عملی تدریب اور مجاہدۂ نفس اسی کے ساتھ ان اسباب ووسائل کو زادراہ بنا کر جو صبر وشکر کے بارے میں مددگار ہیں۔ صابرین وشاکرین کے مرتبہ تک رسائی پانے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

ا۔ وہ کون سے اسباب ووسائل ہیں جو صبر وشکر کی راہ میں مددگار ثابت ہوا کرتے ہیں؟

صبر کے سلسلہ میں مددگار بننے والے اسباب ووسائل میں سے دنیاوی زندگی کی فطرت شناسی اور جس مشقت سے وہ متصف ہے اس سے آشنائی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی مشقت اور تکلیف کے ساتھ وجود بخشا ہے اور انسان اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کرکے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔ چنانچہ دنیاوی زندگی میں مصائب وآلام اور مشکلات وصعوبات پیش آنا اس دنیا کا دستور ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دنیا مصائب اور پریشانیوں سے خالی ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ دنیا نہیں بلکہ بہشت آخرت ہے۔ اس بارے میں عربی شاعر ابوالحسن تہامی رحمہ اللہ کے اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''تمہاری گھٹی میں پریشانیاں ملی ہوئی ہیں اس کے باوجود تم مشکلات ومصائب اور تلخیوں سے خالی زندگی کے خواہاں ہو۔ جو شخص زمانہ کے دھارے کو اُلٹی طرف موڑنے کی کوشش کرے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی کے اندر آگ کا انگارہ تلاش کر رہا ہو۔''

جو شخص اس حقیقت سے تجاہل برتے وہ دنیاوی زندگی میں ٹھوکریں کھا کر منہ کے بل گر پڑتا ہے اور جو شخص دنیاوی زندگی کی ماہیت اور کیفیت سے آشنا ہوتا ہے تو جب کارگاہ حیات میں اسے کسی قسم کی ابتلا اور آزمائش یا پریشانی وتلخی کا سامنا ہوتا ہے تو اس موقع پر وہ اپنے دل میں وہ جذبہ کارفرما پاتا ہے جو اس کے امراض قلوب کا مداوا ثابت ہوتا ہے۔ جس کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے سارے مصائب وآلام دور ہو جاتے ہیں اور سختیاں کافور ہو جاتی ہیں۔

۲۔ صبر کے سلسلہ میں مددگار بننے والے اسباب ووسائل میں سے اس بات کا ایمان وایقان بھی ہے کہ یہ ساری کی ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے یہ اللہ کی مشیت میں ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ﴾ (النحل : ۵۳)

''اور تمھارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔''

اگر انسان کو آزمائش سے نبرد آزمائی کرنا پڑے تو اس موقع پر اسے چاہیے کہ وہ (انا للہ وانا الیہ راجعون) کا ورد کرے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾﴾

(البقرۃ : ۱۵۶)

''وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

بلاشبہ بندہ، اس کے اہل وعیال، اس کا مال و دولت ساری کی ساری اللہ کی ملکیت اور اس کے قبضہ وتصرف میں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عاریت کے طور پر بندے کو اس کا مالک بنایا ہے اور عاریت میں عطا کرنے والے کو اس بات کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی چیز جب چاہے واپس لے لے۔ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو جب اس قضیہ کا ادراک ہو گیا تو سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا اس بارے میں عجیب وغریب قصہ پیش آیا۔ ہوا یہ کہ جب سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لاڈلے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کا کیا خیال ہے اس چیز کے بارے میں جو کسی قبیلہ کے لوگوں نے کسی معتبر گھرانے کے لوگوں کے پاس بطور عاریت رکھی ہو اور وہ آکر اپنی امانت طلب کریں تو کیا ان لوگوں کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کی امانت واپس کرنے میں چوں چرا سے کام لیں سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ'' آپ بھی اپنے لڑکے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں اجر وثواب کی امید کرتے ہوئے صبر سے کام لیں۔'' ❶

۳۔ صبر کے سلسلہ میں مددگار بننے والے اسباب میں صبر وشکر پر اجرو ثواب کے حصول کی معرفت بھی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾﴾

(العنکبوت: ۵۸ تا ۵۹)

''یہ ان عمل کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے۔جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حسن عاقبت کا پیش نظر رہنا صبر کرنے کے لیے معاون کی حیثیت رکھتا ہے۔'' ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''قیامت والے دن دنیاوی زندگی میں صحت وعافیت سے محظوظ ہونے والے لوگ جب آزمائش میں زندگی گزارنے والوں کو اجر وثواب ملتا ہوا دیکھیں گے تو اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش کہ دنیا میں ان کھالوں کو قینچیوں سے کاٹ کاٹ کر تکا بوٹی کر دیا گیا ہوتا۔'' ❸

۴۔ صبر کے سلسلہ میں مددگار بننے والے وسائل میں سے اللہ کی مدد ونصرت کے حصول پر یقین واعتماد بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر تنگی اور بدحالی کے بعد دوگنی آسانی اور خوشحالی کا وعدہ کر رکھا ہے۔ یہ محض اللہ کی رحمت وعنایت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾﴾ (الانشرح: ۵، ۶)

''یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بیشک مشکل کے ساتھ راحت بھی ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الأداب، باب استحباب تحنیك المولود: ۲۱۴۴.

❷ مدارج السالکین: ۲/۱۶۷.

❸ ترمذی، کتاب الزهد، باب یوم القیامة و ندامة المحسن: ۲۴۰۲ وحسنه الالبانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ آزمائش کے بقدر اپنی مدد اور نصرت کا نزول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اس کا وعدہ وقوع پذیر ہو کر رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝۶۰﴾

(العنکبوت، الروم: ٦٠)

''پس صبر کر، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ لوگ تجھے ہرگز ہلکا نہ کردیں جو یقین نہیں رکھتے۔''

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے گم ہوجانے پر صبر کیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی اولاد میں دو بیٹوں کی گم شدگی پر تحمل کا مظاہرہ کیا اور تاریخی جملہ فرمایا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ (یوسف: ٨٣) یعنی بلاشبہ اس موقعہ پر صبر ہی بہتر اور افضل ہے۔ نہ تو خفگی و ناراضگی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی اویلا مچایا اور بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ فرمایا:

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا﴾ (یوسف: ٨٣)

''عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا۔''

مزید یہ کہ اپنی پریشانیوں اور رنج وغم کی فریاد اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ٨٦)

''میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج وغم کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔''

مگر مخلوق کے سامنے گلہ وشکوہ نہیں کیا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ کی مدد اور نصرت کا نزول ہوا اور ان کی ساری کی ساری اولاد ایک جگہ اکٹھی ہوگئی۔

۵۔ بے مثال واقعات میں تدبر کرنا۔

خاتم الانبیاء ﷺ کتنی مصیبتوں اور اذیتوں اور ظلم کا شکار بنے حتی کہ نبی کریم ﷺ کو مجنون اور دیوانہ، جادوگر کہا گیا۔ اس میں سب سے بھونڈی تہمت طرازی یہ تھی کہ آپ پر جھوٹ اور دروغ گوئی کی تہمت لگائی گئی اور عقل مند شخص کے لیے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ اسے مجنون یا دیوانہ کہا جائے اور کسی امین وراست گو شخص کو اگر خائن کہا جائے تو یہ بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پر بجلی بن کر گرنے کے مترادف ہے اور بندۂ مؤمن کو اگر (شاعر، جادوگر، دیوانہ، پاگل) کہہ کر پکارا جائے تو کیا اس کا ضمیر اس کو گوارا کرے گا؟ جبکہ نبی کریم ﷺ مخلوق کائنات میں کامل ترین انسان تھے۔ صدق ووفا کے پیکر تھے عقل وفہم کے اعتبار سے دنیا کی کامل ترین شخصیت ہونے کا اعزاز رکھتے تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے ایسے بھونڈے القاب سے موسوم کیا جانا ایک ناقابل برداشت بات ہے۔

یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کو حد سے زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں دی گئیں اور آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے اور آپ ﷺ کو خود آپ کے شہر سے نکالا گیا اور آپ ﷺ کے قتل کی سازش کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ﴾

(الانفال: ۳۰)

''اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔''

یہی نہیں آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو انھوں نے قتل کر ڈالا، اور بعض کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیں، اور نبی کریم ﷺ کے لیے یہ بات ناقابل برداشت اور سوہان روح تھی کہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے آپ ﷺ کے متبعین وپیروکاروں پر ظلم وستم ڈھایا جاتا تھا اور بعض کو تکلیفیں دے کر موت کی نیند سلا دیا جاتا تھا چنانچہ نبی کریم ﷺ کا جب سیّدنا یاسر اور سیّدنا سمیہ رضی اللہ عنہما کے پاس سے اس حال میں گزر ہوتا کہ انہیں اذیتیں دی جارہی ہوتیں تو آپ ﷺ ان دونوں سے فرمایا کرتے تھے: ''اے آل یاسر! صبر وتحمل سے کام لو، بلاشبہ یقینی طور پر تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔'' [1]

نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ آ گئے تو وہاں بھی آپ ﷺ کو منافقین کی دسیسہ کاریوں سے نبرد آزمائی کرنا پڑی اور ان کی طرف سے اذیتوں اور تکلیفوں سے

---

[1] رواہ الحاکم: ۵۶۶۶ وقال: صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ ووافقہ الذهبی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوچار ہونا پڑا۔ اس بارے میں بطور مثال افک کا واقعہ کافی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر اور کوئی ایذا رسانی ہوسکتی ہے۔ ام المؤمنین کو دروغ گوئی اور تہمت طرازی کا نشانہ بنایا جائے؟ یہودیوں کی اس چال پر بھی نبی کریم ﷺ نے صبر وتحمل سے کام لیا جبکہ انہوں نے آپ ﷺ کو زہر کھلانے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر کبھی کبھی بخار کی شدت والی کیفیت طاری ہوجایا کرتی تھی اور جوڑی بخار کا عارضہ لاحق ہوجایا کرتا تھا حتی کہ آپ ﷺ کی وفات کا بھی یہی سبب بنا۔ اس طرح ہمارے حبیب ﷺ نے صبر وتحمل کو اپنا شعار بنایا حتی کہ رب کریم کی طرف سے موت کا پروانہ آ پہنچا جبکہ آپ ﷺ اپنے پیغام رسالت کو امت تک پہنچا چکے تھے اور اللہ کی طرف سے سونپی امانت کو ادا کر چکے تھے۔

یہی حال آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا جن میں سرفہرست سیّدنا بلال، سیّدنا سمیہ، سیّدنا صہیب رومی، سیّدنا عمار، سیّدنا مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین تھے ان میں سے ہر ایک طرح طرح کی اذیتوں اور تکلیفوں سے دوچار ہوا اور انہیں مختلف قسم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑا مگر انہوں نے صبر وتحمل کا ثبوت پیش کیا اور ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہ آئی بلکہ انہوں نے ثبات واستقامت کا پہاڑ بن کر اس کا مقابلہ کیا اور ان کی ایذا رسانیوں کی ذرہ برابر پروانہ کی۔ چنانچہ صحابی جلیل سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو قید کرلیا گیا تھا تاکہ انہیں قتل کردیا جائے اور سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اس کے باوجود ان کا کہنا تھا: ''مجھے اس بات کی قطعی پرواہ نہیں ہے کہ میں قتل کردیا جاؤں اس میں حال کہ میں دولت اسلام سے سرشار ہوں۔ اب چاہے جس کروٹ موت آئے مجھے اس کا کوئی گلہ نہیں ہے۔'' [1] اسی نہج کو تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اختیار کیا اور اس پر چل کر ایک مثالی کردار ادا کیا۔

سیّدنا عروہ بن زبیر کا تابعین میں چنیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور آپ تابعین میں عظیم المرتبت شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا ایک لڑکا تھا اس کا نام محمد تھا۔ جو بڑا خوبرو اور حسین وجمیل تھا۔ ایک دن وہ خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک کے ایوان میں جا پہنچا۔ خوبرو تو تھا ہی اس

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی: ۳۹۸۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر طرہ یہ کہ بڑی زرق برق پوشاک میں ملبوس ہو کر قصر شاہی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر خلیفہ وقت ولید نے کہا کہ قریش کے نوجوان تو اس طرح ہوتے ہیں، جس طرح محمد ہیں!! اور اس نے اس نوخیز نوجوان کے لیے برکت کی دعا نہ کی۔ یہ کہنا تھا کہ محمد بن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کو اس کی نظر لگ گئی۔ اس کے بعد محمد بن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ولید کی مجلس سے باہر نکلے اور چوپایوں کے اصطبل میں آ کر گر پڑے اور گرنے کے بعد وہاں سے اٹھ نہیں پائے، بس اصطبل میں پڑے رہے حتی کہ چوپایوں نے انہیں وہیں بھوسے کی طرح روند ڈالا۔ جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

اس کے بعد سیّدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاؤں میں ''غرغرینہ'' نامی بیماری کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ ڈاکٹروں یا حکیموں نے ایک پاؤں کو کاٹ کر الگ کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ طے پایا کہ اسے آری کے ذریعہ کاٹ کر تن سے جدا کر دیا جائے تاکہ جسم کے دوسرے حصہ میں اس کے زہریلے اثرات سرایت نہ کرسکیں۔ اگر پیر کاٹا نہ گیا تو یہ ان کی موت کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا اسے ڈاکٹروں کی تجویز کے مطابق کاٹا جانے لگا۔ جب آری ہڈی کاٹنے کی حد تک پہنچی تو اس موقع پر سیّدنا عروہ رحمہ اللہ نے اپنا سر تکیہ پر رکھ لیا اور ان پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ مارے پسینہ کے شرابور تھے اور تکبیر وتہلیل اور اللہ کے ذکر سے رطب اللسان تھے۔ پھر کٹے ہوئے پیر کو ہاتھ میں لیا اور اسے الٹنے پلٹنے لگے اور ہاتھ میں لیے اسے بوسہ دینے لگے اور کہنے لگے کہ جہاں تک اس ذات کا تعلق ہے جس نے تجھے میری خدمت کے لیے مسخر کیا تھا۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ میں کبھی حرام کاری کی طرف تیرے دوش پر سوار ہو کر نہیں گیا اور نہ کسی معصیت ونافرمانی کے لیے میں چل کر گیا اور نہ ہی میں نے کبھی اللہ کی ناراضگی کی طرف قدم اٹھایا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اسے غسل دیا جائے اور اسے خوشبوؤں میں معطر کیا جائے اور اسے کفن پہنا کر آراستہ کیا جائے اور اس کو قبر میں لے جا کر دفنا دیا جائے۔ اس حادثہ کے بعد جب سیّدنا عروہ رحمہ اللہ سفر سے واپس تشریف لائے جبکہ پاؤں کاٹ کر تن سے جدا کیا جاچکا تھا اور اپنے بیٹے سے محروم ہوچکے تھے۔ اس کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باوجود اس وقت ان کی زبان پر بس یہ جملہ تھا ''ہمیں اپنے اس سفر میں بڑے مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔'' اس کے بعد لوگوں نے یہ تجویز رکھی کہ آپ کو کوئی ایسی دوا پلادی جائے جو مخدر ہو اور ہوش وحواس کو زائل کرکے غم بھلادے تاکہ آپ کو درد والم محسوس نہ ہو آپ نے اس حرکت سے منع کردیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ابتلا وآزمائش سے اسی لیے تو دوچار کیا ہے تاکہ وہ میرے صبر کے پیمانے کی پیمائش کرسکے۔'' ❶

سیّدنا جعفر بن محمد صائغ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے قتل ہوتے وقت سیّدنا احمد بن نصر خزاعی رحمہ اللہ کو دیکھا ہے جب انہیں قتل کیا گیا تو ان کے تن سے جدا سر سے [لا الـــہ الا الــلّٰہ] یعنی کلمہ طیبہ کی صدا بلند ہو رہی تھی۔ یہ آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت کی کرشمہ سازی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔'' ❷

خود سیّدنا امام احمد رحمہ اللہ کی مثال لے لیں انہوں نے فتنہ خلق قرآن میں کیسے عظیم الشان اور بے مثال صبر کا مظاہرہ کیا ہے۔ امام احمد اور ان کے ہمراہ محمد بن نوح رحمہما اللہ کو مامون کے پاس لے جایا گیا مگر اللہ کی مشیت کہ محمد بن نوح رحمہ اللہ کو راستے ہی میں مرض لاحق ہوگیا۔ انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ کو وصیت کی کہ وہ اس معاملہ میں صبر سے کام لیں اور یہ وصیت کرکے محمد بن نوح رحمہ اللہ راستے ہی میں وفات پاگئے۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کو پابہ سلاسل لایا گیا۔ خلیفہ وقت کے دربار میں حاضری سے قبل بعض لوگ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو تقیہ کی احادیث کی یاد دہانی کرانے لگے اور کہنے لگے کہ ابتلا اور شدت کے وقت انسان کے لیے عین ممکن ہے کہ وہ توریہ سے کام لے حتی کہ آزمائش کی آندھی ٹل جائے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ تم سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا توجیہ کروگے؟ اس سے مراد سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں وارد ہوا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی اور شکوہ کرتے ہوئے عرض

❶ صفة الصفوة : ۲/ ۸۷.
❷ تاريخ بغداد : ۵/ ۱۷۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ ”کیا ہمارے لیے مدد طلب نہیں فرمائیں گے؟ کیا ہمارے لیے غیبی امداد کی دعا نہیں کریں گے؟“ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سابقہ امتوں میں لوگوں کو گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیا جاتا تھا اور ان کے سر کے بیچ (مانگ کی جگہ پر) آری رکھ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے۔ اس کے باوجود کوئی چیز انہیں ان کے دین سے نہیں روک سکتی تھی اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسم کے گوشت کو کھینچ لیا جاتا تھا مگر پھر بھی یہ ایذا رسانی ان کو دین سے نہیں روک سکی تھی۔“ [1] حتی کہ ان کو ایذا پہنچانے والے مایوس ہو جاتے تھے اور تھک ہار کر بیٹھ جاتے تھے۔

اس کے بعد امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اے اللہ! مجھے مامون کی صورت نہ دکھلا، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ ابھی مامون کے سامنے پیشی کے لیے پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا ولی عہد خلیفہ منتخب کیا گیا اور آزمائش جوں کی توں قائم رہی۔ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا! اللہ کے لیے اپنے نفس پر رحم کھاؤ۔ یہ خلیفہ جو آیا ہے یہ آپ کو تلوار سے قتل نہیں کرے گا لیکن آپ کو اتنا مارے گا اتنا مارے گا کہ آپ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اس کے باوجود انہوں نے فتنہ خلق قرآن میں خلیفہ وقت کی ہاں میں ہاں ملانے سے انکار کر دیا۔

خلیفہ وقت نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا آپ صالح رشیدی کو جانتے ہیں؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: ”ان کے بارے میں سنا ہے“ خلیفہ نے جواب دیا: وہ میرے مؤدب تھے۔ ان سے میں نے خلق قرآن کے بارے میں سوال کیا انہوں نے میری مخالفت میں جواب دیا، میں نے ان کو اوندھے منہ زمین پر گھسیٹنے کا حکم دیا کہ ان کو اتنا گھسیٹا جائے کہ خود بخود موت واقع ہو جائے۔ اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مشکیں کس دی گئیں اور جلادوں کو حاضر کیا گیا جلادوں میں ہر جلاد دو دو کوڑے لگاتا، اس کے بعد خلیفہ جھنجھلا کر کہتا: ان کی مشکوں کو خوب اچھی طرح کس دو۔ اس کے بعد دوبارہ پھر سے جلاد امام احمد رحمہ اللہ کے شانوں پر مارنا شروع کر دیتے۔ اس کے بعد پھر خلیفہ کہتا: اے احمد! اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈال رہے ہو؟ میں تم پر شفیق اور مہربان ہوں۔ یہ بات سن کر امام صاحب کے سر پر

---

[1] صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام: ۳۶۱۲.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کھڑا جلاد آپ کے سر پر ٹھنا مارتا اور دوسرا جلاد کہتا: تمہارا ستیاناس ہو اے احمد! تم نے میرا جواب نہیں دیا۔ مجھے جواب دو جس پر تمہاری گلوخلاصی منحصر ہے تاکہ میں تم کو آزاد کر دوں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے: اے امیر المؤمنین! مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے دلیل لاکر دکھادو جو کہ تمہارے قول کی تائید کرتی ہو تو میں اسے مان لوں گا۔ اس کے بعد جلاد آتا اور بے تحاشا مارتا پیٹتا اور مار پیٹ کی کاروائی چلتی رہتی حتی کہ جلادوں نے اتنا مارا، اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی اور بیڑیاں ہاتھوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد آپ کو ہوش نہ رہا تو ایک شخص نے بتلایا کہ اس کے بعد ہم نے آپ کو منہ کے بل اوندھا لٹادیا اور آپ کے جسم کے اوپر چٹائی ڈال دی اور اسے پیروں سے خوب روندا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا مجھے اس کا ذرہ برابر احساس تک نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ کو جیل میں ڈال دیا گیا پھر (۲۸) ماہ کے بعد آپ کو جیل سے رہائی مل پائی۔

اسلاف امت میں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں کسی کا قول ہے: ''اللہ کے راستے میں اس شخص نے اپنے نفس کی پرواہ نہ کی اور اپنے نفس کو اللہ کے لیے بے دریغ تج دیا، ٹھیک اس طرح جس طرح سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے دین کے راستے میں اپنے نفس کی پرواہ نہ کی تھی، لہٰذا اگر امام احمد رحمہ اللہ نہ ہوتے تو اسلام کا نام ونشان مٹ جاتا۔'' [1]

اگر بندہ اسلاف میں سے اولوالعزم لوگوں کی سیرت اور کارناموں پر نظر دوڑائے اور ان کی آزمائشوں کی یاد تازہ کرے تو یہ قصے اس کو صبر وتحمل کی راہ میں مددگار ثابت ہوں اور اس کے پائے استقامت میں ثبات پیدا کرنے کا سبب بن جائیں اور مصیبت وآزمائش پر جزع وفزع کرنے سے اسے روکنے اور باز رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوں۔

❀❀❀❀

[1] حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۱۷۱۔۲۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبر وتحمل کے منافی آفات اور فتنے

عمل خیر کی قبیل سے چاہے جو بھی عمل ہو اس کی انجام دہی کی راہ میں بعض آفتیں آڑ بن کر ضرور کھڑی ہو جایا کرتی ہیں، پھر وہ بندۂ مؤمن کو کسی صورت میں بھی بحسن وخوبی کام نہیں کرنے دیتیں یا کم از کم اس کو مکمل طور پر شرمندۂ تعبیر ہونے نہیں دیتیں بلکہ راستے کی رکاوٹ بن کر عمل خیر میں رخنہ اندازی ضرور ڈالتی ہیں۔ یہی معاملہ صبر کا بھی ہے اس راہ میں بھی بعض آفتیں اور فتنے سر اٹھایا کرتے ہیں جو کہ فریضہ صبر کے منافی شمار کیے جاتے ہیں۔ ان آفتوں اور فتنوں میں سے مندرجہ ذیل چند آفتوں اور فتنوں کا ذکر پیش خدمت ہے۔

۱۔ جلد بازی:

انسان اپنی طبیعت اور خلقت کے اعتبار سے بڑا ہی جلد باز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گھٹی میں یہ چیز ودیعت کر رکھی ہے اور اس کی خلقت کو اسی صورت میں ڈھالا ہے۔ اللہ تعالیٰ بذات خود ارشاد فرماتا ہے: ﴿ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴾ ''انسان جلد باز مخلوق ہے۔'' (الانبیاء : ۳۷) اس لیے انسان کو چاہیے کہ سمجھ بوجھ کے ساتھ کام کرے اور صبر کرے یہاں تک کہ نتیجہ تک رسائی مل جائے چاہے اس میں تاخیر ہی کیوں نہ واقع ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو صبر کا حکم دیا ہے اور جلد بازی سے کام لینے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ جلد بازی سے کام نہ لینا اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ حسنہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ﴾

(الاحقاف : ۳۵)

''پس صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی کا مطالبہ نہ کر۔''

بہت سی اصلاحی اور دعوتی تنظیمیں افق عالم پر ابھریں اور ناکامی ونامرادی ان کا مقدر بنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور وقت سے پہلے ہی اس کا پھل حاصل کرنے کی تگ ودو شروع کردی اور صبر وتحمل سے کام نہ لیا بلکہ جلد بازی میں سب کچھ گنوا بیٹھے۔

۲۔ غیظ وغضب:

غیظ وغضب بھی ان آفتوں اور مصیبتوں میں سے ایک آفت ہے جو صبر کے منافی بلکہ اس کی خیر وبرکت کو چاٹ جانے والی بلا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو اس بلا سے متنبہ اور آگاہ فرمایا ہے بلکہ اس کے برے انجام کار سے ڈرایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ ﴾ (القلم : ٤٨)

''پس اپنے رب کے فیصلے تک صبر کر اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو، جب اس نے پکارا، اس حال میں کہ وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔''

۳۔ مایوسی:

مایوسی وناامیدی بھی صبر کی راہ کا کانٹا ہے۔ اسی لیے سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو مایوسی سے منع فرما کر اس کے برے انجام سے متنبہ اور آگاہ فرمادیا تھا۔ فرمایا تھا:

﴿ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ﴾ (یوسف : ۸۷)

''اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''

مصائب وآلام کے وقت صبر امید کی کرن ثابت ہوتا ہے اس بنا پر مایوسی کے مریض کے لیے مجرب نسخہ کیمیا ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں صبر وتحمل سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ناکام ونامراد ہونے نہیں دیتا اور نہ ہی اسے مایوسی وناامیدی کا شکار بنا کر ضائع ہونے کے لیے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے بلکہ صبر وتحمل کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد ضرور آتی ہے۔ چاہے اس میں تھوڑی بہت تاخیر ہوجائے مگر اللہ کی مدد آکر ہی رہتی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

نبی کریم ﷺ نے مصائب و آزمائش کے وقت صبر و تحمل کو وسیلہ کے طور پر اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے پیچھے ایسے ایام آنے والے ہیں جو ایام صبر ہوں گے، جن دنوں میں صبر کرنا ہتھیلی پر انگارے رکھنے کے مترادف ہوگا ایسی صورت حال میں دین پر عمل کرنے والے کا اجر پچاس آدمیوں کے عمل کرنے کے برابر ہوگا۔'' [1]

نبی کریم ﷺ نے دین میں آزمائش کو ایام صبر قرار دیا ہے اور شہوات نفسانیہ کی بڑھکتی آگ نیز محکم شبہات سے لبریز ایام کا اس تعبیر بلیغ کے ذریعہ ذکر فرمایا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آخری زمانہ میں صورت حال ایسی ہوگی جس میں دین پر صبر کرنا مٹھی میں انگارے پکڑنے کے مترادف ہوگا۔ ایسے زمانے میں صبر کرنے والے ہی اصل دین دار ہوں گے۔ شبہات کے چکر میں پڑ کر ان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر جنبش پیدا نہ ہوگی اور نہ ہی وہ شبہات کے اسیر ہو کر اس کی غلامی کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ انہیں چاہے جتنی تکلیفیں اور اذیتیں دی جائیں ان کے دین میں ذرہ برابر ضعف یا کمزوری پیدا نہ ہوگی۔

حدیث مذکور میں اسی صورت حال کو ایام صبر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ صورت حال ایسی ہوگی کہ ان ایام میں صبر کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہوگا اور مؤمن کے لیے صبر و تحمل کے علاوہ اور کوئی طریق کار سودمند نہ ہوگا۔ کسی عربی شاعر کا قول ہے: ''یہ صبر کا زمانہ ہے آنکھ بند کر کانٹوں پر چل کر نکل جاؤ اور اللہ کے لیے صبر و تحمل سے کام لو اور نرمی اور بردباری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالو۔ چونکہ سلف صالحین نے صبر کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگالیا تھا اسی

---

[1] ابوداؤد کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي: ٤٣٤١ وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے تو انھوں نے لوگوں کو مصائب سے نپٹنے کے لیے صبر وتحمل سے کام لینے کی غرض سے ٹریننگ کر کے تیاری کا حکم دیا ہے۔'' ❶

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''صبر وتحمل سے کام لینے کی عادت ڈالو، کیونکہ ہوسکتا تم پر ناگہانی طور پر مصائب کا نزول ہونا شروع ہو جائے اور تم مصیبتوں میں مبتلا ہو جاؤ۔'' ❷

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص مصائب سے مقابلہ کے لیے صبر وتحمل سے مسلح ہوکر تیار نہ ہو تو وہ آزمائش کا مقابلہ نہیں کرسکتا بلکہ ایسا شخص اس کے سامنے عاجز ہوکر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے گا۔'' ❸

کسی عربی شاعر کا قول ہے: ''اپنے آپ کو صبر جمیل کا عادی بناؤ اللہ کی قضا وقدر پر راضی برضا رہنا افضل ترین کام ہے اور پورے صبر وتحمل کے ساتھ ہدایت کے پرچم تلے ثابت قدمی کے ساتھ جم جاؤ اور صبر تو انسان کا افضل ترین توشہ ہے۔''

ادیان سابقہ سے تعلق رکھنے والے صالحین اپنے بیٹوں اور اہل وعیال کو صبر کی وصیت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سیّدنا لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ کے راستے میں جو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچیں اس پر صبر کرنا نہ بھولنا۔ فرماتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ١ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۝۱۷﴾ (لقمان : ١٧)

''اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے، یقیناً یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔''

آج ہمارا حال یہ ہے کہ دشمنوں اور اعدائے اسلام کی ہمارے اوپر یلغار ہے اور اہل ایمان وتقویٰ کو کمزور کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور ملحدین اور زنادقہ دندناتے پھر رہے ہیں اور

---

❶ نشرطی التعریف : ۸۷.

❷ شعب الایمان : ۹۷۲۰۔

❸ مصنف ابن ابی شیبة : ۳٤٥۹٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الیکٹرانک میڈیا یعنی انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ نے فساد کا بیج بونے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے۔ آج ہمارے لیے صبر کے علاوہ اور کوئی کارگر ہتھیار دستیاب نہیں ہے۔ اللہ کی اطاعت وفرماں برداری اور اس کی نافرمانی ومعصیت پر ہمارے لیے صبر کے علاوہ اس وقت اور کوئی چارۂ کار نہیں۔ آج مصائب وآلام اور قضا وقدر پر صبر کرنا ہمارے لیے ازحد ضروری امر بن گیا ہے۔

تو اے عزم وارادے میں کمزور وناتواں انسان کان کھول کر سن لو! راستہ بڑا طویل ہے، جس کو عبور کرتے کرتے سیّدنا آدم علیہ السلام تھک گئے اور جس کے لیے سیّدنا نوح علیہ السلام کو بھی بڑی جدوجہد کرنی پڑی اور جس کی بنا پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کی غرض سے چھری کے نیچے لیٹنا پڑا، اور سیّدنا زکریا علیہ السلام پر آرا چلا دیا گیا، اور نفس پر ضبط کرنے والے سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دیا گیا، اور جس کی مضرت رسانی کا سیّدنا ایوب علیہ السلام نے سامنا کیا، اور سیّدنا داؤد علیہ السلام نے جس کی وجہ سے آہ وبکا کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کی بنیاد پر جادوگری اور جنون سے موسوم کر کے متہم کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک لہولہان کر دیا گیا اور چہرے کو بے حال کر دیا گیا، اور جس کی وجہ سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر کا وار کر کے زخمی کیا گیا۔ یہی وہ راستہ ہے جس کو عبور کرنے کی غرض سے ابن مسیّب اور مالک رحمہما اللہ پر تکلیفوں کے پہاڑ توڑے گئے۔ یہ اور اس طرح کی صورتحال میں صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔

یہ بات جان لو کہ صبر کرنا تم پر چاہے جتنا بھی شاق گزرے اور اس بارے میں تم کو چاہے جتنی بھی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں پھر بھی عدم صبر سے صبر ہی آسان ہے، کیونکہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر صبر کرنا اس بات سے کہیں زیادہ آسان اور سہل ہے کہ عذاب جہنم پر صبر کیا جائے اس لیے اللہ کی اطاعت وفرماں برداری پر صبر کرنا گلے میں جہنم کا طوق ڈالنے سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لٰہذا صبر کی قدر ومنزلت بڑی ہی بلند وبالا ہے اور صبر کیا ہی بہترین خصلت اور عادت ہے اس سے بڑھ کر اچھی اور بہتر عادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور صبر کرنے والے کیا ہی پیارے اور اچھے لوگ ہوا کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جنہوں نے صبر کا دروازہ کھول کر راستہ ہموار کر دیا اور جزع وفزع کی خندقوں کو پاٹ کر ہمیشہ کے لیے اس بے راہ روی کا راستہ بند کر دیا اور سخت ترین عقاب کی گھاٹی سر کر لی اور خواہش نفس کا پل عبور کر کے اطاعت الٰہی کے حرم سرا میں داخل ہو گئے اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جنہوں نے ہدایت کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا جس کی وجہ سے ان کے لیے نجات وکامرانی کا راستہ صاف ہو گیا اور وہ اخلاص اور یقین کی راہ پر چل پڑے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"